خلافتِ صدّیقی، صِدّیقِ اکبر کی افضیلت، حدیثِ قرطاس کا جواب، باغِ فدک، جنگِ صفین، جنگِ جمل کیوں ہُوئی؟ حضرت امیر معاویہ، حضرت ابُوسفیان اور حضرت ہند پر اعتراضات کے جوابات، حضرت عائشہ پر اعتراضات کے جوابات، صحابہ کرام اور اہلبیتِ اطہار کی باہمی محبّت کا ثبوت

شیعہ حضرات کی کتابوں سے اَور شیعہ حضرات کی شانِ صحابہ کرام میں گستاخیاں
انہی کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حقانیت

مؤلف:
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۰ لاہور

خلافتِ صدّیقی، صدّیقِ اکبر کی افضلیت، حدیثِ قرطاس کا جواب، باغِ فدک، جنگِ صفین، جنگِ جمل
کیوں ہُوئی؟ حضرت امیر معاویہ، حضرت ابُوسفیان اور حضرت ہند پر اعتراضات کے جوابات،
حضرت عائشہ پر اعتراضات کے جوابات، صحابہ کرام اور اہلبیتِ اطہار کی باہمی محبّت کا ثبوت
شیعہ حضرات کی کتابوں سے اور شیعہ حضرات کی شانِ صحابہ کرام میں گستاخیاں
انہی کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حقانیت

مؤلف:
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ پبلشرز
C-8 دربار مارکیٹ - لاہور
Ph: 042-37248657- 37112954
Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2013ء

باراول........................1100

ہدیہ........................450

زیرِ اہتمام..................نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37248657

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور	0301-7728754
نورانی ورائٹی ھاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
کتب خانہ حاجی نیاز احمد، بیرون بوھڑ گیٹ، ملتان	0313-8461000
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510
مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ	055-4237699
مکتبہ نصیریہ، شرق پور شریف	0346-4293065

فہرست

1: شیعہ مذہب کے بانی عبداللہ بن سبا کا تعارف 9

2: مذہب تشیع کی بنیاد یہود نے رکھی، شیعہ مورخین کا اعتراف 11

3: شیعہ فرقے کے عقائد ونظریات 14

4: شیعہ مذہب کے سترہ فرقے 17

5: صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی سے بچو 25

6: صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برا بھلا کہنے والا کون؟ 26

7: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع اُمّت 27

سوال 1: ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کا خلیفہ اول مانتے ہیں جبکہ کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول مانتے ہیں۔اس بارے میں قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے؟ 34

سوال 2: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کے غلبہ کی وجہ سے بطور تقیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی؟ 47

سوال 3: کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث لاتے ہیں، جس کا مفہوم یوں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''جس کا میں مولا ہوں، اس کے علی مولا ہیں'' اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ 49

سوال 4: حدیث شریف میں ہے کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو، لہٰذا جس طرح ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں؟ 50

سوال 5: کیا پیغمبر علیہ السلام جناب علی (رضی اللہ عنہ) کی خلافت تحریر فرمانا چاہتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کاغذ، قلم ودوات طلب فرمائی تو انہوں نے نہ دی بلکہ یہ کہا کہ رسول پاک ﷺ ہذیان کہتا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی غلطی کی؟ 51

سوال 6: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (العیاذ باللہ) حضور اکرم ﷺ کی طرف ہذیان کی نسبت کی؟ 52

سوال 7: اگر یہی بات ہے تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''حسبنا کتاب اللہ'' کیوں کہا؟ 53

سوال 8: حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہما، حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضور ﷺ کے جسم مبارک کو چھوڑ کر خلافت کے چکر میں پڑ گئے تھے جس سے تدفین میں تین دن تاخیر ہوئی؟ 55

سوال 9: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باغ فدک طلب کیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا؟ 56

سوال 10: اگر نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی تو ازواج مطہرات کی میراث میں حجرے کیوں دیئے تھے؟ 67

سوال 11: اگر انبیاء کرام علیہم السلام کا مالی ترکہ تقسیم نہیں ہوتا تو حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں قرآن مجید نے یہ کیوں فرمایا ''وورث سلیمان داؤد'' یعنی وارث ہوئے سلیمان داؤد کے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث جاری ہوتی ہے؟ 67

سوال 12: باغ فدک کیا تھا؟ کہاں سے آیا؟ اور اس کی آمدنی کے مصارف کیا تھے؟ 69

سوال 13: باغ فدک حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بوقت دعویٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی گواہی میں پیش کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی قبول نہیں ہوتی، دعویٰ خارج کر دیا تھا؟ 71

سوال 14: کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں حضور ﷺ کے ساتھ نہیں تھے؟ 83

سوال 15: کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس لئے غار میں ساتھ لے جانے کا حکم ملا تا کہ وہ کافروں کی جاسوسی نہ کر سکیں؟ 84

سوال 16: آپ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ الرسول کہتے ہیں، ان کو تو غارِ ثور میں اپنی جان کا خوف تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو خوف نہیں ہوتا؟ 85

سوال 17: گزشتہ آیت کا جو ترجمہ پیش کیا گیا، اس میں جو تسکین کا ذکر ہے وہ حضور ﷺ کے لئے ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے نہیں ہے؟ 85

سوال 18: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کو کندھوں پر اٹھا کر ہجرت کی رات لے گئے مگر فتح مکہ میں کعبہ سے بت توڑتے وقت حضور ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ اٹھا سکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیسے اٹھالیا؟ 89

سوال 19: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ''صدیق'' لقب پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں؟ 89

سوال 20: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک لقب حدیث شریف کے مطابق عتیق یعنی آزاد ہے۔ یہ غلام تھے، انہیں آزاد کیا گیا؟ 90

سوال 21: کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منافق تھے (معاذ اللہ)؟ 91

سوال 22: کیا حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہیں تھیں؟ 92

سوال 23: خون کا بدلہ ہر شخص نہیں مانگ سکتا۔ صرف مقتول کے ولی کو حق ہے پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کیوں کیا؟ 94

سوال24: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض یعنی نفرت رکھتے تھے، اسی لئے ان سے جنگ کی؟ 94
سوال25: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزارہا مسلمانوں کا خون بہایا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے نہ مسلمانوں کا اتنا خون بہتا؟ 98
سوال نمبر26: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ اہلبیت کے دشمن تھے؟ 99
سوال27: بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی دشمن تھیں؟ 101
سوال28: بعض لوگ جھوٹی روایت گھڑتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کندھوں پر یزید کو لے جارہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہنمی پر جہنمی سوار ہے (معاذ اللہ) معلوم ہوا کہ یزید بھی دوزخی اور امیر معاویہ بھی دوزخی (معاذ اللہ)؟ 105
سوال29: کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف حضور ﷺ نے دعا کی؟ 114
سوال30: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کا بیان 115
سوال31: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید پلید نے خاندان رسالت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے 122
سوال32: کیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زہر دیا؟ 123
سوال33: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والدین حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل اسلام کے سخت دشمن تھے۔ ان کی زوجہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا پھر بھی آپ ان کی شان بیان کرتے ہو؟ 125
سوال34: کیا حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں نہیں تھیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟ 126
سوال35: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صرف ایک زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں حالانکہ ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟ 126
سوال36: بعض لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں نہیں تھیں؟ 129
سوال37: کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا؟ 129
سوال38: یہ ام کلثوم، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہیں تھیں؟ 130
سوال39: یہ حضرت ام کلثوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی نہیں تھیں بلکہ کوئی اور ام کلثوم ہیں، فروع کافی میں ام کلثوم بنت علی نہیں ہے؟ 130
سوال40: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نجران کی ایک جنی کو حکم دیا کہ تو ام کلثوم کی صورت اختیار کرلے، اس کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ

عنہ سے کیا گیا؟ 130

سوال 41: کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت شیر بانو سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کروایا تھا؟ 131

سوال 42: کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان میدان جنگ خصوصا میدان احد سے بھاگ گئے تھے؟ 132

سوال 43: جب میدان احد میں سرکار اعظم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو منع فرمایا تھا کہ کچھ بھی ہوجائے، گھاٹی نہیں چھوڑنا لیکن وہ پھر بھی گھاٹی چھوڑ کر مال غنیمت کے پیچھے گئے لہذا انہوں نے سرکار اعظم ﷺ کا حکم نہ مانا؟ 133

سوال 44: کیا جنگ بدر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کرنے والے تھے؟ 137

سوال 45: کیا سورۂ منافقون صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حق میں نازل ہوئی؟ (معاذ اللہ) 139

سوال 46: کیا بیعت رضوان میں منافقین بھی شریک تھے؟ 145

سوال 47: کیا یزید اچھا شخص تھا؟ 145

سوال 48: کیا حدیث قسطنطنیہ کی بناء پر یزید جنتی ہے؟ 147

سوال 49: میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو شہید کرنے والوں میں کئی لوگ ایسے تھے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اولاد تھے 150

سوال 50: کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار کے مابین رنجشیں تھیں؟ 150

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باہمی محبت کا ثبوت شیعہ حضرات کی کتابوں سے 159

شیعہ فرقے کے عقائد ونظریات اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں کی گئی گستاخیاں انہی کی کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں 168

آغا خانی (اسماعیلی) فرقے کے باطل عقائد ونظریات 288

نحمده و نصلى و نسلم على رسوله الكريم

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

رسول پاک ﷺ ساری زندگی دین اسلام پھیلاتے رہے۔ آپ ﷺ نے اس دین کی آبیاری کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اپنا خون بھی شجر اسلام کی آبیاری کے لئے دیا۔ آپ ﷺ کی قربانی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ دشمنان اسلام کو یہ بہت برا لگا، ان پر اسلام کا پھیلنا مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹنے کے مترادف تھا۔ وہ ہمیشہ اس منصوبہ بندی میں لگے رہے کہ کسی نہ کسی طرح دین اسلام کو نقصان پہنچایا جائے مگر انہیں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

جب رسول پاک ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو اسلام کے دشمن یہ سمجھے کہ اب دین اسلام ختم ہو جائے گا کیونکہ ان کی سرپرستی اور رہنمائی کرنے والے نبی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

مگر دشمنان اسلام یہ بھول گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ آپ ﷺ کو یہ کامل یقین تھا کہ میرے بعد میرے خلفاء اس دین کو پھیلاتے رہیں گے۔ چنانچہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے سرکار اعظم ﷺ کی سچی نیابت اور سچی غلامی کا حق ادا کیا۔

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے بھی اسلامی تاریخ میں ایک سنہری باب رقم کر دیا۔ نبی پاک ﷺ، صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارک تک یہودیت کو پنپنے کا موقع نہیں مل سکا مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں منافقین کی شرارتوں کے سبب حالات بدلے تو یہودیوں کو بھی اپنی شیطانی سیاست چلانے کا موقع مل گیا اور فتنوں نے تیزی کے ساتھ سر اٹھایا۔

یہودی نژاد عبداللہ بن سبا نامی شخص جو اسلامی لبادہ اوڑھنے والا متعصب یہودی تھا، نے مدینہ سے نکل کر بصرہ پہنچا اور حکیم بن جبلہ کے پاس ٹھہرا، اس کا کام ذمیوں کو لوٹنا اور ڈاکہ ڈالنا تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عبداللہ بن سبا نے حکیم بن جبلہ کے ذریعے سے اپنے ہم خیالوں کی ایک جماعت تیار کر لی اور اس طرح یہ صنعا کا یہودی جو بظاہر مسلمان ہو چکا تھا، محبت آل رسول کے لباس میں اب کھل کر میدان میں آ گیا اور اسلام نے جو کاری ضرب یہودیوں پر لگائی تھی، اس کا انتقام لینے کے لئے اپنے فتنہ پرور نظریات اور باطل اعتقادات کی تبلیغ کرنے لگا۔

بالآخر عبداللہ بن سبا کی شیطانی چالوں کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھے اور کوفہ، بصرہ اور مصر کے باغی حج بیت اللہ کا بہانہ بنا کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوگئے۔

لیکن عجیب بات یہ تھی کہ ان سازشی و باغی گروہ میں خلافت پر اتفاق نہ ہوسکا۔ کوفی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بصری حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور مصری مولا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اس سازش کا سرغنہ عبداللہ ابن سبا تھا۔

باغیوں نے پہلے مسجد نبوی میں خطبہ جمعہ کے دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پتھر برسائے لیکن مولا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس کر دیا، دوسرے روز ان باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ واپس کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے ہاتھ مصر کے عامل کے نام ایک خط مین لکھا ہے کہ جونہی یہ لوگ مصر آئیں، انہیں قتل کر دیا جائے۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غلام موجود ہے، یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اونٹ اور خط ہیں۔

حقیقت یہ تھی کہ سازش کے ذریعے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مہر والی انگوٹھی چوری کی گئی اور ایک جعلی خط لکھا گیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ''جونہی یہ لوگ مصر آئیں، انہیں قتل کر دیا جائے'' اس خط پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی چوری شدہ انگوٹھی سے مہر لگادی گئی تھی اور آپ کے غلام کو راستے میں روک کر سازش کے ذریعے خط بدل دیا گیا تھا جو کہ اتنے بڑے فتنے کا سبب بنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس خط کی بابت پوچھا تو آپ نے قرآن مجید ہاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ یہ خط نہ میں نے لکھا ہے اور نہ کسی سے لکھوایا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا علم ہے۔

لیکن باغی اٹل ارادے سے آئے۔ انہوں نے کہا کہ جس انسان کا یہ حال ہو کہ اسے اپنی مہر خلافت کا بھی پتہ نہ ہو، وہ خلافت کا اہل نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ خود بخود خلافت سے دستبردار ہوجائیں لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ وہ عہدہ کے لالچی نہ تھے۔ بلکہ خلافت سے دستبردار نہ ہوکر اپنے آقا ﷺ کے حکم پر عمل کر رہے تھے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا۔ پس لوگ تجھے وہ قمیص اتارنے کو کہیں گے تو ہرگز نہ اتارنا۔ (یعنی خلافت و نیابت تجھے عطا ہوگی اور لوگ تجھ سے اس منصب سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں گے مگر تو دستبردار نہ ہونا)۔ (ابن ماجہ، جلد اول، باب فضل عثمان، حدیث نمبر 117، ص 65، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ باغی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ تلواریں پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو ان تک نہ پہنچنے دینا۔

ان کے علاوہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو اور بہت سے اصحاب رسول نے اپنے اپنے صاحبزادوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لئے بھیجا۔ باغی چالاکی کے ساتھ مکان کی پچھلی جانب سے دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادوں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تمہارے دروازہ پر پہرہ دینے کے باوجود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیسے شہید ہو گئے؟ اور غصہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے منہ پر طمانچہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سینے پر تھپڑ مارا اور حضرت محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا (تاریخ الخلفاء، ص113، ریاض النضرۃ، جلد دوم، ص166)

شیعہ مذہب کے بانی

عبداللہ بن سبا کا تعارف

عبداللہ بن سبا علماء یہود میں سے ایک سربرآوردہ عالم تھا اور جب سے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دو یہودیوں کو مدینہ منورہ سے نکال کر فلسطین کی طرف دھکیل دیا تھا۔ اس وقت سے اس کے دل میں مسلمانوں سے انتقام لینے کی آگ سلگ رہی تھی اور وہ ایسی تراکیب سوچتا رہتا تھا جس کے ذریعے مسلمانوں کے لئے بڑی مصیبت کھڑی کر سکے۔ اسے ایک ترکیب یہ سوجھی کہ ظاہراً مسلمان ہو کر اولاً اسلام سے واقفیت حاصل کی جائے اور کچھ ساتھی ڈھونڈے جائیں تاکہ مستقل گروہ بن جانے کے بعد اسلام کے خلاف آواز بلند کی جائے۔ چنانچہ وہ یمن سے مدینہ آیا اور مدینہ آ کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نرم دلی اور خوش خلقی سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور مختلف حیلوں بہانوں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اعتماد حاصل کر لیا اور اب وہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے راستہ ہموار کرنے لگا اور اپنے ہم خیال اور ہمنوا بنانے میں مشغول ہو گیا۔

''جوئندہ یابندہ'' کے مطابق اسے ایسے ہمنوا مل گئے جو بظاہر مسلمان تھے لیکن دل سے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دشمن تھے۔ ان سے میل جول صلاح ومشورہ شروع ہوا بالآخر اس نے خفیہ طور پر ایک منظم گروہ تیار کر لیا۔ اسی منظم گروہ

کے ذریعے اس نے اولاً یہ کام کیا کہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرا دیا۔ اس یہودی عالم (عبداللہ ابن سبا) کی ان خفیہ سرگرمیوں اور اسلام و مسلمانوں کے ساتھ بغض و عداوت کی تفصیلات شیعہ سنی دونوں مکتبہ فکر کے مورخین کی کتب میں صراحۃً ملتی ہیں۔

وکان ذلک ان عبداللہ بن سبا کان یهودیا و اسلم ایام عثمان ثم تنقل فی الحجاز ثم بالبصرة ثم بالکوفة ثم بالشام یرید اضلال الناس فلم یقدر منهم علی ذلک فاخرجه اهل الشام فاتیٰ مصراً فاقام فیهم وقال لهم العجب ممن یصدق ان عیسٰی یرجع و یکذب ان محمدا یرجع فوضع لهم الرجعة فقبلت منه ثم قال لهم بعد ذلک انه کان لکل نبی وصی وعلی وصی محمد فمن اظلم ممن لم یجزو صیيته رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فوثب علی وصیته وان عثمان اخذها بغیر حق فانهضوا فی هذا الامر وابدؤا بالطعن علی امرائهم

(الکامل فی التاریخ لابن الاثیر جلد 3، ص 154، دخلت سنة خمس وثلاثین مطبوعه بیروت طبع جدید)

ترجمہ: بات یہ تھی کہ عبداللہ بن سبا اصل یہودی تھا اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام قبول کر کے حجاز آ گیا۔ پھر بصرہ پھر کوفہ اور اس کے بعد شام گیا اور ہر مقام پر اس نے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی اور شامیوں نے اسے شام سے باہر نکال دیا۔ وہاں سے یہ مصر پہنچا اور وہاں آ کر قیام پذیر ہوا۔ وہاں اس نے مصریوں کو کہا کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسٰی دوبارہ آئیں گے تو لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اگر حضور ﷺ کے انتقال کے بعد واپسی کا کہا جائے تو اسے جھٹلاتے ہیں، اس طرح ''رجعت'' کا عقیدہ اس نے گھڑا۔ کچھ لوگوں نے اس کی یہ بات قبول کر لی۔ اس کے بعد دوسرے عقیدہ کو پھیلایا اور کہا کہ ہر پیغمبر کا کوئی نہ کوئی ''وصی'' ہوا ہے اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے ''وصی'' حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو جو شخص حضور ﷺ کی وصیت کو جاری نہیں کرتا، اس سے بڑھ کر اور ظالم کون ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ناحق خلافت پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس کی ان باتوں کو سن کر لوگ اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے حاکموں پر لعن طعن کا آغاز کر دیا۔

مذہب تشیع کی بنیاد یہود نے رکھی، شیعہ مورخین کا اعتراف

ناسخ التواریخ

عبداللہ بن سبا مرد جھود بود در زمان عثمان بن عفان مسلمانی گرفت داواز کتب پیشین ومصاحب سابقین نیک دانا بودچون مسلمان شد خلافت عثمان در خاطر او پسندیده نیفتاد پس در مجالس و محافل اصحاب بنشتے وقبائح اعمال و مثالب عثمان راهبرچه توانستے باز گفتے، این خبر بعثمان بروند گفت بارے این جمهود کیست وفرمان کردتا اورا از مدینه اخراج نمودند، عبداللہ بمصر آمد وچون مرد عالم و دانا بود مردم بردے گرد آمدند وکلمات اور اباورداشتند، گفت هان اے مردم مگر نشنیده اید که نصاریٰ گوبند عیسٰی علیه السلام بدین جهان رجعت کندوباز آید چنانکه در شریعت مانیز این سخن استوار است چون عیسٰی رجعت توان کرد محمد که بیگمان فاضلتر از وست چگونه رجعت نکند وخدا وندنیز در قرآن کریم میفر ماید ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد

چون این خن در خاطر هاجائے گیر ساخت گفت خداوند صدوبیست وچهار هزار پیغمبر بدین زمین فروفر ستاد دهر پیغمبرے را وزیرے وخلیفتے بود چگونه یشود پیغمبرے ازجهان برود خاصه وقتیکه صاحب شریعت باشد ونائبے وخلیفتے بخلق نگمار دو کارامت رامهمل بزارد؟ همانا محمد صلی اللہ علیه وسلم راعلی علیه السلام وصی وخلیفه بود چنانکه خود فرمود انت منی بمتزلة هارون من موسیٰ، ازیں میتوان دانست که علی علیه السلام خلیفه محمد صلی اللہ علیه وسلم است وعثمان این منصب را غصب کرده وباخود بسته عمر نیز بناحق این کار بشوریٰ افگسند وعبدالرحمن بن عوف بهوائے نفس دست بردست عثمان زدودست علی را که گرفته بودبا او بیعت کند رها داد

اکنون برما که در شریعت محمدیم واجب میکند که از امر بالمعروف و نبی از منکر خویشتن داری نکنیم، چنانکه خدا فرماید کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر. پس بامردم خویش گفت مارا هستوز آن نیز ونیست که بتوانیم عثمان رادفع داد واجب

میکند که چندانکه بتوانیم عمال عثمان را که آتش جوروستم رادامن همیز نند ضعیف داریم وقبائح اعمال ایشان رابر عالمیان روشن سازیم ودلهائے مردم را از عثمان و عمال اوبگردانیم، پس نامه هانوشتند واز عبدالله بن سعد بن ابی سرح که امارت مصر داشت باطراف جهان شکایت فرستادند ومردم رایکدل ویکجهت کردند که در مدینه گر دآیند وبرعثمان امر بالمعروف کنند واورا از خلیفتے خلع فرمایند

عثمان ایں معنی را تفرس همیلکر دو مردان بن الحکم جاسوسال بشهر ها فرستاد تاخبر باز آور دند که بزرگان هربلد در خلع عثمان همدانستان اندلاجرم عثمان ضعیف ودر کار خود فروماند

(ناسخ التواریخ تاریخ خلفاء جلد سوم صفحہ 238,237 طبع جدید مطبوعہ تہران دوران خلافت عثمان بن عفان، مصنفہ مرزا محمد تقی)

ترجمہ: عبداللہ بن سبا ایک یہودی آدمی تھا۔ عہد عثمانی میں اسلام لایا اور کتب سابقہ اور مصاحف گزشتہ سے خوف واقف تھا۔ جب مسلمان ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اس کو اچھی نہ لگی چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ محافل میں بیٹھتا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلافت جتنا کچھ قبیح افعال کا ذکر کر سکتا کرتا رہتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو کہا الٰہی یہ یہودی کون ہے؟ چنانچہ حکم دیا کہ اسے مدینہ شریف سے نکال دیا جائے۔ عبداللہ بن سبا مصر آ پہنچا چونکہ عالم و دانا آدمی تھا۔ اس لئے لوگ اس کے گرد جمع ہونے شروع ہوئے اور اس کی باتیں قبول کرنے لگے۔ تب اس نے کہا! اے لوگو! تم نے سنا نہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں واپس آئیں گے اور ہماری شریعت کے مطابق بھی یہ بات درست ہے۔ اگر عیسیٰ واپس آسکتے ہیں تو حضرت محمد ﷺ جو ان سے افضل ہیں، کیوں واپس نہیں آسکتے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم میں فرماتا ہے (ترجمہ) جس خدا نے تجھے قرآن دیا وہ تجھے لوٹنے کے وقت پر لوٹائے گا۔

جب یہ بات لوگوں کے دلوں میں راسخ ہوگئی (رجعت کا عقیدہ پختہ ہوگیا) تو اب ابن سبا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اس زمین پر بھیجے اور ہر پیغمبر کا ایک وزیر اور خلیفہ ہوا ہے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک پیغمبر دنیا سے جائے جبکہ وہ صاحب شریعت نبی ہو مگر اپنا خلیفہ و نائب لوگوں میں نہ چھوڑ جائے۔ اپنی امت کا معاملہ (مسئلہ خلافت) مہمل چھوڑ جائے۔

لہٰذا محمد ﷺ کے لئے علی علیہ السلام وصی ہیں اور خلیفہ ہیں۔

جیسا کہ آپ نے علی کو خود فرمایا تو میرے لئے یوں ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام، اسی سے سمجھا

جاسکتا ہے کہ علی علیہ السلام ہی محمد ﷺ کے خلیفہ ہیں اور عثمان نے یہ منصب (خلافت) غصب کر کے اپنے اوپر چسپاں کر رکھا ہے۔عمر نے بھی کسی حق کے بغیر یہ شوریٰ پر ڈال دیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے نفسانی ہوس سے عثمان کی بیعت کر لی اور علی کا ہاتھ بھی اس نے پکڑ رکھا تھا جب علی نے بیعت کر لی تو اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

اب جو ہم شریعت محمدی میں ہیں ہم پر واجب آتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے سستی نہ کریں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے (ترجمہ) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے لائی گئی تا کہ انہیں نیکی کا حکم کرے، برائی سے روکے۔

پھر ابن سبا نے لوگوں سے کہا بھی ہم میں یہ طاقت نہیں کہ عثمان کو خلافت سے اتار سکیں۔البتہ یہ ہم پر ضروری ہے کہ جتنا ہو سکے عثمان کے عمال (گورنروں) کو جو ظلم و ستم روا رکھے ہیں، کمزور کر ڈالیں۔ان کے قبیح اعمال اہل دنیا پر واضح کریں اور لوگوں کے دل عثمان اور اس کے عمال سے متنفر کر ڈالیں۔چنانچہ انہوں نے کئی خطوط لکھے اور والی مصر عبداللہ بن سعد (کے ظلم) کی شکایت کرتے ہوئے جہاں میں ہر طرف ارسال کر دیئے اس طرح انہوں نے لوگوں کو اس بات پر یکدل بنایا کہ وہ مدینہ میں جمع ہو کر عثمان کو امر بالمعروف کریں اور اسے خلافت سے اتار دیں۔

حضرت عثمان یہ معاملہ سمجھتے تھے اور مروان بن حکم نے ہر شہر میں جاسوس بھیجے چنانچہ وہ یہ خبر لے کر واپس آئے کہ ہر شہر کے بڑے لوگ عثمان کو اتار دینے میں یک زبان ہیں ناچار عثمان کمزور ہو گئے اور اپنے معاملہ میں عاجز آ گئے، قتل ہو گئے۔

معتبر شیعہ مورخ مرزا تقی کی مذکورہ عبارت سے یہ امور ثابت ہو گئے۔

1: عبداللہ بن سبا پکا یہودی تھا جو عہد عثمانی میں اسلام لایا۔مگر در پردہ یہودی ہی رہا جیسا کہ فرقہ شیعہ کی عبارت نمبر **4** اس پر نص ہے، ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوا کہ وہ ایک فاضل شخص تھا اور کتب سابقہ کا عالم تھا۔

2: اس نے شیعہ مسلک کی بنیاد یوں ڈالی کہ سب سے اول مسئلہ رجعت پیدا کیا اور لوگوں کو ذہن نشین کرایا جو کہ شیعہ عقائد کی جڑ ہے۔

3: مسئلہ رجعت کے ایجاد کے بعد لوگوں کو یہ ذہن نشین کرایا کہ علی رضی اللہ عنہ ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح خلیفہ اور وصی ہیں اور خلفاء ثلاثہ نے ان کا یہ حق ان سے غصب کیا۔

4: یہ دو عقیدے ایجاد کرنے کے بعد اس نے چاہا کہ انہیں لوگوں میں عام ترویج دی جائے چنانچہ اس نے مختلف ممالک میں ہر طرف خطوط روانہ کئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے اتارنے کے لئے سازش کا ایک وسیع جال پھیلا دیا جس میں وہ کامیاب ہوا اور نتیجتاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور فرقے شیعہ کی بنیاد مضبوط ہو گئی۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اہل تشیع فرقے کی بنیاد رکھنے والا بہت بڑا یہودی عالم تھا جو بظاہر اسلام لانے کے باوجود در پردہ یہودی ہی رہا جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفاء اور فرق شیعہ جیسی معتبر شیعہ کتب میں اس کی تصریح ہے اور آگے اس پر مزید شواہد آ رہے ہیں، اس یہودی عالم نے اسلام کے متعلق اپنی قلبی عداوت کو تسکین دینے کے لئے شیعہ مذہب کی بنیاد رکھی اور اسلام کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کروانے میں کامیاب ہو کر فساد کا وہ دروازہ کھولا جو آج تک بند نہیں ہو سکا۔

علامہ کشی مزید لکھتا ہے کہ **"ذکر بعض اهل العلم ان عبدالله بن سبا کان یهودیا فاسلم ووالی علیّا علیه السلام (الیٰ) ومن هٰهنا قال من خالف الشیعة ان اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیهودیة"**

یعنی بعض اہل علم نے کہا کہ عبداللہ بن سبا پہلے یہودی تھا، پھر اسلام لایا اور حضرت علی علیہ السلام سے محبت وتولیٰ کا اظہار کیا (الخ) اور اسی وجہ سے شیعہ کے مخالفین نے کہا کہ تشیع اور رافضیت کی اساس اور بنیاد یہودیت سے ماخوذ ہے (رجال کشی، ص 101)

آپ نے شیعہ عالم کی کتاب سے جان لیا کہ عبداللہ بن سبا ہی شیعہ مذہب کا بانی ہے۔ اب آپ کے سامنے شیعہ مذہب کے عقائد ونظریات جو انہی کی کتابوں میں موجود ہیں، ان کو اور ساتھ ہی شیعہ مذہب کے تمام فرقوں کے نام اور ان کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

شیعہ فرقے کے عقائد ونظریات

شیعہ مذہب میں کئی فرقے ہیں۔ انہیں رافضی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے آپ کو محبان علی اور محبان اہلبیت بھی کہتے ہیں۔
شیعہ کے تمام فرقے خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کو نہ ماننے پر متفق ہیں۔
یہی نہیں بلکہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کھلے عام گالیاں دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی مستند کتب میں کئی کفریہ عبارات موجود ہیں۔

ہم آپ کے سامنے ان کی کفریہ عبارات کی فہرست انہی کی مستند کتب سے پیش کرتے ہیں۔

عقیدہ...... اللہ تعالیٰ کبھی کبھی جھوٹ بھی بولتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے (معاذ اللہ) (بحوالہ: اصول کافی، جلد 1، ص 328، یعقوب کلینی)

عقیدہ...... موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے (بحوالہ: حیات القلوب، جلد 3، ص 10، مصنف مرزا بشارت حسین)

عقیدہ......جمع قرآن جو بعد از رسول اللہ ﷺ کیا گیا، اصولاً غلط ہے (معاذ اللہ) (بحوالہ: ہزار تمہاری دس ہماری، ص 560، عبدالکریم مشتاق، کراچی)

عقیدہ......امام مہدی رضی اللہ عنہ جب آئیں گے تو اصلی قرآن لے کر آئیں گے (معاذ اللہ) (بحوالہ: احسن المقال، ج 2، ص 336، صفدر حسین نجفی)

عقیدہ......حضور ﷺ حضرت عائشہ سے حالت حیض میں اجماع کرتے تھے (بحوالہ: تحفہ حنفیہ، ص 72، غلام حسین نجفی جامع المنتظر)

عقیدہ......تمام پیغمبر زندہ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ماتحت ہو کر جہاد کریں گے (معاذ اللہ) (بحوالہ: تفسیر عیاشی، جلد اول، ص 181)

عقیدہ......حضرت یونس علیہ السلام نے ولایت علی کو قبول نہ کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا (معاذ اللہ) (بحوالہ: حیات القلوب، جلد اول، ص 459، مصنف: ملا باقر مجلسی، مطبوعہ تہران)

عقیدہ......مرتبہ امامت مرتبہ پیغمبری سے بالاتر ہے (معاذ اللہ) (بحوالہ: حیات القلوب، جلد سوم، ص 2، ملا مجلسی، مطبوعہ تہران)

عقیدہ......بارہ امام حضور ﷺ کے علاوہ بقیہ تمام انبیاء کے استاد ہیں (معاذ اللہ) (بحوالہ: مجموعہ مجالس، ص 29، صفدر ڈوگر، سرگودھا)

عقیدہ......حضرت ابوبکر وعمر وعثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت ترک کر دینے کی وجہ سے مرتد ہو گئے (معاذ اللہ) (بحوالہ: اصول کافی، جلد اول، حدیث 43، ص 420، مطبوعہ تہران طبع جدید)

عقیدہ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے بے حیا اور بے غیرت تھے (معاذ اللہ) (بحوالہ: نور الایمان، ص 75، امامیہ کتب خانہ، لاہور)

عقیدہ......حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کی خلافت کے بارے میں جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے، یہ خلافت حق ہے وہ عقیدہ بالکل گدھے کے عضو تناسل کی مثل ہے (معاذ اللہ) (بحوالہ: حقیقت فقہ حنفیہ، ص 72، غلام حسین نجفی)

عقیدہ......حضور ﷺ کی وفات کے بعد تین صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے (معاذ اللہ) (بحوالہ: روزہ کافی، ج 8، ص 245، حدیث 341)

عقیدہ......حضرت عباس اور حضرت عقیل ذلیل النفس اور کمزور ایمان والے تھے (معاذ اللہ) (بحوالہ: حیات القلوب،

ج2،ص618،مطبوعہ تہران طبع جدید)

عقیدہ......معاویہ کی ماں کے چار یار تھے،اس لئے سنی چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں (خصائل معاویہ،ص34،مصنف غلام حسین نجفی لاہور)

عقیدہ......عائشہ طلحہ وزبیر واجب القتل ہیں (معاذ اللہ) (بحوالہ: کتاب بغاوت بنوامیہ ومعاویہ،ص 474،مصنف: غلام حسین نجفی)

عقیدہ......حضرت عائشہ کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں (معاذ اللہ) (شریعت وشیعیت،ص45)

عقیدہ...... ہمارے مذہب کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے کہ ہمارے امام اس مقام ومرتبہ کے مالک ہیں جن تک کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل نہیں پہنچ سکا (الحکومۃ الاسلامیہ،ص52)

عقیدہ...... جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو خدا فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد کرے گا اور سب سے پہلے ان سے بیعت کرنے والے محمد ﷺ ہوں گے اور آپ ﷺ کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت علی بیعت کریں گے (حق الیقین مطبوعہ ایران،ص139)

عقیدہ......امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔قرآن سے بہت سی آیات گرادی گئیں مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں حرف بڑھادیا گیا (تفسیر صافی،ص11)

عقیدہ......ملا باقر مجلسی لکھتا ہے وہ دونوں (ابوبکر وعمر) اس دنیا سے چلے گئے اور توبہ نہ کی اور نہ اس کو یاد کیا جوانہوں نے امیر المومنین (حضرت علی) کے ساتھ کیا۔ان پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو (فروغ کافی،کتاب الروضہ، ص115،مطبوعہ لکھنؤ)

عقیدہ......شیعہ مولوی خمینی لکھتا ہے کہ عمر کافر وزندیق تھا (کشف الاسرار،ص107) مزید لکھتا ہے کہ عثمان غارت گر تھا،اس کے دور خلافت میں فحاشی کا سلسلہ شروع ہوا (کشف الاسرار،ص107)

عقیدہ......محمد بن یعقوب کلینی امام باقر کے نام سے یہ عقیدہ لکھتا ہے کہ شیعہ کے سوا سب لوگ حرام زادے ہیں (فروغ کافی کتاب الروضہ،ص135،مطبوعہ لکھنؤ)

عقیدہ...... حضور ﷺ کے ظاہر و باطن میں تضاد تھا (معاذ اللہ) (بحوالہ: تفسیر عیاشی، ج2،ص101،از محمد بن مسعود عیاشی)

عقیدہ......اللہ تعالیٰ نے پیغام رسالت دے کر جبرائیل کو بھیجا کہ علی رضی اللہ عنہ کو پیغام رسالت دو لیکن جبرائیل بھول کر

محمدﷺ کو دے گئے (معاذ اللہ) (بحوالہ: انوار نعمانیہ، ص 237، از نعمت اللہ جزائری)

عقیدہ......جس نے ایک دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے برابر۔ جس نے دو دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے برابر۔ جس نے تین دفعہ کیا اس کا درجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برابر۔ جس نے چار دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت محمدﷺ کے برابر ہو جاتا ہے (معاذ اللہ) (بحوالہ: برہان متعہ ثواب متعہ ص 52)

عقیدہ......شیعہ مذہب کا کلمہ اسلامی کلمہ کے خلاف ہے شیعہ مذہب کا کلمہ یہ ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله وصی رسول الله و خلیفة بلا فصل

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول، یہی علی اللہ کے ولی اور رسول کے بلافصل خلیفہ ہیں۔

یہ کفریات شیعہ مذہب کی کچھ کتابوں سے لئے ہیں ورنہ شیعہ مذہب کی کتاب لاتعداد کفریات سے بھری ہوئی ہیں جن کو لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں۔

شیعہ مذہب کے سترہ فرقے

شیعوں کے بائیس فرقے ہیں ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ ان میں بنیادی فرقے تین ہیں۔

غلاۃ، زیدیہ اور امامیہ۔ غلاۃ سے اٹھارہ فرقے پیدا ہوئے۔

(۱) سبائیہ:

کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن سبا (م تقریباً ۴۰ھ) ایک یہودی شخص تھا۔ اس نے اسلام ظاہر کیا اور حقیقتاً یہودی رہا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارے میں ویسی ہی بات کرتا تھا جیسی اس نے حضرت علی کے بارے میں کہی۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے علی کی امامت کے واجب ہونے کا قول کیا۔ اس سے مختلف قسم کے غلاۃ پیدا ہوئے۔

اس نے حضرت علی سے کہا۔ آپ یقیناً معبود ہیں اور کہا کہ انہیں نہ موت آئی اور نہ انہیں قتل کیا گیا۔ ابن ملجم نے تو ایک شیطان کو قتل کیا جس نے حضرت علی کی شکل اختیار کر لی تھی، علی بادل میں ہیں۔ رعد (گرج) ان کی آواز ہے۔ برق (بجلی کی چمک) ان کا کوڑا ہے۔ اس کے بعد وہ زمین پر اتریں گے اور اس کو عدل سے بھر دیں گے۔ یہ لوگ گرج کی آواز سننے کے وقت کہتے ہیں "اے امیر آپ پر سلام ہو" (علیک السلام یا امیر)

(۲) کاملیہ......

یہ فرقہ ابو کامل کی طرف منسوب ہے۔ ابو کامل کے اقوال یہ ہیں۔

(۱) حضرت علی کی بیعت نہ کرنے کے سبب صحابہ کافر ہیں۔

(۲) موت کے وقت روحوں میں تناسخ ہوتا ہے۔

(۳) امامت ایک نور ہے جو ایک شخص سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔

(۴) کبھی یہ نور کسی شخص میں نبوت کے طور پر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کہ دوسرے شخص میں امامت کے طور پر تھا۔

(۳) بنانیہ یا بیانیہ......

بنان (یا بیان) بن سمعان تمیمی نہدی یمنی کی جانب منسوب ہے۔ اس کے اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) اللہ انسان کی صورت پر ہے۔

(۲) اس کا کل جسم ہلاک ہو جائے گا صرف چہرہ باقی رہے گا، دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

کل شیٔ ھالک الا وجھہ

(۳) اللہ کی روح حضرت علی میں حلول کر گئی پھر ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ میں پھر ان کے بیٹے ابو ہاشم میں پھر بنان میں۔

(۴) مغیریہ......

مغیرہ بن سعید عجلی (م ۱۱۹ھ) کی جماعت ہے۔ اس کے اقوال یہ ہیں:

(۱) اللہ نور کی ایک مرد کی صورت میں جسم ہے۔ اس کے سر پر نور کا ایک تاج ہے۔ اس کا دل حکمت کا سرچشمہ ہے۔

(۲) جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اسم اعظم کا تکلم فرمایا تو وہ اڑا اور تاج بن کر اس کے سر پر واقع ہو گیا۔ پھر اللہ نے اپنی ہتھیلی پر بندوں کے اعمال لکھے تو معاصی سے غضبناک ہوا اور پسینہ چھوٹا۔ اس پسینہ سے دو سمندر پیدا ہوئے۔ ایک کھارا اور تاریک، دوسرا شیریں اور روشن۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روشن دریا میں دیکھا تو اس میں اپنا عکس پایا تو اس سے تھوڑا سا عکس نکال کر چاند اور سورج پیدا کیا اور باقی عکس کو فنا کر دیا اور فرمایا کہ مناسب نہیں کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہو۔ پھر دونوں سمندروں سے مخلوق کو پیدا کیا تو کفار تاریک سمندر سے ہیں اور مومن روشن سمندر سے ہیں۔ پھر محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جب لوگ گمراہیوں میں تھے۔

(۳) رب نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر امامت پیش کی تو سب نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے خوف کیا اور انسان نے اسے اٹھا لیا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ امامت حضرت علی کو امانت سے باز رکھنے کا کام تھا۔ جسے انسان یعنی ابوبکر

نے اٹھالیا۔ ابوبکر نے اسے عمر کے حکم سے اٹھایا۔ جب عمر نے ذمہ لیا کہ وہ اس پر ابوبکر کی مدد کریں گے بشرطیکہ ابوبکر اپنے بعد عمر کو خلیفہ بنائیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا قول **کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک** (یعنی شیطان کی طرح جب اس نے انسان سے کہا تو کفر کر تو جب اس نے کفر کر لیا تو کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں) ابوبکر و عمر۔ کے حق میں نازل ہوا۔

(۵) امام منتظر، ذکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی ہیں۔ اور وہ زندہ ہیں۔ کوہ حاجز میں مقیم ہیں، جب اس سے نکلنے کا حکم ہوگا تو نکلیں گے۔

ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ امام منتظر وہ مغیرہ ہی ہے اس لئے جب وہ قتل ہوا تو اس کے مریدوں میں اختلاف رونما ہوا۔ بعض نے کہا کہ وہی امام منتظر ہے اور بعض۔ نے کہا کہ ذکریا، جیسا کہ مغیرہ کہا کرتا تھا۔

(۵) جناحیہ......

یہ عبداللہ بن، معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین (م ۱۲۹ھ) کے متبعین ہیں۔ اس کے عقائدواقوال یہ ہیں۔

(۱) روحوں میں تناسخ ہوتا ہے۔

(۲) اللہ کی روح آدم میں آئی پھر شیث میں پھر انبیاء اور ائمہ میں یہاں تک کہ علی اور ان کے تینوں بیٹوں میں پہنچی پھر اس عبداللہ بن معاویہ میں آئی۔

(۳) جناحیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ زندہ ہے۔ اصفہان کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ میں مقیم ہے اور عنقریب نکلے گا۔

(۴) وہ قیامت کے منکر ہیں۔

(۵) شراب، مردار، زنا وغیرہ محرمات کو حلال سمجھتے ہیں۔

(۶) منصوریہ......

یہ ابومنصور عجلی کے متبع ہیں، اس کے عقائدواقوال یہ ہیں۔

(۱) امامت ابوجعفر محمد باقر کے لئے ہوگئی۔ پھر جب باقر اس سے علیحدہ ہوگئے تو وہ اپنے حق میں امامت کا مدعی ہوگیا۔

(۲) منصوریہ کہتے ہیں ابومنصور آسمان پر گیا تو اللہ نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا اسے بیٹے جا اور میری طرف سے پیغام پہنچا۔ پھر زمین پر اترا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے قول **ان یروا کسفاً ساقطاً یقولوا سحاب مر کوم**

(یعنی اگر وہ لوگ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتے دیکھیں تو کہتے ہیں تہ بہ تہ بادل ہے) میں کسف مذکور یہی (ابومنصور) ہے ابومنصوراپنے لئے امامت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کہتا تھا کہ ذوالکسف علی بن ابی طالب ہیں۔

(۴) (رسول ہمیشہ مبعوث رہیں گے) رسالت کبھی منقطع نہ ہوگی۔

(۵) جنت ایک مرد ہے جس سے دوستی کا ہمیں حکم دیا گیا جہنم بھی ایک مرد ہے جس سے دشمنی کا ہمیں حکم دیا گیا اور وہ امام کی ضد اور اس کا دشمن ہے جیسے ابوبکر اور عمر۔

(۶) ایسے ہی فرائض کچھ ایسے مردوں کے نام ہیں جن سے دوستی کا ہمیں حکم دیا گیا اور محرمات بھی کچھ ایسے مردوں کے نام ہیں جن سے دشمنی کا ہمیں حکم دیا گیا۔ اس عقیدے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ جو ان میں سے اس مرد (یعنی امام) تک پہنچ جاتا ہے اس سے تکلیف شرعیہ اور خطاب اٹھالیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

(۷) خطابیہ......

ابوالخطاب کی طرف منسوب ہے۔

ابوالخطاب (محمد بن ابوزینب اجدع) اسدی نے ابوعبداللہ جعفر صادق کے لئے امر (امامت) کا دعویٰ کیا۔ جب جعفر صادق کو اپنے حق میں اس کے غلو کا علم ہوا تو انہوں نے اس سے بیزاری کا اظہار کیا پھر اس نے خود اپنے لئے امامت کا دعویٰ کر دیا۔ خطابیہ گمان کرتے ہیں کہ۔

(۱) ائمہ نبی ہیں اور ابوالخطاب نبی تھا اور انبیاء نے لوگوں پر اس کی اطاعت فرض کی ہے۔

(۲) پھر اور آگے بڑھے اور گمان کیا کہ ائمہ خدا ہیں اور حسن و حسین کے بیٹے اللہ کے بیٹے اور دوست ہیں اور یہ کہ جعفر خدا ہیں اور ابوالخطاب، جعفر اور علی بن ابی طالب سے افضل ہے۔

(۳) وہ اپنے ہم نواؤں کے حق میں مخالفین کے خلاف جھوٹی گواہی کو حلال سمجھتے ہیں۔ پھر ابوالخطاب کے قتل کے بعد فرقہ خطابیہ میں پھوٹ پڑ گئی۔

کسی نے کہا کہ ابوالخطاب کے بعد امام معمر بن خیثم ہے تو اس کی عبادت کی جیسے ابوالخطاب کی عبادت کرتے تھے۔ اور گمان کرتے تھے کہ جنت، دنیا کی ان بھلائیوں اور آسائشوں کا نام ہے جو لوگوں کو میسر آتی ہے اور جہنم دنیا کی ان مصیبتوں اور تکلیفوں کو کہتے ہیں جو لوگوں کو پیش آتی ہیں، وہ محرمات اور ترک فرائض کو مباح سمجھتے تھے۔

بعض نے کہا کہ ابوالخطاب کے بعد بزیع بن یونس امام ہیں اور یہ کہ ہر مومن کے پاس وحی آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس

قول سے استدلال کیا"**وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ**" (یعنی کسی نفس کے لئے موت نہیں مگر اللہ کے اذن سے)یعنی اللہ کی وحی سے۔

ان کا گمان ہے کہ ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو جبرئیل اور میکائیل سے افضل ہیں اور انہیں موت نہ آئے گی۔ جب ان میں کوئی انتہا کو پہنچتا ہے تو اسے عالم ملکوت میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

بعض کا نظریہ یہ ہے کہ ابوالخطاب کے بعد امام عمرو بن بنان عجلی ہے مگر وہ لوگ مرتے ہیں۔

بعض نے ابوالخطاب کے بعد "مفضل صیرنی" کے لئے اور بعض نے سریغ کے لئے امامت کا دعویٰ کیا۔

(۸)غرابیہ اور ذبابیہ......

غرابیہ کہتے ہیں کہ محمد اور علی کی صورت میں مشابہت تام تھی جیسے ایک کوا دوسرے کوے سے مشابہ بلکہ اس سے زیادہ۔ اللہ نے جبرئیل کو حضرت علی کے پاس بھیجا تو جبرئیل نے غلطی کی اور بجائے علی کے محمد کے پاس وحی (رسالت) پہنچادی۔ چنانچہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے۔

غلط الامین فجازها عن حیدره

یعنی جبرئیل نے غلطی کر کے نبوت حیدر کی بجائے دوسرے کے پاس پہنچادی۔ غرابیہ صاحب الریش پر لعنت کرتے ہیں اور صاحب الریش سے حضرت جبرئیل امین کو مراد لیتے ہیں۔

ذبابیہ غرابیہ سے بھی آگے بڑھے اور کہا کہ علی خدا ہیں اور محمد نبی، اور ان دونوں خدا و نبی میں اس سے زیادہ مشابہت تھی جتنی ایک مکھی سے ہوتی ہے (اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے)

(۹)ذمیہ......

یہ لقب اس وجہ سے ہے کہ اس فرقہ نے محمد ﷺ کی مذمت کی۔ ان کا گمان ہے کہ علی خدا ہیں۔ انہوں نے محمد کو اس لئے بھیجا کہ ان کی طرف بلائیں مگر انہوں نے اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کر لیا (اس گروہ کا نام **علیایة یاعلیاویة** ہے) بعض نے محمد اور علی دونوں کو الٰہ کہا ہے۔ اس لئے اس گروہ کو اثنیہ کہا جاتا ہے۔ ان میں الٰہیت کی قدیم کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ بعض احکام الٰہیہ میں علی کو تقدیم و ترجیح دیتے ہیں اور بعض محمد کو۔

ان میں بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا پانچ شخص ہیں اور وہ اصحاب عبا ہیں۔ یعنی محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین۔ ان کا قول ہے کہ یہ پانچوں تن، درحقیقت شخص واحد ہیں کہ ایک روح پانچوں قالبوں میں سمائی ہے۔ کسی کو کسی پر کچھ فضیلت نہیں۔ وہ لوگ تانیث کے عیب سے بچنے کے لئے فاطمہ نہیں بلکہ "فاطم" کہتے ہیں۔ یہ جماعت خمسیہ یا مخمسہ کے لقب سے مشہور ہے۔

(۱۰) ہشامیہ......

(یا حکمیہ، سالمیہ، یا جوالیقیہ) ہشام بن حکم (م تقریبا ۱۹۰ھ) اور ہشام بن سالم جوالیقی کے تابعین ہیں۔

ان کا قول ہے کہ اللہ جسم ہے اس پر ان فرقوں کا اتفاق ہے پھر اختلاف پیدا ہوتو ابن حکم نے کہا کہ وہ طویل، عریض وعمیق ہے اور وہ صاف وشفاف جالی کی طرح ہے۔ وہ ہر جانب سے چمکتا ہے۔ اس کے لئے رنگ، بو اور ذائقہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مذکورہ صفتیں ذات باری تعالیٰ کا غیر نہیں ہیں۔ اللہ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ حرکت وسکون کو اختیار کرتا ہے۔ اس کو اجسام سے مشابہت ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتو وہ جانا نہ جائے۔ تحت الثریٰ میں ایک شعاع ہے جو اس سے جدا ہو کر اس کی طرف جاتی ہے۔ وہ اپنے بالشت سے سات بالشت ہے۔ وہ عرش سے مماس اور متصل ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی تفاوت نہیں۔ اس کا ارادہ ایک ایسی حرکت ہے جو نہ اس کی عین ہے نہ غیر ہے۔ اشیاء کو ان کے وجود میں آنے کے بعد جانتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ اس کا جاننا ایسے علم کے ساتھ ہوتا ہے جو نہ قدیم ہے نہ حادث، اس لئے کہ علم ایک صفت ہے اور صفت کی صفت نہیں ہوتی۔ اس کا کلام صفت ہے، نہ مخلوق ہے نہ غیر مخلوق اس کی دلیل بھی وہی ہے جو علم سے متعلق پیش کی۔ ائمہ معصوم ہیں اور انبیاء معصوم نہیں۔ اس لئے کہ نبی کی طرف وحی آتی ہے تو وہ اس سے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے، برخلاف امام کے کہ اس کے پاس وحی نہیں آتی تو اس کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

ابن سالم نے کہا کہ اللہ انسان کی صورت پر ہے۔ اس کے لئے ہاتھ پاؤں اور حواس خمسہ ناک، کان، آنکھ، منہ اور سیاہ زلفیں ہیں۔ اس کا نصف اعلیٰ کھوکھلا اور نصف اسفل ٹھوس ہے مگر یہ کہ وہ گوشت وخون کا مجموعہ نہیں۔

(۱۱)......زراریہ......

زراریہ ابن اعین کوفی (م ۱۵۰ھ) کے متبعین ہیں۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صفت حادث ہیں

(۱۲) یونسیہ......

یونس بن عبدالرحمٰن قمی (م ۲۰۸ھ) کے اصحاب ہیں۔

ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ عرش پر ہے جس کو فرشتے اٹھالیتے ہیں۔ اللہ ان سے قوی تر ہے، اس کے باوجود فرشتوں نے اس کو اٹھا رکھا ہے۔ جیسے سارس کہ اس کے قوی اور توانا جسم کے بوجھ اس کے کمزر اور ناتواں پیروں پر ہے۔

(۱۳) شیطانیہ......

محمد بن نعمان صیر فی ملقب بہ شیطان الطاق کے پیرو ہیں۔

اس نے کہا کہ اللہ غیر جسمانی نور ہے، اس کے باوجود وہ انسان کی صورت پر ہے، وہ چیزوں کو ان کے پیدا ہونے کے بعد جانتا ہے۔

(۱۴) رزامیہ......

رزام کے اصحاب ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ......

(۱) امامت علی کے بعد محمد بن حنفیہ کے لئے پھر ان کے بیٹے عبداللہ، پھر علی بن عبداللہ بن عباس پھر منصور تک ان کی اولاد کے لئے ہے۔

(۲) خدا ابو مسلم میں حلول کر گیا انہیں قتل نہیں کیا گیا ہے۔

(۳) وہ محارم اور ترک فرائض کو حلال جانتے ہیں۔

ان میں سے وہ بھی ہیں جو مقنع کے خدا ہونے کے مدعی ہیں۔

(۱۵) مفوضہ......

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے محمد کو پیدا کر کے دنیا کی تخلیق کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ اس لئے دنیا و مافیہا کے پیدا کرنے والے محمد ہیں۔ انہیں میں سے بعض کا خیال یہ ہے کہ تخلیق کا کام اللہ نے علی کے سپرد کیا ہے۔

(١٦) بدئیہ......

انہوں نے بداء کو جائز جانا یعنی اللہ تعالیٰ ایک چیز کا ارادہ فرماتا ہے، پھر دوسری چیز کا خیال ظاہر ہوتا ہے جو پہلے اس پر ظاہر نہ تھا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ امور کے انجام سے باخبر نہیں ہے۔

(١٧) نصیریہ اور اسحاقیہ......

ان کا قول ہے کہ اللہ نے علی میں حلول کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جسمانی بدن میں روحانی وجود کا ظہور نا قابل انکار ہے۔ جانب خیر میں اس کی مثال حضرت جبرئیل کا صورت انسانی میں ظہور اور جانب شر میں شیطان کا انسانی صورت میں ظہور ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب علی اور ان کی اولاد غیر سے افضل ہیں اور ایسی تائیدات سے موید ہیں جن کا تعلق اسرار باطنی سے ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں میں ظاہر ہوا، ان کی زبان سے کلام فرمایا اور ان کے ہاتھ سے پکڑا۔ اسی سبب سے ہم ائمہ پر لفظ الٰہ کا اطلاق کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی علیہ السلام نے مشرکین سے جنگ کی اور علی نے منافقین سے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام ظاہر پر حکم لگاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ باطن کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی سے بچو:

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کوئی (غیر صحابی) شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو وہ ان میں سے کسی ایک (صحابی) کی ایک مد، اس کے نصف (اناج خیرات کرنے کے ثواب) کے برابر نہیں ہوسکتا (مسلم شریف، جلد سوم، کتاب فضائل الصحابہ، حدیث 6326، ص 408، شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو تمہاری شرارت پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو (ترمذی شریف، جلد دوم، ابواب المناقب حدیث 1800، ص 763، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول پاک ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ پڑھیں لیکن آپ ﷺ نے نماز جنازہ نہ پڑھی۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ہم نے آپ ﷺ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالٰی کا مبغوض ہوا (یعنی اللہ تعالٰی سے بغض رکھتا ہے) (ترمذی شریف، جلد دوم، ابواب المناقب حدیث 1643، ص 708، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول پاک ﷺ فرمایا کرتے۔ کسی منافق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ہو نہیں سکتی اور کوئی مومن آپ سے بغض نہیں رکھتا (ترمذی شریف، جلد دوم، حدیث 1651، ابواب المناقب، ص 712، مطبوعہ فرید بک لاہور)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برا نہ کہو، کتب شیعہ سے مذکور روایات

1۔ شیعہ مذہب کی مستند کتاب بحار الانوار میں ہے۔

"عن الصادق عن ابائه عن علی علیهم السلام قال اوصیکم باصحاب نبیکم لاتسبوهم الذین لم یحدثوا بعده و لم یوومحدثا فان رسول الله صلی الله علیه وسلم اوصی بهم

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق اپنے آباء کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

میں تمہیں تمہارے نبی ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، انہیں برا نہ کہو، کیونکہ انہوں نے آپ کے بعد کوئی کام خلاف اسلام نہیں کیا۔ اور نہ ہی ایسا کرنے والوں کو دوست بنایا اور پناہ دی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے متعلق یہی وصیت فرمائی ہے (بحارالانوار، جلد 22، ص 206، مطبوعہ ایران)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برا بھلا کہنے والا کون؟

"من سبنی فقد و کفر ومن سب اصحابی فقد کفرو من اصحابی فجادوہ"

ترجمہ: جس نے مجھے برا کہا وہ کافر ہے، جس نے میرے صحابی کو برا کہا، وہ بھی کافر ہے، پس اس کو کوڑے لگاؤ (جامع الاخیار، فصل 125، ص 182)

رسول پاک ﷺ کے بعد سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، اس ضمن میں مولا علی رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث ملاحظہ فرمائیں

1= حدیث شریف: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا کہ رسول پاک ﷺ کے وصال باکمال کے بعد افضل ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث 178 جلد اول، ص 107)

2= حدیث شریف: ابوالبختری طائی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر اور وہی آپ کے وصال کے بعد آپ کی اُمّت کے والی یعنی خلیفہ ہوں گے اور وہی اُمّت میں سب سے افضل اور سب سے بڑھ کر نرم دل ہیں (ابن عساکر، تاریخ دمشق، جلد 30، ص 73)

3= حدیث شریف: حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (فرماتے ہیں) کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ رسول پاک ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر، میں نے عرض کی، پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہما (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، حدیث 3671، جلد 2، ص 522)

4= حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت میں میرے بعد سب سے بہتر شخص ابوبکر ہیں، پھر عمر (ابن عساکر)

5= حدیث شریف: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ میں نے عرض کی اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل شخص! تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوجحیفہ! کیا تجھے بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ وہ حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر، اے ابوجحیفہ! تجھ پر افسوس ہے، میری محبت اور ابوبکر کی دشمنی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتی اور نہ میری دشمنی اور ابوبکر وعمر کی محبت کسی مومن کے دل میں جمع ہوسکتی ہے (المعجم الاوسط للطبرانی من اسمہ علی، حدیث 3920، جلد 3، ص 79)

6= حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر

عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ نہیں! اللہ تعالیٰ اسے تم پر خلیفہ مقرر فرمادے گا جو تم میں سب سے بہتر ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانا، جنہیں ہم پر خلیفہ مقرر فرمایا (دارقطنی، تاریخ دمشق، جلد30،ص289-290)

7= حدیث شریف: ہمدانی سے باکمال روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت مجھے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر، ان کے بعد عمر، ان کے بعد عثمان خلیفہ ہے۔ بعض روایات میں یہ لفظ ہے کہ پھر انہیں خلافت ملے گی۔

(ابن شاہین، فضائل الصدیق لملا علی قاری، ابن عساکر، تاریخ دمشق، جلد5،ص189)

افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مولا علی رضی اللہ عنہ کے اقوال، کتب شیعہ سے

☆ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکر کو سب لوگوں سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے نماز کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں اور حضور ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں ان کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا (شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید شیعی، جلد اول،ص332)

☆ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ **ان خیر ھذہ الامة بعد نبیھا ابوبکر و عمر** یعنی اس امت میں حضور ﷺ کے بعد سب سے بہتر حضرت ابوبکر و عمر ہیں (کتاب الشافی، جلد دوم،ص428)

☆ حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر و عمر کے بارے میں فرمایا۔ **انھما اماما الھدی و شیخا الاسلام و المقتدی بھما بعد رسول اللہ و من اقتدی بھما عصم** یعنی یہ حضرت ابوبکر و عمر دونوں ہدایت کے امام اور شیخ الاسلام اور حضور ﷺ کے بعد مقتدیٰ ہیں اور جس نے ان کی پیروی کی، وہ برائی سے بچ گیا (تلخیص الشافی للطوسی، جلد2،ص428)

☆ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ان ابابکر منی بمنزلة السمع و ان عمر منی بمنزلة البصر** یعنی بے شک ابوبکر مجھ سے ایسے ہیں جیسے میرے کان اور عمر مجھ سے ایسے ہیں جیسے میری آنکھ (عیون اخبار الرضا لابن بابویہ قمی، جلد اول،ص313، معانی الاخبار قمی،ص110، تفسیر حسن عسکری)

☆ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر ارشاد فرمایا۔ **لئن اوتیت برجل یفضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری** یعنی اگر ایسا شخص میرے پاس لایا گیا تو جو مجھے حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا ہوگا تو میں اس پر مفتری کی حد جاری کروں گا (رجال کشی ترجمہ رقم (257) معجم الخوئی (جلد ص153)

مولاعلی رضی اللہ عنہ کوصدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینے والوں کو تنبیہ

1= حکم بن حجل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو بھی مجھے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے اس پر جھوٹ بولنے کی حد جاری کروں گا (الصارم المسلول، ص405)

2= اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے گا، اسے بہتان کی سزا میں درے لگاؤں گا اور اس کی گواہی ساکت ہوجائے گی یعنی قبول نہیں ہوگی (کنزالعمال، کتاب الفضائل، حدیث 36097، جلد 13، ص 6/7)

3= حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے افضل بتاتے ہیں۔ آئندہ جو مجھے ان سے افضل بتائے گا وہ بہتان باز ہے۔ اسے وہی سزا ملے گی جو بہتان لگانے والوں کی ہے (تاریخ دمشق، جلد 30، ص 382)

شیعہ حضرات کی کتب سے:

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے مولاعلی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینے والوں کیلئے مولاعلی رضی اللہ عنہ کی تنبیہ:

شیعہ حضرات کی اسماء الرجال کی کتاب رجال کشی میں مولاعلی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کو افضل کہنے والوں کے لئے دڑوں کی سزا اور حد کا حکم فرمایا ہے۔ اصل عبارت درج کی جاتی ہے۔

سفیان ثوری علیہ الرحمہ حضرت محمد بن سکندر سے روایت کرتے ہیں کہ:

انہ رای علیا (علیه السلام) علی منبر بالکوفة وهو یقول لئن اوتیت برجل یفضلنی علی ابی بکر و عمر لا جلدنه حد المفتری

انہوں نے حضرت علی کو کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی آئے جو مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیتا ہو تو میں اس کو ضرور دڑے لگاؤں گا جو کہ مفتری کی حد ہے۔

(رجال کشی، ص338، سطر 4 تا 6، مطبوعہ کربلا)

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والا مولا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

1= سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے گا تو میرے نزدیک اس کی توبہ کبھی بھی قبول نہیں ہوگی (ابن عساکر، فضائل الصحابة للدار قطنی)

2= ابن شہاب عبداللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ہم سے محبت اور ہماری جماعت سے ہونے کا دعویٰ کریں گے، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے شریر ہوں گے جو کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں گے (ابن عساکر، کنز العمال، کتاب الفضائل، حدیث 36098)

3= حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن اسود حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی توہین کرتا ہے تو آپ نے اسے بلوایا، تلوار منگوائی اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر اس کے بارے میں سفارش کی گئی تو آپ نے اسے تنبیہ کی کہ جس شہر میں رہوں، آئندہ تو وہاں نہیں رہے گا، پھر اسے ملک شام کی طرف جلاوطن کر دیا (کنز العمال، کتاب الفضائل، حدیث 36151)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع صحابہ

1= حدیث شریف: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ابوبکر اور عمر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج طلوع ہوا ہے نہ غروب۔ ایک روایت میں ہے کہ انبیاء و رسل کے بعد ابوبکر اور عمر سے زیادہ افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اللہ کی قسم! آپ سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا ہے (مسند عبد بن حمید، حدیث 212، ص 101، ابونعیم، طبرانی)

2= حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء و رسل میں سے کسی کو بھی ابوبکر سے افضل کوئی ساتھی نصیب نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ سورۂ یٰسین میں بیان ہونے والے جن انبیاء کرام علیہم السلام کے جس شہید ساتھی کا ذکر ہے، وہ بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہ تھا (حاکم، ابن عساکر)

3= حدیث شریف: حضرت اسعد بن زراہ رضی اللہ عنہ آقا کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک روح القدس جبریل امین نے مجھے خبر دی کہ آپ ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد افضل ابوبکر

ہیں (طبرانی المعجم الاوسط، حدیث 6448، جلد 5، ص 18)

4= حدیث شریف: حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا ابوبکر لوگوں میں سب سے بہتر ہیں (طبرانی، ابن عدی)

5= حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں اور رسولوں کے سوا زمین وآسمان کی اگلی اور پچھلی مخلوق میں سب سے افضل ابوبکر ہیں (حاکم، الکامل لابن عدی، حدیث 368، جلد 2، ص 180)

6= حدیث شریف: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں (ابن عساکر، ابوالعطوف، ابن الجوزی، العینی)

7= حدیث شریف: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کی موجودگی میں ہم کہتے تھے کہ سب سے افضل ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی ہیں (صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابہ، حدیث 3655، جلد 2، ص 451)

8= حدیث شریف: حضرت بساط بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی بھی حکم نہیں چلائے گا (ابن سعد)

9= حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ابوبکر کی محبت اور ان کا شکر میرے ہر امتی پر واجب ہے (ابن عساکر، تاریخ دمشق، حدیث 174، جلد 30، ص 141)

10= حدیث شریف: حضرت حجاج تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جسے دیکھو کہ ابوبکر اور عمر کا برائی سے ذکر کرتا ہے تو سمجھ لو کہ دراصل وہ اسلام کی بنیاد کو ڈھا رہا ہے (ابن قانع)

11= حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری امت میں جتنے لوگ ابوبکر اور عمر کی محبت کے سبب جنت میں جائیں گے، اتنے لا الہ الا اللہ کہنے کے سبب نہ جائیں گے (زوائد الزہد لعبد اللہ بن احمد، الصواعق المحرقہ)

شانِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ائمہ اہلبیت کی زبانی

حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد اس بات پر متفق ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں اچھی بات ہی کریں (الدار قطنی ،الصواعق المحرقہ)

بسام صیرفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں انہیں دوست رکھتا ہوں، پھر توان کے حق میں استغفار کر، تو میرے اہلبیت میں سے جسے بھی پائے گا ان سے محبت رکھتا ہوا پائے گا (دار قطنی)

امام جعفر صادق، امام باقر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت نہ پہچانے، بے شک وہ سنت سے جاہل ہے (الدار قطنی)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر باقر سے تلوار پر سونے کا دستہ چڑھانے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر سونے کا دستہ چڑھایا تھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ بھی انہیں "صدیق" کہتے ہیں؟ تو آپ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے فرمایا، ہاں! میں بھی انہیں "صدیق" کہتا ہوں جو انہیں "صدیق" نہ کہے، دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ اس کی بات کو سچی ثابت نہ کرے (ابن الجوزی، دار قطنی ،صواعق المحرقہ)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوجعفر اور جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ! بے شک میں ابوبکر اور عمر کو دوست رکھتا ہوں اور ان سے محبت رکھتا ہوں اے اللہ! اگر ان کا غیر ان سے افضل ہے تو قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ کی شفاعت مجھے نصیب نہ ہوں (دار قطنی ،صواعق المحرقہ ،باب ثانی، ص 53)

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو شخص ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اپنی بیزاری ظاہر کرے، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے (دار قطنی ،صواعق المحرقہ الباب الثانی، ص 53)

شانِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شیعہ حضرات کی کتابوں سے

1=والذی جآء بالصدق وصدق به اولٰئک هم المتقون (سورۂ زمر، آیت 33، پارہ 24)

ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی متقی اور پرہیز گار ہیں۔

شیعہ حضرات کی مستند تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے لکھا ہے

الذی جاء بالصدق رسول الله ﷺ و صدق به ابوبکر

جو صدق لے کر آئے، وہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور جس نے ان کی تصدیق کی، وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان، جلد 8، ص 498، سطر 18-19، مطبوعہ بیروت)

2=ولایاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یؤتو اولی القربیٰ والمسٰکین والمهٰجرین فی سبیل الله

(سورۂ نور، آیت 22، پارہ 18)

ترجمہ: اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں۔ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیعہ حضرات کے مستند مفسر شیخ ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور مسطح بن اثاثہ (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی۔ عبارت یہ ہے۔

ان قوله لایاتل اولوا الفضل منکم الایة نزلت فی ابی بکر و مسطح بن اثاثة

(تفسیر مجمع البیان، جلد 7، ص 133، مطبوعہ بیروت)

3=والسٰبقون الاولون من المهٰجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه واعد لهم جنٰت تجری تحتها الانهٰر خٰلدین فیها ابداً، ذلک الفوز العظیم

(سورۂ توبہ آیت 100، پارہ 11)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں، باغ جن کے نیچے نہریں ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیعہ مفسر شیخ ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی لکھتے ہیں کہ "**ان اول من اسلم بعد خدیجة ابوبکر**"، تحقیق حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر ہیں (تفسیر مجمع البیان، جلد 5، ص 65، سطر 21، مطبوعہ بیروت)

سوال 1: ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کا خلیفہ اول مانتے ہیں جبکہ کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول مانتے ہیں۔ اس بارے میں قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے؟

جواب: الحمدللہ! پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خلیفہ اول ہیں اور اسی پر پوری دنیائے اسلام متفق ہے۔

خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

حدیث شریف: سیدہ عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں ”رسول پاک ﷺ نے اپنی علالت کے دوران مجھے ہدایت کی کہ اپنے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی کو میری پاس بلواؤ تاکہ میں انہیں کوئی تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اور شخص (خلافت کا) آرزومند ہوسکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حق دار رہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (خلیفہ کے طور) پر قبول کریں گے (مسلم شریف، جلد سوم، کتاب فضائل الصحابہ، حدیث 6057، ص 298، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف: نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اور اس عورت نے آپ ﷺ نے کسی چیز کے متعلق کلام کیا تو رسول پاک ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ دوبارہ آئے۔ اس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر دیں۔ اگر میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں گویا کہ اس عورت کی مراد حضور ﷺ کا وصال ظاہری تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو آئے اور مجھے نہ پائے تو پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا (بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الاحکام، حدیث 2084، ص 935، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث پاک: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول پاک ﷺ کا وصال شریف ہوا تو انصار نے کہا کہ ہم میں سے ایک صاحب کو امام ہونا چاہئے اور مہاجرین میں سے ایک امیر۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان

کے پاس تشریف لائے اور ان سے دریافت کیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضور پرنور ﷺ نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔ تم میں کون ایسا شخص ہے کہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقدم ہونے پر راضی ہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا کہ ہم اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقدم ہوں (سنن نسائی، کتاب الامۃ، حدیث 780، ص 238، مطبوعہ فرید بک لاہور)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بناء پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد افضل الناس ہیں۔ علماء اہلسنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام بنی نوع انسان میں افضل ترین انسان ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اسوۂ رسول ﷺ کے بہترین نمونہ ہیں۔ امام بن جوزی علیہ الرحمہ کے بقول آیت شریفہ "**وسیجنبها الاتقی الذی**" الخ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ آیت مذکورہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتقی یعنی سب سے زیادہ پرہیزگار فرمایا گیا ہے۔

امامت دو قسم کی ہیں صغریٰ اور کبریٰ...... امام صغریٰ امامت نماز ہے، جبکہ امامت کبریٰ رسول ﷺ کی نیابت مطلقہ کہ حضور ﷺ کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیاوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔ اس امام کے لئے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر اور قریشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں (امام کا ہاشمی، علوی اور معصوم ہونا) روافض (شیعہ) کا مذہب ہے جس سے ان کا یہ مقصد ہے کہ برحق امرائے مومنین خلفائے ثلاثہ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کو خلافت سے جدا کریں، حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

مولیٰ علی و حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولیٰ علوی کیسے ہوسکتے ہیں۔ رہی عصمت تو انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے جس کو ہم پہلے بیان کر آئے۔ امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول، ص 239، امامت کا بیان، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی،)

مسئلہ خلافت میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

خلافت راشدہ کا زمانہ حضرت محمد ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق تیس سال ہے اور اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ اس عرصہ میں خلفائے راشدین کے مراتب کے اعتبار سے مسند خلافت پر فائز فرمایا۔ نیز آیت "استخلاف" میں رب العزت نے جو وعدے فرمائے تھے، وہ سب اس مدت میں پورے فرما دیئے۔ امامت، خلافت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے اور امامت "اصول دین" میں سے نہیں ہے۔

مسئلہ خلافت میں اہل تشیع کا عقیدہ

نبی کریم ﷺ کے رحلت شریفہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ خلیفۂ بلا فصل تھے اور ان کی خلافت منصوص من اللہ تھی۔ خلفائے ثلاثہ نے اسے جبراً چھینے رکھا۔

اس لئے ان تینوں کا زمانہ جور و جفا کا زمانہ تھا، عدل واحسان کا وہی دور تھا جس میں حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ مسند خلافت پر فائز رہے۔ امامت اور چیز ہے اور خلافت اس سے علیحدہ منصب ہے کیونکہ امام کا معصوم ہونا شرط ہے۔ اور خلافت کے منصب پر متمکن ہونے والے کے لئے عصمت کی کوئی شرط نہیں۔

خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنے والا حضرت علی کے نزدیک لعنتی ہے:

قال امیر المومنین و من لم یقل انی رابع الخلفآء فعلیه لعنة الله (مناقب علامہ ابن شہر آشوب سوم، 63)

ترجمہ "حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے "رابع الخلفاء" نہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

وضاحت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے اس کلام میں صاف صاف فیصلہ فرمایا کہ میں چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوں اور جس کا یہ عقیدہ نہ ہو، اس پر اللہ کی لعنت ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہمیں دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1: آپ کو خلیفہ بلا فصل کہنا باطل ہے اور ایسا کہنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

2: آپ خلفائے اربعہ میں سے چوتھے نمبر پر خلیفہ ہیں اور یہی عقیدہ ضروری بھی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس کلام پر عمل کرنا اور اسے درست تسلیم کرنا اس وقت درست ہوگا جبکہ خلیفہ "بلا فصل" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مانا جائے۔ اور دوسرا خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اور تیسرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرلیا جائے۔ ان تینوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مانا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے سے اللہ تعالیٰ کا انکار:

بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا ایک سو بیس مرتبہ حکم آسمان پر اور تین دفعہ "حجۃ الوداع" کے موقع پر ہوا، اگر بزعم اہل تشیع اسے درست تسلیم کرلیا جائے تو بقول ان کے آخری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے **"فان لم تفعل فما بلغت رسالته"** کے تو بخانہ انداز سے حضور ﷺ کو اس کے اعلان پر زور دیا گیا ہے تو پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر یہ سب دعاوی درست ہے تو "فرات بن ابراہیم اسکوفی" نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اپنی تفسیر "رات اسکوفی" میں یہ بات کیوں اور کس وجہ سے تحریر کی؟

حدثنی جعفر بن محمد الفزاری محنحنا عن جابر قال قرأت عن ابی جعفر علیه السلام لیس لک من

الامر شیء قال فقال ابو جعفر بلی واللہ لقد کان له من الامر شی فقلته جعلت فداک فما تاویل قوله لیس لک من الامر شیء قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حرص ان یکون الامر لأمیر المومنین (ع) من بعده فابی اللہ ثم قال کیف لایکون لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من الامرشیء وقد فوض الیه فما احل کان حلالاً الی یوم القیامة وما حرم کان حراماً الی یوم القیٰمة (تفسیر قرات اسکوفی مطبوعہ صدریہ نجف اشرف ص19)

جعفر ابن محمد فزاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے سامنے "لیس لک من الامر شیء" آیت کا حصہ تلاوت کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ تمہیں (اے پیغمبر) کسی معاملہ کا قطعاً کوئی اختیار نہیں (چونکہ اس آیت کے حصے میں حضور علیہ السلام کے اختیار کی عام اور مطلق نفی ہے حالانکہ آپ مختار ہیں) تو اس پر جناب امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں! خدا کی قسم نبی کریم علیہ السلام کو اختیار تھا۔ امام موصوف کے کہنے کے بعد میں نے عرض کی۔ آپ پر اے امام میرے ماں باپ قربان (اگر آپ کا فرمانا درست ہے) تو اللہ کے اس ارشاد کا کیا مفہوم ہے "لیس لک من الامر شیء" اور اس کی کیا تاویل ہوگی، حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام اس امر کے شدید متمنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضٰی کے لئے "خلافت بلافصل" کا حکم عطا فرمائے لیکن اللہ نے اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار فرمادیا۔ پھر امام موصوف نے فرمایا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ رسول علیہ السلام کو کسی قسم کا کوئی اختیار نہ ہو۔ حالانکہ اللہ نے آپ کو اس کی تفویض فرمادی تو اللہ کی تفویض کی وجہ سے جس کو آپ نے حلال فرمایا۔ وہ قیامت تک حلال ہوئی اور جس کی حرمت فرمادی وہ تا قیامت حرام ہوئی۔

توضیح

اس روایت میں اہل بیت کے سردار جناب حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ ہی کردیا کہ نبی علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی "خلافت بلافصل" کا سوال تو کیا تھا لیکن اللہ نے اس کا انکار کردیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے سے نبی پاک علیہ السلام کا انکار

"شیخ مفید" اپنی مشہور اور معتبر کتاب "ارشاد شیخ" میں حدیث قرطاس کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھتے ہیں۔

فنهضوا وبقی عنده العباس والفضل بن عباس و علی بن ابی طالب واهل بیته خاصة فقال له العباس یارسول اللہ ان یکن هذا الامر لنا مستقراً من بعده فبشرنا وان کنت تعلم انا نغلب علیه فاقض بنا فقال انتم المستضعفون من بعدی وصمت فنهض القوم وهم یبکون قد یئسوا من النبی صلی اللہ علیه وآله

1۔ الارشاد الشیخ المفید ص99 باب فی طلب رسول اللہ بداوۃ وکتف

2۔ اعلام الوریٰ مصنفہ ابی الفضل ابی الحسن الطبرسی ص142 بالفاظ مختلفہ

3۔ تهذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین مطبوعہ یوسی دہلی جلد اول ص236

ترجمہ: (قلم دوات لانے کے متعلق جب صحابہ کرام میں اختلاف ہوگیا تو نبی پاک ﷺ نے سب کو اٹھ جانے کا حکم دیا) جب سب اٹھ کر چلے گئے وہاں باقی ماندہ اشخاص میں حضرت عباس، فضل بن عباس، علی بن ابی طالب اور صرف اہل بیت تھے۔ تو حضرت عباس نے عرض کی یارسول اللہ! اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں ہی مستقل طور پر رہے تو پھر اس کی بشارت دیجئے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ ہم مغلوب ہوجائیں گے تو ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیجئے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد تمہیں بے بس کردیا جائے گا۔ بس اسی قدر الفاظ فرما کر سکوت فرمالیا۔ اور حالت یہ تھی کہ جناب عباس، علی ابن طالب اور دیگر موجود اہل بیت رو رہے تھے اور روتے روتے آپ ﷺ سے ناامید ہوکر اٹھ گئے۔

مذکورہ حدیث میں اس بات کی بالکل وضاحت ہے کہ حضور ﷺ نے زندگی کے آخری وقت تک کسی کو خلافت کے لئے نامزد نہیں فرمایا تھا۔ اگر حضرت علی کی خلافت کا فیصلہ "خم غدیر" کے مقام پر ہوچکا ہوتا اور وہ بھی ہزاروں لوگوں کے سامنے تو قلم دوات لانے پر اختلاف لانے کے موقع پر حضرت عباس کی گزارش مذکورہ الفاظ کی بجائے یوں ہونی چاہئے تھی۔ "یارسول اللہ ﷺ اگر خلافت علی رضی اللہ عنہ (جیسا کہ آپ خم غدیر پر فیصلہ فرما چکے ہیں) قائم و دائم رہے گی تو ہمیں خوشخبری سنا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: **واذا اسرئ النبی الی بعض ازواجه حديثا**

جب نبی ﷺ نے اپنی کسی بیوی سے ایک روز کی بات کی۔

تفسیر میں "صاحب تفسیر صافی" اور صاحب تفسیر قمی نے اس کا سبب نزول یوں لکھا ہے کہ:

جس دن سیدہ حفصہ کی باری تھی، ان کے گھر اس وقت وہاں "ماریہ قبطیہ" بھی موجود تھیں۔ اتفاقاً سیدہ حفصہ کسی کام سے باہر گئیں تو حضور پاک ﷺ نے "ماریہ قبطیہ" سے صحبت فرمائی۔ تو جب سیدہ حفصہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ ناراضگی فرماتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے میرے گھر میں اور پھر میری باری میں ماریہ قبطیہ سے صحبت کیوں فرمائی۔ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے سیدہ حفصہ کو راضی کرنے کے لئے یہ فرمایا۔ ایک تو میں نے ماریہ قبطیہ کو اپنے نفس پر حرام کیا اور آئندہ اس سے کبھی صحبت نہیں کروں گا اور دوسرا میں تجھے ایک راز کی بات بتاتا ہوں۔ اگر تو نے اس راز کو ظاہر کرنے کی کوشش کی تو تیرے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ سیدہ حفصہ نے عرض کی ٹھیک ہے۔

فقال انّ ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم بعده ابوک فقالت من انباک هذا قال نبأنی العلیم الخبیر

ترجمہ: (راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے) آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بے شک ابوبکر خلیفہ ہوں گے۔ پھر ان کے بعد تیرے والد بزرگوار اس منصب پر فائز ہوں گے۔ اس پر سیدہ حفصہ نے عرض کی کہ حضور ﷺ یہ خبر آپ کو کس نے دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ علیم و خبیر نے خبر دی (تفسیر صافی ص 714، تفسیر قمی ص 457، سورہ تحریم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے کی دھن میں توہین رسول علیہ السلام

شیعہ حضرات کوتو اپنا مقصد بیان کرنا ہے۔خواہ اس کے لئے من گھڑت روایات، غلط استدلال اور لچر تاویلات ہی کیوں نہ کرنی پڑیں۔اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کے دوران انہیں یہ خیال تک نہیں آتا کہ ہمارے اس طرز استدلال سے انبیاء کرام اور خصوصا نبی ﷺ کی شان اقدس پر کیا کیا گستاخیاں ہورہی ہیں؟ بطور ثبوت ایک دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

لئن اشركت ليحبطن عملک ولتكونن من الخسرين

ترجمہ:''بفرض محال آپ ﷺ نے شرک کیا تو یقیناً آپ کے تمام اعمال ضائع ہوجائیں گے اور آپ لازما خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔اس آیۃ کی تفسیر میں ''صاحب تفسیر قمی اور صاحب تفسیر صافی''یوں گویا ہیں۔

تفسیر صافی وتفسیر قمی

ترجمہ:''حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (لئن اشرکت) کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ نے اگر اپنی وفات کے بعد حضرت علی کی خلافت کے ساتھ کسی اور کو اس امر میں شریک کار کیا تو اس جرم کی پاداش میں آپ کے تمام اعمال حسنہ ضائع ہوجائیں گے اور نتیجتاً آپ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

شیعوں کی خبر متواتر، عقل ونقل سے باطل

سيد ابن طاؤس و ابن شهر آشوب و ديگر ان روايت كرده اندر كه عامر بن طفيل و ازيد بن قيس بقصد قتل آنحضرت آمدند، چون داخل مسجد شديد، عامر بزديک آنحضرت آمدند گفت، يامحمد، اگر من مسلمان شوم، برائے من چه خوابدبو، حضرت فرمود که برائے تو خواهد بود آنچه برائے همه مسلمانان هست، گفت ميخو اهم بعد از خودمرا خليفه گرداني، حضرت فرمود، اختيار ايں امر بدست خدا است و بدست من تونيست

(حیاۃ القلوب، ج2،ص72،44باب بستم بیان معجزات کفایت از شر دشمنان مطبوعہ نامیع نولکشور)

ترجمہ''سید ابن طاؤس ابن شہر آشوب اور دیگر حضرات نے روایت کیا کہ عامر بن طفیل اور ازید بن قیس جب حضور ﷺ کے قتل کرنے کی نیت سے آئے اور مسجد میں داخل ہوئے تو ''عامر بن طفیل'' آپ کے نزدیک گیا اور کہا: یا محمد اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو میرے لئے کیا انعام ہوگا اور مجھے اس سے کیا فائدہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بھی وہی ملے گا جو تمام مسلمانوں کو ملتا ہے۔(یعنی تمہارا فائدہ اور نقصان سب کے ساتھ مشترکہ ہوگا۔اس نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اپنے بعد خلیفہ بنادیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے مجھے اور تجھے اس میں کوئی دخل نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو اپنے پر لازم قرار دیا

ترجمہ: ہر ذلیل میرے نزدیک باعزت ہے۔ جب تک اس کا دوسرے سے حق نہ لے لوں اور قوی میرے لئے کمزور ہے۔ یہاں تک کہ میں مستحق کا حق اسے دلا دوں۔ ہم اللہ کی قضا پر راضی ہوئے اور اس کے امر کو اسی کے سپرد کیا تو سمجھتا ہے کہ میں نبی علیہ السلام پر بہتان باندھوں گا۔ خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سب سے پہلا جھٹلانے والا ہوں۔ میں نے اپنا معاملہ میں غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا ابوبکر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت میں داخل ہونا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے اور میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بندھا ہوا ہے۔ اس روایات کے کچھ الفاظ کی ''ابن میثم'' اس طرح شرح کرتا ہے۔

''پس میں نے غور وفکر کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ میرا اطاعت کرنا بیعت لینے سے سبقت لے گیا یعنی حضور علیہ السلام نے مجھے جو ترک قتال کا حکم لیا تھا وہ اس بات پر سبقت لے گیا ہے کہ میں قوم سے بیعت لوں...... **فاذا المیثاق فی عنقی لغیری** سے مراد سے رسول علیہ السلام کا مجھ سے عہد لینا مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے۔ جب لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت لے لیں تو میں بھی بیعت کرلوں۔ پس جب قوم کا وعدہ مجھ پر لازم ہوا یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اس کی مخالفت کرتا۔ (شرح ابن میثم)

مذکورہ خطبہ اور اس کی شرح سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

1: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اپنے فرمان کے مطابق آپ کے نزدیک قوی اور ضعیف برابر تھے۔ کیونکہ آپ ہر قوی سے قوی ہیں اس لئے آپ ہر کمزور کو حق دلا سکتے ہیں۔

2: جب اللہ نے صدیق اکبر کی خلافت کا فیصلہ کر دیا تو ہم نے اسے تسلیم کرتے ہوئے اسے اللہ کے سپرد کیا۔

3: جب ایمان لانے میں مجھے اولیت حاصل ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں حضور علیہ السلام پر جھوٹ بولوں۔

4: حضور علیہ السلام کا حکم تھا کہ میرے بعد مسئلہ خلافت میں کسی سے لڑائی نہ کرنا

5: مسئلہ خلافت پر غور وفکر سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لئے ابوبکر صدیق کی بیعت کرلینا اپنی بیعت لینے سے زیادہ راجح ہے۔

6: میری گردن میں حضور علیہ السلام کا یہ عہد بندھا ہوا ہے کہ جب لوگ ابوبکر صدیق کی بیعت کرلیں تو میں بھی بیعت کرلوں۔

ان تمام امور بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی طرح بھی حضرت ابوبکر صدیق سے اعراض نہ کر سکے تھے کیونکہ اللہ کی

رضا اس کے محبوب ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عہد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ برحق ہونے کا بین ثبوت ہیں تو اس امر بیعت کو حضرت علی کرم اللہ وجہ اس قدر اہم سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے اتنی جلدی کی کہ پورا لباس بھی زیب تن نہ کر سکے، صاحب روضۃ الصفاء نے اس کو یوں نقل کیا ہے۔

روضۃ الصفاء: امیر المومنین علی چون استماع نمود که مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بتعجیل ازفاته بیرون آمد چنانچه هیچ وربرنداشت بغیر ازپیرهن نه ازا رونه راهچنان نزد صدیق رفته هاد بیعت نمود بعد ازاں فرستا ندتده جامعه بمجلس آورند. ودربعضی روایات و اردشده که ابو سفیان پیش از بیعت یاامیر المومنین علی گفت که تو راضی مشوی که شخصی از نهی تمیم متصد ٹی کاری حکومتشود بخدا سو گنند که اگر تو خواسی ایں وادی پراز سوارو پیاده گردانم علی گفت اے ابو سفیان تو همیشه ورهام جاهلیت فتنه می انگیختی ومالا نیزمی خواهما که فتنه در اسلام ابوبکر راسائسته امیں کارمیداتم

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابوبکر صدیق کی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے تو اس قدر جلدی در دولت سے باہر تشریف لائے کہ چادر اور تہبند بھی نہ اوڑھ سکے صرف پیرہن میں ملبوس تھے۔ اس حالت میں ابوبکر صدیق کے ہاں پہنچے اور بیعت کی بیعت سے فراغت کے بعد چند آدمی کپڑے لینے کے لئے بھیجے تاکہ مجلس میں کپڑے لے آئیں بعض روایات میں اس قدر مذکور ہے کہ ابوسفیان نے بیعت سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے علی! کیا تو بنو تمیم کے ایک آدمی کو حکومت کا والی بنانے پر راضی ہوگیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تم چاہو تو میں اس کی وادی کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔ یہ سن کر حضرت علی نے کہا اے ابو سفیان! دور جاہلیت میں بھی فتنہ پرداز رہا ہے۔ اور اب بھی چاہتا ہے کہ اسلام میں فتنہ بپا کردے۔ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کاروبار حکومت کے لئے نہایت اچھا آدمی سمجھتا ہوں۔

نوٹ: واذا المیثاق فی عنقی لغیری...... جملہ کی تشریح ''ابن میثم'' اور اس کے بعد ''روضۃ الصفا'' سے آپ پڑھ چکے ہیں ان دونوں شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جملہ کی جو شرح کی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بخوشی اور بسرعت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے چل پڑے۔ آپ کو کوئی مجبوری نہیں تھی اور نہ زبردستی بیعت کرنے کے لئے آپ کو آمادہ کیا گیا۔

خلافت صدیقی کا ثبوت شیعہ حضرات کی کتب سے

1......شیعہ مفسر طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں اسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ **"واذا اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا یعنی حفصة عن الزجاج قال و لما احرم ماریة قبطیة اخبر حفصة انه یملک من بعده ابوبکر ثم عمر"**

ترجمہ: اور جب نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے راز کی بات کی۔ زجاج سے مروی ہے کہ جب رسول پاک ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اوپر حرام فرمالیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے خبر دی کہ میرے بعد حضرت ابوبکر اور ان کے بعد حضرت عمر مملکت کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان، جلد 10، ص 314، مطبوعہ بیروت)

2.....شیعہ مفسر فیض کاشانی اپنی تفسیر صافی میں اس آیت کے تحت لکھتا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔

انا افضی الیک سرا ان اخبرت به فعلیک لعنة الله والملئکة والناس اجمعین فقالت نعم ماهو فقال ان ابابکریلی الخلافة بعدی ثم بعده ابوک فقالت من انباک هذا قال نبانی العلیم الخبیر

ترجمہ: میں تمہیں راز کی ایک بات بتاتا ہوں۔ اگر اس سے تم نے کسی کو مطلع کیا تو تم پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ عرض کرنے لگیں، درست ہے۔ وہ کیا بات ہے بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر کو خلافت ملے گی، پھر ان کے بعد تمہارے والد (حضرت عمر) خلیفہ ہوں گے۔ حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا۔ حضور ﷺ آپ کو یہ بات کس نے بتائی تو فرمایا اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے۔ (تفسیر صافی، جلد 4، ص 716، سطر 14 تا 16 مطبوعہ ایران)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک شیخین عادل اور برحق خلیفہ تھے اور ان کے وصال سے اسلام کو سخت نقصان

واقعہ صفین: ثم قال اما بعد فان الله بعث النبی صلی الله علیه وسلم علیه وآله فانقذ به من الضلالة ومن الهلاکة وجمع به بعد الفرقة ثم قبض الله علیه وقد ادی ماعلیه ثم استخلف الناس ابا بکروعمرو واحسنا السیرة وعدلا فی الامة وقد وجدنا علیها ان تولیا الامر دوننا ونحن ال الرسول واحق بالامر فعفونا فاذا الک لهما

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھیج کر لوگوں کو گمراہی اور ہلاکت سے آپ کی وجہ سے بچایا اور منتشر لوگوں کو آپ کی بدولت جمع کیا۔ پھر آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ نے اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا فرمایا۔ پھر لوگوں نے آپ کے بعد ابوبکر اور عمر کو خلیفہ بنایا اور انہوں نے لوگوں میں خوب انصاف کیا اور ہمیں افسوس تھا کہ ہم آل رسول ﷺ کے ہوئے وہ امر خلافت کے بانی بن گئے حالانکہ اسے ہم زیادہ حقدار تھے سو ہم نے انہیں معاف کردیا کیونکہ عدل وانصاف اور اچھی سیرت کے حامل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا

انه بایعنی القوم الذی بایعوا ابابکر وعمر و عثمان علی مابایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یردو وانماالشوری

للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اما ماکان ذلک لله رضاً فان خرج عن امرهم خارج بطعن او بدعة ردو اليه فخرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غير سبيل المومنين ولاه الله الی ماتولیّ
(نہج البلاغہ خط نمبر 6 ص 366)

خلاصہ کلام: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اور فرمایا:
بات یہ ہے کہ میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے، جنہوں نے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی کی تھی اور مقصد بیعت بھی وہی تھا جو ان سے تھا لہذا موجودہ حضرات میں سے کسی کو علیحدگی کا اختیار نہیں اور نہ غائب لوگوں کو اس کی تردید کی اجازت ہے۔ مشورہ مہاجرین اور انصار کو ہی شایان شان ہے تو اگر یہ سب کسی شخص کے خلیفہ بنانے پر متفق ہو جائیں تو یہ اللہ کی رضا ہوگی اور اگر ان کے حکم سے کسی نے بوجہ طعن یا بدعت کے خروج کیا تو اسے واپس لوٹا دو اور اگر واپسی سے انکار کر دے تو اس سے قتال کرو کیونکہ اس صورت میں وہ مسلمانوں کے اجتماعی فیصلہ کو ٹھکرانے والا ہے اور اللہ نے اسے متوجہ کر دیا جدھر وہ خود جاتا ہے۔

توضیح درج ذیل ثابت ہوئے۔

1۔ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی بیعت کی تھی۔ ان ہی لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کی۔

2۔ تمام مہاجرین وانصار کا کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لینا اتنا اہم ہے کہ اس کے بعد حاضرین یا غائبین لوگوں میں سے کسی کو اس کے خلاف اختیار نہیں رہ جاتا۔

3۔ شوریٰ کا استحقاق صرف مہاجرین وانصار کو ہے۔

4۔ مہاجرین وانصار کا باہمی مشورہ سے کسی کو امام یا خلیفہ پسند کر لینا دراصل خوشنودی خدا ہوتا ہے۔

5۔ ان کے متفقہ طور پر کسی کو منتخب کر لینے کے بعد اگر کوئی بوجہ طعن بیعت نہ کرے تو اسے زبردستی واپس لایا جائے اور اگر انکار کر دے تو اسے قتل کیا جائے۔ کیونکہ وہ اس طرح جمیع مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر علیحدگی اختیار کرتا ہے۔

اگر مرض باقی ہے تو ایک خوراک اور

شارح ابن میثم شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبے کی علم منطق کے ذریعے خلافت حقہ کے لئے جو ترتیب دی ہے اس کا خلاصہ:

صغریٰ: میری بیعت ان لوگوں نے کی جنہوں نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت کی تھی۔

کبریٰ: جس آدمی کی بیعت وہی لوگ بیعت کرلیں تو اس کے بعد کسی غائب یا حاضر کو بیعت نہ کرنے یا اس کے رد کا اختیار نہیں۔

نتیجہ: چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی انہی لوگوں نے کر لی ہے لہذا کسی کو اس کے رد کا اختیار نہیں۔

شرح ابن میثم جلد نمبر 4 ص 353:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس خط میں انما الشوریٰ کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے۔

وحصر للشورى والاجماع فى المهاجرين والانصار لانهم اهل الحل والعقد من امة محمد ﷺ اتفقت كلمتهم على حكم الاحكام كاجماعهم على بيعته وتسميته اماماً كان ذلك اجماعاً خقاً هو رضى الله عنه مرضى له و سبيل المومنين الذى يجب اتباعه

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شوریٰ کو صرف مہاجرین اور انصار کے لئے مخصوص فرمایا کیونکہ حضور ﷺ کی امت کے اہل حل و عقد وارباب بست وکشادہ وہی ہیں اور جب وہ کسی معاملہ پر متفق ہو جائیں جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وبصیرت پر متفق ہوئے تو ان کا یہ اجماع واتفاق حق ہوگا اور وہ اجماع اللہ کا پسندیدہ ہوگا اور مومنین کا ایسا راستہ ہوگا جس کی اتباع واجب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے دعویداروں کو دعوتِ فکر

اجماع حقہ وہی ہے جو مہاجرین وانصار کا ہو، یہ دونوں غزوہ بدر اور بیعتِ رضوان میں شامل تھے، ان کے متعلق آپ ﷺ نے جنتی ہونے کی خوشخبری فرمائی۔

ان کا اجماع اللہ کا پسندیدہ ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اجماع جنتیوں کا اجماع ہے۔ معلوم ہوا کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت حق تھی۔

خلفائے راشدین کی خلافت حقہ پر دلیل نہم

کتب شیعہ میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت بغیر جبر واکراہ کے بطریق رضا کی ہے۔ شیعوں کے امام الاکبر محمد الحسینی نے اپنی مشہور کتاب اصل الشیعہ واصولہا میں اس کی ان الفاظ میں تصدیق اور توثیق کی ہے۔

اصل الشیعہ واصولہا

وحين راىٰ ان المتخلفين اعنى الخليفة الاول والثانى بذلا اقصىٰ الجهد فى نشر كلمة التوحيد وتجهيز الجنود وتوسيع الفتوح ولم يستاثدوا ولم يستبدوا ابيع وسالم و اغضى عمايداه حقاً له محافظة على الاسلام ان تصدع وحدته وتتفدق كلمته ويعود الناس الى جاهليتهم الاولىٰ وبقى شيعته منفسدين تحت جناحه ومستنيرين بمصباحه ولم يكن للشيعة والتشيع يومئذ مجال للظهور لان الاسلام سحان يجدى على منه هجره القويمة حتى اذ تميذا الحق من الباطل وتبين الرشد من الغى وامتنع معاوية عن البيعة لكلى وحاربه فى (صفين) انضم بقية الصحابة الى على حتى الحتذهم تحت رايته وكان معه من عظماء اصحب النبى ثمانون بعلا كلهم بدرى عقبى لعمار بن ياسر وخزيمة ذى الشهادتين وابى ايوب الانصارى ونظر انهم ثم نما قتل على عليه السلام وانتقبا الامه لمكاوية وانقضى دور الخلفآء الراشدين ساد معاوية بسيدة الجبا برة فى

المسلمین

(اصل الشیعہ واصولہا صفحہ 115 تذکرہ صرف القوم الخلافتہ عن علی مطبوعہ قاہرہ طبع جدید)

ترجمہ: جب دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلمہ توحید کی نشر واشاعت میں اور لشکروں کی تیاری میں پوری پوری کوشش کی اور انہوں نے اپنی ذات کو کسی معاملے میں ترجیح نہ دی اور نہ ہی کسی پر زیادتی کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے مصالحت کرتے ہوئے ان کی بیعت کر لی اور اپنے حق سے چشم پوشی کی۔ کیونکہ اس میں اسلام کے متفرق ہونے سے حفاظت تھی تا کہ لوگ پہلی جہالت کی طرف نہ لوٹ جائیں اور باقی شیعہ کمزوری کی وجہ سے آپ کے زیر دست رہے۔ آپ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتے رہے اور شیعہ اور ان کے مذہب کے لئے ان ایام میں ظہور کی مجال نہیں تھی۔ کیونکہ اسلام مضبوط طریقے پر چل رہا تھا۔ یہاں تک حق باطل سے اور ہدایت گمراہی سے جدا ہو چکی تھی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار کیا اور صفین میں ان سے جنگ کی تو اس وقت جتنے صحابہ کرام موجود تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے اکثر صحابہ کرام شہید ہوئے اور آپ کے ساتھ جلیل القدر صحابہ کرام میں سے 80 وہی صحابہ تھے جو کل کے کل بدری تھے۔ مثلاً عمار یاسر اور حضرت خزیمہ جن کی شہادت دو شہادتوں کے برابر تھی اور ابوایوب انصاری اور اسی مدینے کے اور صحابہ اور پھر جب حضرت علی شہید ہوئے اور امر خلافت امیر معاویہ کی طرف لوٹا تو اس کے ساتھ خلفاء راشدین کا دور ختم ہوا اور امیر معاویہ نے مسلمانوں میں جبارین دین کی سیرت کو اپنایا۔

مذکورہ عبارت سے مندرجہ ذیل امور صراحتاً ثابت ہوئے

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصود خلافت حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ کلمہ توحید کی نشر واشاعت اور لشکروں کی تیاری کے ساتھ فتوحات میں توسیع دینا تھا۔ اسی لئے جب انہوں نے دیکھا کہ جو اسلام کے مقاصد تھے وہ سب کے سب شیخین نے پورے کر دیئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رضامندی کے ساتھ یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کر لی۔

2: شیخین کے زمانہ میں شیعہ اور ان کے مذہب کا اس لئے ظہور نہیں ہوا کہ اسلام اپنے صحیح اور مضبوط طریقے پر چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ حق باطل سے اور ہدایت گمراہی سے جدا ہو چکی تھی۔

3: جنگ صفین کے زمانہ تک بدری صحابی موجود تھے جو 80 کی تعداد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہوئے۔

4: خلفاء ثلاثہ خلفاء راشدین تھے نہ کہ ظالم فاسق اور فاجر

5: نبی پاک ﷺ کے وصال پر صحابہ کرام کے ارتداد کا مسئلہ (معاذ اللہ) شیعہ حضرات کا خود ساختہ ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک بدری صحابہ موجود تھے جو کہ قطعی جنتی تھے جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

خلفائے راشدین کی خلافت حقہ پر دلیل دہم

فرمان علی رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے بعد لوگوں کے لئے بہترین شخص کا انتخاب فرمایا۔

ان فی الخبر المروی عن امیر المومنین علیہ السلام لماقیل له الا توصی فقال مااوصیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم فاوصی ولکن ان اراد الله بالناس خیرا استجمعهم علی خیرهم کما جمعهم بعد نبیهم علی خیرهم فتضمن لما یکاد یعلم بطلانه مندورة لان فیه التصدیح القوی بفضل ابی بکر علیه وانه خیر منه والظاهر من احوال امیر المومنین علیه السلام والمشهور من اقواله واحواله جملة وتفصیلاً یقتصی انه کان یصدم نفسه علی ابی بکر وغیره

(تلخیص الشافی تالیف شیخ الطائفہ ابی جعفر طوسی جلد دوم ص 237، دلیل آخر علی امامتہ علیہ السلام مطبوعہ قم طبع جدید)

ترجمہ: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا کیا حضور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں وصیت کروں لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان کو ان میں سے بہترین شخص پر جمع کردے گا جیسا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کے بعد انہیں بہترین شخص پر جمع کیا۔ یہ اس چیز کو متضمن ہے کہ قریب ہے کہ اس کا بطلان بدایۃً معلوم ہو جائے کیونکہ اس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تصریح قوی ہے اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں۔ لیکن امیر المومنین کے احوال اور ان کے اقوال واحوال سے اجمالاً اور تفصیلاً جو ظاہر اور مشہور ہے اس کا مقتضی یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ پر مقدم جانتے ہیں۔

الحاصل

مذکورہ عبارت سے دو اہم مسائل ثابت ہوئے:

نبی پاک ﷺ نے اپنے بعد کسی کو وصی نہیں بنایا۔

نبی پاک ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے امت کے سب سے بہترین شخص کو خلافت کے لئے منتخب فرمایا جیسا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد امت کے بہترین شخص حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امت کے لئے منتخب فرمایا۔

خلفائے راشدین کی خلافت حصہ پر دلیل یازدہم

نبی پاک ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے بعد خلیفہ اور جنتی ہونے کی پیش گوئی فرمائی۔

تلخیص الشافی

روی عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امره عند اقبال ابی بکر ان یسبشره بالجنة وبالخلافة بعده وان یستبشره عم بالجنة وبالخلافه بعد النبی بکر و روی عن جبیربن مطعم ان امراة اتت رسول الله

صلی اللہ علیہ و آلہ فکلمتہ فی شئ فامر بھا ان ترجع الیہ فقالت یارسول اللہ ارایت ان رجعت فلم اجدک (یعنی الموت) قال ان لم تجدنبی فات ابابکر

(تلخیص الشافی جلد سوم ص 39، فصل فی ابطال قول من حالت فی امامۃ امیر المومنین بعد النبی علیہما السلام بلافصل مطبوعہ قم، طبع جدید)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجلس میں آنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں (ابوبکر صدیق) کو جنت اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری سنادو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جنت اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی بشارت دو اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اور کسی معاملہ میں آپ سے بات چیت کی۔ حضور ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پھر میرے پاس آنا، عورت نے عرض کی کہ اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ (یعنی اس وقت تک اگر آپ وصال کر جائیں تو پھر کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلی جانا (اور ان سے اپنا مسئلہ حل کروالینا)

الحاصل

مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دوسرا یہ جنتی بھی ہیں اور یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی پاک ﷺ نے مذکورہ عورت کو اسی لئے اپنے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت فرمائی کیونکہ آپ من جانب اللہ جانتے تھے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

سوال نمبر 2: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے (معاذ اللہ) دشمنوں کے غلبہ کی وجہ سے بطور تقیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کو منسوب کرنا ان کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو ایسے بہادر تھے جو پورے پورے لشکر کو اکیلے شکست دے دیتے تھے۔ خیبر کے موقع پر چالیس آدمیوں کا کام اکیلے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے کیا۔

پہلی دلیل: کیا وہ شیر خدا کسی کے دباؤ میں آ سکتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کا شیر حق بات کہنے سے (معاذ اللہ) ڈر جائے، یہ ناممکن ہے۔

دوسری دلیل ...... جس شیر خدا کے بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خون میں لہولہان ہوکر، اپنے گھرانے کو لٹا کر ایک ظالم کی بیعت نہ کی۔

کیا ان کے والد شیر خدا (معاذ اللہ) بزدل تھے۔ کیا انہوں نے (معاذ اللہ) ڈر اور خوف کی وجہ سے بیعت کرلی۔

نہیں بلکہ وہ جانتے تھے کہ جسے حضور ﷺ نے چن لیا۔ اس کی بیعت کرنا ہمارا ایمان ہے۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے:

دلیل ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی (شیعہ حضرات کی کتاب: جلاء العیون ص150)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتاب نہج البلاغۃ سے ثابت کرتے ہیں:

نہج البلاغۃ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی۔ انہیں لوگوں نے میری بیعت کی ہے۔ اب کسی حاضر یا غائب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کی مخالفت کرے۔ بے شک شوریٰ مہاجرین وانصار کا حق ہے اور جس شخص پر جمع ہوکر یہ لوگ اپنا امام بنالیں، اللہ تعالیٰ کی رضامندی اسی میں ہے (کتاب نہج البلاغۃ، دوسری جلد، ص8، مطبوعہ مصر)

اب کسی شک کی گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راضی تھے۔

اب لوگ کچھ بھی کہیں۔ چار یاروں کی آپس میں ایسی محبت تھی۔ جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

شیعہ حضرات کی کتاب سے حضرت علی کی بیعت کا ثبوت:

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی میں شیعہ عالم علامہ طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر و صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ (بحوالہ احتجاج طبرسی، ص54)

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بطور تقیہ بیعت کرتے تو علامہ طبرسی جو کہ مشہور شیعہ عالم ہیں، وہ اپنی کتاب میں تقیہ کا ذکر ضرور کرتے مگر انہوں نے تقیہ کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

سوال نمبر 3: کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث لاتے ہیں جس کا مفہوم یوں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جس کا میں مولا ہوں، اس کے علی مولا ہیں'' اس کا جواب دیں؟

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث شریف پر ہمارا بھی ایمان ہے تبھی تو ہم اہلسنت وجماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولا علی شیر خدا کہتے ہیں۔

دلیل...... اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان مولائی بیان کی گئی ہے اور مولا کا مطلب مددگار کے ہوتا ہے۔اس حدیث میں خلافت کا کہیں ذکر واضح نہیں۔

دلیل...... مولا کے کئی معنی ہیں۔لغت کی مشہور کتاب قاموس کی جلد چوتھی ص 302 پر تحریر ہے کہ ''المولیٰ، المالک والعبد والصاحب، والناصر، والمحب، والتابع، والعصر'' مولا کے معنی مالک، غلام، محبّ، صاحب، مددگار، تابع اور قریبی رشتہ دار کے ہیں۔

القرآن......**فان اللہ ھو مولہ وجبریل و صالح المومنین والملئکۃ بعد ذالک ظھیرا** (سورۂ تحریم، آیت 4، پارہ 28)

ترجمہ: بے شک اللہ، جبریل، نیک مومنین اور تمام فرشتے مددگار ہیں۔

اس آیت میں مولا کا لفظ مددگار کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

القرآن: **انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین** (سورۂ بقرہ، آیت 286، پارہ 3)

ترجمہ: اے اللہ تو مددگار ہے، ہمیں کافروں پر مدد ونصرت فرما۔

اس آیت میں بھی مولا کا لفظ مددگار کے لئے بیان کیا گیا ہے۔تو ''**من کنت مولاہ فعلی مولا**'' کا معنی یہی معتبر ہوگا کہ جس کا میں والی، مددگار اور دوست ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے والی، مددگار اور دوست ہیں۔

دلیل...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سینکڑوں احادیث واضح موجود ہیں جس میں خلافت کا ذکر ہے مگر مولا والی حدیث میں کہیں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واضح ذکر نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: حدیث شریف میں ہے کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو، لہٰذا جس طرح ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں؟

جواب: بخاری شریف کی حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

الحدیث......**اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی**

ترجمہ (سرکار اعظم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ) تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ علیہ السلام، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (بخاری شریف، مسلم شریف)

دلیل...... اس حدیث پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر ہے تو صرف یہ کہ سرکار اعظم ﷺ نے انہیں اہل بیت کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا تھا تو اس کا سبب ایک تو قرابت و رشتہ داری تھا اور دوسرا یہ کہ اہلبیت کی حفاظت و نگہبانی کا اہم فریضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ادا کر سکتے ہیں۔

دلیل...... حضرت ہارون رضی اللہ عنہ کی خلافت تو عارضی تھی کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وصال فرما چکے تھے پھر اگر خلافت مولا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی جائے تو کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔

دلیل...... سرکار اعظم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام تھے، اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح دین حق کو پھیلانے میں حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد کی، اسی طرح تم نے بھی اسلام کی تبلیغ میں میری مدد کی ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنا

1......شیعہ حضرات کے علامہ طبرسی تحریر کرتے ہیں کہ "**ثم قام و تهيأ للصلوٰة و حضر المسجد و صلی خلف ابی بکر**" پھر (حضرت علی) اٹھے اور نماز کا ارادہ فرمایا اور مسجد میں تشریف لائے پھر حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز ادا فرمائی (الاحتجاج طبرسی جلد اول، ص **126**، سطر **4** مطبوعہ ایران)

2......ملا باقر مجلسی نے بھی حضرت علی کا حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھنا لکھا ہے۔ جلاء العیون مترجم کی عبارت ملاحظہ

ہو۔ جناب امیر (علیہ السلام) نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لائے۔ خالد بن ولید بھی پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ اس وقت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے (جلاء العیون اردو جلد اول، ص 213، سطر 20-21، مطبوعہ لاہور)

سوال نمبر 5: کیا پیغمبر علیہ السلام جناب علی (رضی اللہ عنہ) کی خلافت تحریر فرمانا چاہتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کاغذ، قلم و دوات طلب فرمائی تو انہوں نے نہ دی بلکہ یہ کہا کہ رسول پاک ﷺ ہذیان کہتا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی غلطی کی؟

جواب: جھوٹوں پر خدا کی لعنت، آپ کی پہلی ہی غلط ہے۔ اہل اسلام میں کی کتب میں اس کے برعکس لکھا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اپنے مرض الموت میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت تحریر فرما گئے تھے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص 555 پر واضح الفاظ موجود ہیں نیز اس طعن کرنے سے اتنا پتہ چل گیا کہ غدیر خم کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ مقرر نہیں ہوئے تھے اور عید غدیر منا کر شیعہ لوگ خواہ مخواہ بدنام ہو رہے ہیں۔ آپ کا یہ دعویٰ پیغمبر علیہ السلام نے کاغذ، قلم، دوات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے طلب فرمائی تو یہ بھی جھوٹ ہے بلکہ آپ نے جمیع حاضرین سے (جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور گھر کی خواتین وغیرہ بھی شامل ہیں) کاغذ، قلم، دوات طلب فرمایا۔ جیسا کہ بخاری شریف کتاب الجزیۃ باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب، ص 426، رقم الحدیث 2932 میں ہے)

فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتاباً

یعنی حضرت اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کتف لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد تم راہ حق کو نہ گم کرو۔

غور فرمایئے۔ حدیث میں "ائتونی" صیغہ جمع مذکر مخاطب بول کر پیغمبر علیہ السلام جمیع حاضرین سے کتف طلب فرما رہے ہیں، نہ کہ فقط حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے طلب ہی کیوں فرماتے جبکہ وہ ان کا گھر ہی نہ تھا کہ جس میں قلم دوات طلب کی گئی بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد 1 ص 382 پر ہے اور پھر اگر قریب تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر لہذا اگر خاص طور پر فرماتے تو ان سے کہ جن کا گھر قریب تھا۔ (تمام شیعہ متفق ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھر مدینہ شریف کے آخری کونہ پر تھا) بہرحال نقل و عقل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

پیغمبر علیہ السلام نے قلم، دوات طلب نہیں فرمائی۔

2......آپ اس کا کیا جواب دیں گے کہ حضور اکرم ﷺ اس واقعہ کے تین دن بعد تک حیات رہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے باوجود بھی ان کی تعمیل حکم نہ کر سکے اور بقول شیعہ خلافت بھی اُنہی کی تحریر ہونی تھی اور ادھر حکم رسول بھی تھا۔ لہذا اگر باقی سب صحابہ مخالف تھے تو ان پر لازم تھا کہ چھپے یا ظاہر ضرور لکھوا لیتے تا کہ بعد میں یہی تحریر پیش کر کے خلیفہ بلا فصل بن جاتے مگر یہ سب کچھ نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ تو تحریر ہی سرے سے ضروری نہ تھی بلکہ ایک امتحانی پرچہ تھا کہ جس میں حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق فرمایا ورنہ آپ پر حق اور وحی چھپانے کا الزام عائد ہوگا، حالانکہ جماعت انبیاء اس سے بالاتر ہے۔

3......اگر یہ ضروری تحریر تھی یا وحی الٰہی تھی اور کاغذ دوات نہ لانے والا خواہ مخواہ ہی مجرم ہوا تو اس جرم کے اولاً مرتکب اہل بیت قرار پاتے۔ اس لئے کہ وہ ہر وقت گھر میں رہتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کا گھر باقی صحابہ کی نسبت قریب تھا اور اگر وہ مجرم نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجرم نہیں۔ لہذا شیعوں کا یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کاغذ اور دوات حضور ﷺ نے طلب فرمائی، باطل ہوا۔

سوال نمبر 6: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (العیاذ باللہ) حضور اکرم ﷺ کی طرف ہذیان کی نسبت کی؟

جواب: یہ بھی جھوٹ اور افتراء ہے بلکہ بخاری شریف کتاب الجزیۃ، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب، ص 426، رقم الحدیث 2932 پر یوں موجود ہے۔

فقالوا ماله اهجر استفهموه

یعنی حاضرین نے کہا کہ حضور ﷺ کا کیا حال ہے۔ کیا آپ ﷺ دنیا سے ہجرت فرمانے لگے ہیں۔ آپ سے دریافت تو کر لو۔

اور عبارت میں "قالوا" بصیغہ جمع مذکر غائب موجود ہے لہذا پہلی جہالت تو شیعوں کی یہ ہوئی کہ صیغہ جمع سے ایک شخص واحد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مراد لے لیا۔ دوسری جہالت یہ کہ "ہجر" کا معنی برخلاف عربیت بلکہ برخلاف سباق وسیاق ہذیان لکھ مارا حالانکہ "ہجر" بمعنی ہذیان کیا جائے تو آگے "**استفهموه**" کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کیونکہ شیعوں کے ماسویٰ کوئی عقلمند بھی نہیں ملے گا کہ پہلے کسی کو مخبوط الحواس اور مجنون سمجھ لے اور پھر اس سے اس کے ہذیان کا مطلب پوچھنے لگے، بہر حال

صیغہ "استفهموه" نے بتا دیا کہ "اہجر" کے معنی وہی دار دنیا سے جدا ہونے کا ہی ہے، نہ کچھ اور......

2......اگر "ہجر" بمعنی ہذیان بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی مفید نہیں کیونکہ "اہجر" میں ہمزہ استفہام انکاری موجود ہے کہ جس سے نفی ہذیان مفہوم ہو رہا ہے معنی یہ ہوگا کہ کیا حضور ﷺ کوئی ہذیان فرما رہے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ہوش سے فرما رہے ہیں ذرا دریافت تو کرلو بہرکیف حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ویسے ہی اس مقولہ کے قائل نہ تھے، باقی رہے قائلین تو چونکہ "ہجر" بمعنی ہذیان ثابت نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو بوجہ ہمزہ استفہام منفی ہوگیا لہذا وہ بھی اس سے بری ہوگئے۔

سوال نمبر 7: اگر یہی بات ہے تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "حسبنا کتاب اللہ" کیوں کہا؟

جواب: اول تو اکثر روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ ہی نہیں شمار ہوا۔

2......حضرت عمر رضی اللہ عنہ بخوبی جانتے تھے کہ اللہ کا دین اور قرآن پاک کا نزول مکمل ہو چکا ہے کہ جس پر "الیوم اکملت لکم دینکم" شاہد ہے پس آپ نے گمان کیا کہ حضور ﷺ کا یہ حکم وحی الٰہی کی وجہ سے نہیں اور وجوب نہیں بلکہ بطور مشورہ ہے تو آپ نے بطور مصلحت اور مشورہ عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تحریر قرطاس کی تکلیف نہ فرمائیں۔ کتاب اللہ کو ہمارے لئے کافی سمجھیں جس پر حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موافقت ظاہر فرمائی اور تحریر قرطاس پر زور دینے والوں کو ڈانٹ دیا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب الجہاد والسیر، باب ہل یستشفع الی اہل الذمۃ ومعاملتہم، جلد 10، ص 268، رقم الحدیث 2825 پر ہے۔ **دعونی فالذی انا فیه خیر مما تدعونی الیه** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کلام میں قرآن کو مسلمان کے لئے کافی ہونا کا بیان کیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہج البلاغہ جلد 3 ص 57 پر ہے "**واللہ واللہ فی القرآن**" نیز کتاب مذکور جلد 2 ص 27 پر ہے "**فاوصیک بالاعتصام بحبله**" اور جلد 2 ص 22 پر ہے "**ومن اتخذ قوله دلیلا هدی**" دیکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہدایت کے لئے قرآن کو کافی قرار دیا۔ لہذا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے انکار بالسنۃ لازم نہیں آتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے لازم کیوں آئے گا؟ اگر بر بنائے نیتی و مصلحت مشورہ دینا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہرگز نہیں ہے۔

جنگ حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے علی اسے مٹائیے (لفظ "رسول اللہ" کے بارے میں) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ السلام کو صاف جواب دیا کہ میں اسے ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ الفاظ اپنے ہاتھ مبارک سے مٹا دیئے۔ اگر اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نافرمان نہیں کہا جا سکتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہ

کہا جائے کیونکہ بربنائے مصلحت وحکمت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم نبوی کی خلاف ورزی کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلاف ورزی کی ہے، نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلکہ وہی ہوا جو رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے۔

فضائل عمر از لسان حیدر رضی اللہ عنہ

شیعہ صاحبان خواہ مخواہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ جبکہ ان کی کتابوں میں مذکورہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان فرمائے۔ جب خلیفہ ثانی عمر رضی اللہ عنہ نے روم پر چڑھائی کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ نواحِ اسلام کو غلبہ دین سے بچانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ ہی کفیل ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے انہیں اس وقت فتح دی جب ان کی تعداد نہایت قلیل تھی اور کسی طرح فتح نہیں پاسکتے تھے۔ انہیں اس وقت مغلوب ہونے سے روک رہا ہے جب یہ کسی طرح روکے نہیں جاسکتے اور وہ خداوند عالم حی لا یموت ہے۔ اب اگر تو خود دشمن کی طرح کوچ کرے اور تکلیف اٹھائے تو پھر یہ سمجھ۔ لے کہ مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاؤ تک پناہ نہ ملے گی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہوگا جس کی طرف وہ رجوع کریں لہذا تو دشمن کی طرف اس شخص کو بھیج جو کارآزمودہ ہو اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کرو جو جنگ کی سختیوں کے متحمل ہوں اور اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں۔ اب اگر خدا غلبہ نصیب کرے گا تب تو وہ چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے

(نیرنگ فصاحت، ص 19)

ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عربی کلام کا ترجمہ شیعہ حضرات کی کتاب "نیرنگ فصاحت" سے لیا ہے تا کہ ان کو یہ عذر نہ ہو کہ ترجمہ میں دست اندازی کی گئی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس کلام سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے ہیں۔

1...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پورا اعتماد تھا۔ ہر معاملہ میں ان سے مشورہ لیا جاتا ورنہ یہ مُسلّم ہے کہ کوئی شخص اپنے دشمن سے اس طرح کا مشورہ ہرگز نہیں لیا کرتا۔

2...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا ملجا و ماوا سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اس مہم میں بذات خود معرکہ کارزار میں جائیں۔ اگر خدانخواستہ باہمی کدورت ہوتی تو یہ مشورہ دیتے کہ آپ خود لڑائی میں جائیں تا کہ ان کا کام تمام ہو اور آپ کے لئے جگہ خالی ہو۔ اس بات سے ظاہر ہوا کہ

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صادق دوست تھے۔

3......حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کامیابی کو کامیابی اسلام تصور کرتے تھے۔ اس لئے ان کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارا اور مسلمانوں کا خود حامی و ناصر ہے۔ جب مسلمان تھوڑے تھے اس وقت بھی ان کی حفاظت فرمائی اور اب تو بفضل خدا مسلمانوں کی تعداد کثیر ہے۔ پھر اس کی تائید و نصرت پر کیوں نہ بھروسہ کیا جائے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے کلام سے یار لوگوں کی اس من گھڑت بات کی بھی تردید ہوتی ہے کہ بعد از وصال رسول اللہ ﷺ صرف تین چار مسلمان ہی رہ گئے تھے۔ ایسا ہوتا تو آپ یوں فرماتے۔ پہلے مسلمانوں کی تعداد کثیر تھی، اب گنتی کے چند آدمی رہ گئے ہیں۔ ان کی اس مہم پر بھیجو تو فتح ہوگی ورنہ شکست۔

سوال نمبر 8: حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہما، حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضور ﷺ کے جسم مبارک کو چھوڑ کر خلافت کے چکر میں پڑ گئے تھے جس سے تدفین میں تین دن تاخیر ہوئی؟

جواب: جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو نفاق نے سر اٹھایا، عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے۔ منکرین زکوٰۃ کا مسئلہ درپیش آ گیا اور انصار نے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔ اتنی مشکلیں جمع ہو گئیں کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ پہاڑ پر بھی پڑتیں تو وہ بھی اس وزن کو برداشت نہ کر سکتا۔ لیکن اللہ اکبر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکمت عملی سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک لمحہ بھی حضور ﷺ سے جدا نہیں رہ سکتے تھے۔ آج وہ غم سے نڈھال ہیں۔ ان سب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حوصلہ دیا۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ کی تدفین میں تاخیر ہوئی۔

☆......حضور اقدس ﷺ کا جنازہ انور اگر قیامت تک کھلا رہتا تو اصلاً کوئی خلل واقع نہ ہوتا کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ قرآن گواہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انتقال کے بعد کھڑے رہے۔ سال بعد دفن ہو گئے مگر نورانیت میں فرق نہ آیا تو جو رسول، حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھی امام ہوں، ان کا جسم مبارک کیسے بگڑ سکتا ہے۔

☆......حضور ﷺ کا جنازہ انور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں تھا۔ جہاں اب مزار مبارک ہے۔ اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس صلوٰۃ وسلام سے مشرف ہونا تھا۔ ایک

جماعت آتی اور درود وسلام پڑھتی اور باہر چلی جاتی۔ پھر دوسری جماعت آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں یہ سلسلہ ختم ہوتا تو جنازہ مبارک یوں ہی نور سے جگمگا تا رہتا۔ اسی صلوٰۃ وسلام کی وجہ سے تاخیر ضروری تھی۔

☆......اگر کسی بد باطن کے نزدیک یہ تاخیر لالچ کے سبب تھی تو سب سے بڑا الزام تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہے۔ وہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام تو ویسے ہی گھر والوں کے ذمے ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن بیٹھے رہے، یہ تدفین فرما دیتے۔ معلوم ہوا کہ یہ الزام غلط ہے کیونکہ جنازہ انور کی تدفین میں تاخیر دینی مصلحت تھی۔ جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق تھا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی رسول پاک ﷺ کے جنازہ میں شرکت

شیعہ حضرات الزام لگاتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول پاک ﷺ کے جنازہ میں شرکت نہیں کی جبکہ ان کی اپنی ہی کتاب ''الاحتجاج طبرسی'' میں ہے:

لم یبق من المهاجرین والانصار الا صلی علیه

مہاجرین اور انصار میں کوئی باقی نہ رہا جس نے رسول اللہ ﷺ کے جنازہ میں شرکت نہ کی ہو (الاحتجاج طبرسی، جلد اول، ص 106، سطر 6-7، مطبوعہ ایران)

محترم حضرات! حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم مہاجرین میں سے تھے لہٰذا شیعہ حضرات کی کتاب سے سرور کونین ﷺ کے جنازے میں ان کی شرکت ثابت ہوگئی۔

سوال نمبر 9: حضور ﷺ کے وصال کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو انہوں نے سیدہ کو باغ فدک دینے سے صاف انکار کر دیا جس پر سیدہ ناراض ہوگئیں اور مرتے دم تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہ بولیں۔ حتی کہ یہ وصیت کر گئیں کہ میرے جنازہ میں ابوبکر شریک نہ ہوں۔ چنانچہ بوقت وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے ابوبکر کو اطلاع بھی نہ دی اور راتوں رات سیدہ کو دفن کر دیا۔ دیکھو ابوبکر نے جگر پارۂ رسول کو ناراض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اذیت سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے تو ابوبکر نے فقط فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غضب ناک نہیں کیا بلکہ پیغمبر خدا ﷺ کو غضبناک کیا اور اغضاب النبی علی حد الشرک (خلاصہ از کتاب سواء السبیل ص 159، مصنف محمد مہدی شیعہ عالم)

جواب: آپ نے شیعہ مولوی کی تحریر پڑھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشرک تک کہہ دیا (معاذ اللہ) اس پوری تحریر میں صرف اتنی بات صحیح ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آقا ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں اپنے آقا ﷺ کی حدیث شریف سیدہ کو سنائی۔

حدیث شریف: حضرت عروہ بن زبیر نے نبی پاک ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول پاک ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے پیغام بھیجا۔ ان سے رسول اللہ ﷺ کی میراث کا مطالبہ کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مدینہ منورہ اور فدک میں عطا فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس سے باقی تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں، وہ صدقہ ہے مال سے آل محمد ﷺ کھاتے ہیں اور خدا کی قسم میں رسول پاک ﷺ کے صدقہ میں ذرا سی تبدیلی بھی نہیں کروں گا اور اسی حال میں رکھوں گا جس حال میں وہ رسول پاک ﷺ کے عہد مبارک میں تھا اور میں اس میں عمل نہیں کروں گا مگر اسی طرح جیسے رسول پاک ﷺ کیا کرتے تھے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے انکار کر دیا (ابوداؤد جلد دوم، کتاب الخراج، حدیث 1194، ص 455، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

فائدہ: یہ ناراضگی اور جنازہ میں عدم شرکت کا قصہ صرف اس لئے بنایا گیا ہے کہ شیعوں کے زعم باطل کے مطابق حضرت فاطمہ فدک کی وجہ سے آپ سے ناراض تھیں، کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ سیدہ فاطمہ حضرت ابوبکر سے راضی تھیں تو شیعوں کے لئے طعن کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اس لئے ہم فریقین کی کتب سے سیدہ فاطمہ کا حضرت ابوبکر سے راضی

ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

شیعوں کی معتبر اور مشہور ترین کتاب شرح نہج البلاغہ ابن مسیم بحرانی جز35 ص543 میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے جب سیدہ کا کلام سنا تو حمد کی درود پڑھا اور پھر حضرت فاطمہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے افضل عورتوں میں اور بیٹی اس ذات مقدس کی جو سب سے افضل ہے۔ میں نے رسول کی رائے سے تجاوز نہیں کیا۔ اور نہیں عمل کیا میں نے، مگر رسول کے حکم پر۔ بے شک تم نے گفتگو کی اور بات بڑھا دی اور سختی اور ناراضگی کی۔ اب اللہ معاف کرے ہمارے لئے اور تمہارے لئے۔ اور میں نے رسول کے ہتھیار اور سواری کے جانور علی کو دے دیئے لیکن جو کچھ اس کے سوا ہے اس میں، میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

انا معاشر الانبیاء لا نورث ذهباً ولا فضة ولا ارضاً ولا عقاراً ولا داراً ولكنا نورث الايمان والحكمة والعلم والسنة وعملت بما امرني ونصحت

ہم جماعت انبیاء نہ سونے کی میراث دیتے ہیں نہ چاندنی کی، نہ زمین کی، نہ کھیتی کی اور نہ مکان کی میراث دیتے ہیں لیکن ہم میراث دیتے ہیں ایمان اور حکمت اور علم اور سنت کی اور عمل کیا میں نے اس پر جو مجھے حکم کیا تھا (رسول نے) اور میں نے نیک نیتی کی۔

اس کے بعد یہ ہے کہ حضرت فاطمہ نے یہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے فدک کو ہبہ کر دیا تھا جس پر انہوں نے علی اور ام ایمن کو گواہ پیش کیا۔ جنہوں نے گواہی دی پھر عمر آئے۔ انہوں نے اور عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ گواہی دی کہ حضور فدک کی آمدنی تقسیم فرما دیتے تھے۔ اس پر حضرت صدیق اکبر نے فرمایا۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل فيه في سبيل الله ولك على الله ان اصنع بها كما كان يصنع فرضيت بذلك واخذت العهد عليه به و كان ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها ما يكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده ذلك (شرح مسیم، مطبوعہ ایران، ج35)

تم سب سچے ہو۔ مگر اس کا تصفیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فدک کی آمدنی سے تمہارے گزارے کے لئے رکھ لیتے تھے، اور باقی جو بچتا تھا اس کو تقسیم فرما دیتے تھے اور اللہ کی راہ میں اس میں سے اٹھا لیتے تھے اور میں تمہارے لئے اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فدک میں وہی کروں گا جو رسول کرتے تھے تو اس پر فاطمہ راضی ہو گئیں اور فدک میں اسی پر عمل کرنے کو ابوبکر سے عہد لے لیا اور ابوبکر فدک کی پیداوار کر لیتے تھے اور جتنا اہل بیت کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے اور پھر ابوبکر کے بعد اور خلفاء نے بھی اسی طرح کیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت سیدہ کی رضامندی والی یہ روایت صرف ابن میثم ہی نے نہیں بلکہ متعدد علمائے شیعہ نے اپنی کتابوں میں ذکر کی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

1......درنجیفہ شرح نہج البلاغہ مطبوعہ طہران ص332

2......حدیدی شرح نہج البلاغہ جلد دوم، جز16، ص296

3......سید علی نقی فیض الاسلام کی تصنیف فارسی شرح نہج البلاغہ، جز5، ص960

رضامندی کی اس روایت سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے۔

اول: فدک کے متعلق حضور ﷺ کے طرز عمل اور صدیق اکبر کے طرز عمل میں کوئی تفاوت نہیں تھا۔

دوم: حضرت فاطمہ صدیق اکبر سے راضی تھیں اور صدیقی طرز عمل آپ کو پسند تھا۔

قارئین کرام! اللہ انصاف کیجئے! اس روایت سے جو شیعوں کی معتبر مذہبی کتاب کی ہے بالکل واضح طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ سیدہ فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا قضیہ فدک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کے اس فیصلہ سے جو انہوں نے حدیث رسول کے ماتحت کیا راضی ہو گئیں اور سیدہ نے اس امر کا حضرت ابوبکر سے عہد بھی لے لیا کہ ابوبکر فدک کی آمدنی سے اہل بیت کے اخراجات پورے کریں گے۔ ایسی صاف وصریح رضامندی کے بعد بھی شیعہ حضرات جناب صدیق اکبر پر زبانِ طعن دراز کریں تو اس کا علاج واقعی کچھ نہیں ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ سیدہ کے راضی ہو جانے کے بعد کسی محبِ اہل بیت کے لئے تو یہ گنجائش باقی نہیں رہتی کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کر سکے۔ البتہ ناانصافی سے کام لینا دوسری بات ہے۔

سوم: اہل بیت کے اخراجات تمام عمر حضرت صدیق اکبر فدک کی آمدنی سے پورے کرتے رہے اور سیدہ اپنے اخراجات حضرت صدیق اکبر سے وصول کرتی رہیں اور صدیق اکبر کے طرز عمل کو سراہتی رہیں۔

چہارم: نہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلکہ تینوں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے رہے اور انہوں نے فدک میں وہ طرز عمل اختیار کیا جو حضور علیہ السلام اور ان کے بعد صدیق کبر نے اختیار کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی سیدہ راضی تھیں

شیعوں کی مشہور مذہبی کتاب حق الیقین مطبوعہ ایران کے ص71 پر ہے۔

کہ چوں علی وزبیر بیعت کردوند او یں فتنہ فرونشست، ابوبکر آمدہ شفاعت از برائے عمر ف فاطمہ از و راضی شد

پھر جب حضرت علی وزبیر نے بیعت کرلی تو حضرت ابوبکر آئے اور حضرت عمر کے متعلق سفارش کی تو حضرت فاطمہ عمر

سے بھی راضی ہوگئیں۔

اسی طرح طبقات ابن سعد جلد 8 مطبوعہ ایران کے ص 17 پر ہے۔

جاء ابوبکر الی فاطمة حین مرضت فاستا دن فقال علی هذا ابوبکر علی الباب فان شئت ان تاذنی له قالت و ذلک احب الیک قال نعم فدخل علیها واعتذر الیها و کلمها ورضیت عنه

حضرت ابوبکر فاطمہ کے پاس آئے جبکہ وہ بیمار تھیں۔انہوں نے اجازت چاہی تو حضرت علی نے کہا ابوبکر دروازہ پر ہیں اگر تم چاہو تو ان کی اجازت دے دو۔حضرت فاطمہ نے کہا کہ تم (علی) اس کو محبوب رکھتے ہو۔علی نے فرمایا۔ہاں پس حضرت ابوبکر داخل ہوئے عذر کیا اور فاطمہ حضرت ابوبکر سے راضی ہوگئیں۔

روایات فریقین سے ظاہر ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بوقت وفات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی تھیں اور کسی قسم کی کبیدگی ان کے درمیان نہ تھی۔

حضرت سیدہ کی نماز جنازہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شرکت

شیعہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر سیدہ فاطمہ کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ سیدہ نے وصیت کردی تھی کہ ابوبکر میرے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔اس کے جواب میں پہلے تو ہم ایک اصولی بات کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ کے جنازہ میں کسی شخص کا بالخصوص شریک ہونا نہ فرض تھا اور نہ واجب۔اور اگر بالفرض شیعہ ہر فرد کی شرکت فرض سمجھتے ہیں اور عدم شرکت کو منافی اسلام سمجھ کر شریک نہ ہونے والوں پر زبان طعن دراز کرتے ہیں تو ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ ان کی مستند روایات کے مطابق صرف سات آدمیوں نے حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھی۔چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب جلاء العیون میں کلینی سے روایت ہے۔

از حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ روایت کردہ است کہ ہفت کس بر جنازۂ حضرت فاطمہ نماز کردند، ابوذر سلمان، حذیفہ، عبداللہ بن مسعود و مقداد و من امام ایشاں بودم (جلاء العیون)

حضرت امیر المومنین علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔صرف سات آدمیوں نے فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھی جن کے نام یہ ہیں۔ابوذر، سلمان، حذیفہ، عبداللہ بن مسعود، مقداد اور میں ان کا امام تھا۔

جلاء العیون کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف سات افراد نے سیدہ فاطمہ کے نماز جنازہ میں شرکت کی جن کے نام اوپر مذکور ہیں اور مندرجہ ذیل افراد نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔مثلاً حضرت امام حسن اور حسین، عبداللہ بن عباس، عقیل بن ابی طالب برادر حقیقی حضرت علی، ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، سہل بن حنیف، بلال، صہیب، براء بن

عاذب، ابورافع، یہ بارہ افراد ہیں جن کو شیعہ بھی مانتے ہیں اور ان کی جلالت قدر کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو حیات القلوب، رجال کشی، رجال نجاشی......

تو اب سوال یہ ہے کہ اگر بالفرض حضرت ابوبکر صدیق سیدہ فاطمہ کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور یہ بھی فرض کر لیجئے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سیدہ ان سے ناراض تھیں تو شیعہ ان بارہ حضرات کے متعلق کیا کہیں گے۔ یہ بھی تو سیدہ کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ کیا ان سے بھی سیدہ ناراض تھیں اور کیا سیدہ فاطمہ نے یہ وصیت بھی کر دی تھی کہ میرے نماز جنازہ میں حسن و حسین بھی شریک نہ ہوں، جو ان کے لاڈلے بیٹے تھے؟

حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کی شرکت یا عدم شرکت کو ناراضگی یا رضامندی کی بنیاد بنانا ہی غلط ہے اور اگر اسی اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر حضرت حسن، حسین، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر افراد کے متعلق بھی یہ کہنا پڑے گا کہ ان سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض تھیں۔ کیونکہ جلاء العیون کی روایت کے مطابق یہ حضرات بھی سیدہ کے جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ پس ثابت ہوا کہ اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ بھی جائے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سیدہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تو اس کو حضرت ابوبکر صدیق سے سیدہ کی ناراضگی کی دلیل بنانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

اس کے علاوہ شیعوں کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو جناب سیدہ کی خدمت کے لئے چھوڑ دیا تھا اور حضرت اسماء سیدہ کی تیمارداری کی تمام خدمات انجام دیتی تھیں اور شبانہ روز ان کے گھر میں مقیم تھیں۔ حضرت فاطمہ نے بوقت وفات انہیں غسل دینے، کفن پہنانے اور جنازہ تیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اس کے ثبوت کے لئے کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ واقعات شیعوں کی ہر اس کتاب میں مذکور ہیں جس میں حضرت فاطمہ کی وفات اور تجہیز و تکفین کے واقعات درج ہیں۔ جیسے جلاء العیون، ناسخ التواریخ وغیرہ...... نہ صرف یہ بلکہ کتب شیعہ میں یہ بھی تصریح ہے کہ جب حضرت فاطمہ کو یہ خیال ہوا کہ کپڑے سے عورتوں کا پردہ اچھی طرح نہیں ہوتا ہے تو گہوارہ کا مشورہ حضرت ابوبکر کی زوجہ محترمہ ہی نے دیا تھا اور یہ بیان کیا تھا کہ حبشہ میں انہوں نے یہ صورت دیکھی ہے کہ جنازہ پر لکڑیاں باندھ کر گہوارہ بناتے ہیں۔ چنانچہ اسی صورت گہوارہ کو جناب سیدہ نے پسند کیا اور حضرت ابوبکر کی زوجہ محترمہ نے موافق وصیت جناب سیدہ ان کے غسل و تجہیز و تکفین میں شریک ہوئیں۔ اس سچے تاریخی واقعہ سے جو شیعوں کی تمام کتب میں موجود ہے۔ مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

اول: اگر جناب سیدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوتیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کبھی ان کی زوجہ محترمہ سے خدمت لینا پسند نہ کرتیں اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کو یہ اجازت دیتے کہ وہ شبانہ روز سیدہ کے گھر مقیم

رہیں اوران کی تیمارداری میں مشغول ومصروف رہیں۔

دوم: بالکل وضاحت سے ثابت ہوا کہ جناب سیدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطعاً راضی تھیں اوراسی سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کواپنی زوجہ محترمہ سے سیدہ کے حالات معلوم ہوجاتے تھے۔ یاوہ خوداپنی زوجہ سے پوچھ لیتے تھے۔ یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ وفات کی اطلاع خصوصی طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ جب ان کی زوجہ محترمہ سیدہ کی تیمارداری میں مصروف تھیں تو حضرت ابوبکر کوایک ایک پل کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہوں گے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے مشکوٰۃ کی جلدآخر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ گہوارہ کی خبر پاکرابوبکر رضی اللہ عنہ یہ پوچھنے آئے کہ یہ نئی چیز کیوں بنائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے ان کو سمجھادیا کہ جناب سیدہ نے اس کی وصیت کی تھی اور گہوارہ کو پسند کیا تھا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر خاموش ہوگئے۔ ان مذکورہ بالا امور سے واضح ہوگیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بوقت وفات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بالکل راضی تھیں۔ لہذا جنازہ میں ابوبکر کی عدم شرکت بالکل خلافِ عقل دعویٰ معلوم ہوتا ہے۔ مذکورہ بالاعبارات سے تو اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سیدہ کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے۔

حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی

چنانچہ بخاری یاصحاح ستہ کی کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کی نماز میں شریک نہ تھے۔ بلکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکرنماز جنازہ کے امام تھے۔ طبقات ابن سعد میں امام شعبی وامام نخعی سے دوروایتیں مروی ہیں۔

1. عن الشعبی قال صلی علیها ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه (2) عن ابراهیم قال صلی ابوبکر الصدیق علی فاطمة بنت رسول الله و کبر علیها اربعاً

امام شعبی وابراہیم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت حضوراکرم ﷺ کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے نماز جنازہ میں چارتکبیریں کہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سات گاؤں تھے

یہاں یہ امربھی قابل ذکر ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس فدک کے علاوہ بھی حضور ﷺ کے عطا کردہ سات گاؤں تھے جن کے نام یہ ہیں

دلال عفاف، حسنی، صافیہ، مالام ابراہیم، معبیت، برقہ، چنانچہ فروغ کافی کی جلد ثالث میں ہے کہ احمد بن محمد نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ان سات باغوں کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ میراث نہ تھے بلکہ وقف تھے۔

1۔ لانها كانت وقفا و كان رسول الله ياخذ اليه منهاما ينفق على اضيبفه 2۔فلما قبض جاء العباس يخاصم فاطمة فيها فشهد على عليه السلام وغيره انها وقف على فاطمة عليها السلام

اور رسول اللہ ﷺ اس میں سے اس قدر لے لیتے تھے جو مہمانوں کے خرچ کو کافی ہو۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو عباس ان کی بابت حضرت فاطمہ سے جھگڑے تو حضرت علی اور دوسروں نے اس بات کی گواہی دی کہ یہ وقف ہیں فاطمہ پر

فروغ کافی جو شیعہ مذہب کی مشہور کتاب ہے، اس کی اس روایت سے مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

1......سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس فدک کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کے عطا کردہ سات گاؤں تھے۔ مگر یہ وقف تھے اور حضور اکرم ﷺ مہمانوں کے لئے ان کی آمدنی سے کچھ لے لیا کرتے تھے۔

2......حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان میں میراث کا جھگڑا کیا تو جناب سیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گواہی پر ان کو یہ ہی جواب دیا کہ یہ تو وقف ہیں اور ان میں میراث جاری نہیں ہوگی۔ پس جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان پر ان سات باغوں میں میراث جاری نہ ہوئی اور سیدہ نے ان میں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ایک حبّہ بھی نہ دیا تو اسی طرح اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول کو نقل کر کے یہ فرمایا کہ فدک میں میراث جاری نہیں ہو سکتی تو کون سا ظلم کیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ کی حدیث سنا دی کہ انبیاء کے مال میں میراث نہیں ہوتی اور جو مال وہ چھوڑ دیں وہ صدقہ ہے، پھر حضرت ابوبکر پر کیا طعن ہے۔ کیا ان کی حدیث پر عمل کرنا واجب تھا۔ پس اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مال وقف سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو میراث نہ دے کر کوئی جرم نہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی حدیث پر عمل کر کے کوئی جرم نہیں کیا۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بغض وعناد کی وجہ سے میراث کی نفی نہیں کی تھی۔ ایسا ہوتا تو آپ ازواج مطہرات اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے چچا تھے، خصوصا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو ان کی بیٹی تھیں، ان کو میراث دے دیتے۔ کیونکہ ان سے آپ کو کوئی بغض نہ تھا۔ ثانیاً اگر خلفاء کا فیصلہ غلط تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں میراث جاری فرما دیتے۔ مگر جناب امیر نے خود فدک میں وہی عمل کیا جو خلفاء نے کیا تھا۔ اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ صحیح تھا اور جناب امیر بھی اس کو صحیح سمجھتے تھے۔ اگر وہ غلط ہوتا تو جناب امیر اپنے زمانہ

میں ضرور اس میں میراث جاری کرتے۔ ثالثاً اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سیدہ کے بغض وعناد کی وجہ سے کیا تھا تو پھر آپ نے ساری جائیداد سیدہ کے حضور کیوں پیش کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنی جائیداد کو جناب سیدہ کے حضور نہایت التجاء کے ساتھ پیش کرنا اس امر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سیدہ سے کسی قسم کا عناد نہ تھا اور میراث حضور اکرم ﷺ کی حدیث کی بناء پر آپ نے منع کیا تھا۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حق الیقین میں ہے کہ جناب سیدہ مطالبہ فدک کا پڑھ چکیں تو خلیفہ اول نے بہت سے مناقب جناب سیدہ کے بیان کئے اور بہت معذرت کے بعد یہ کہا۔

داموال واحوال خودرا از تو مضائقہ نے کنم آنچہ خواہی بگیر تو سیدہ امت پدر خودی وشجر طیبہ از برائے فرزندان خود انکار ......تو کسے نمے تواند کرد وحکم تو نافذ است در اموال من، اما در اموال مسلماناں مخالفت گفتہ پدر تو نمیتوانم کرد (حق الیقین ملا مجلسی ص231)

اور میرے جملہ اموال واحوال میں تمہیں اختیار ہے۔ آپ جو کچھ چاہیں بلا تامل لے سکتی ہیں۔ آپ سید عالم ﷺ کی امت کی سردار ہیں اور اپنے فرزندوں کے لئے شجر طیبہ ہیں۔ آپ کی فضیلت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا اور آپ کا حکم میرے تمام مال میں نافذ ہے۔ لیکن مسلمانوں کے مال میں تمہارے والد ماجد ﷺ کے فرمان واجب الایقان کی مخالفت نہیں کرسکتا۔

للہ انصاف کیجئے! سیدنا صدیق اکبر سیدہ فاطمہ کے حضور میں التجا کررہے ہیں کہ میری دولت حاضر ہے تم جو چاہو لے سکتی ہو۔ مجھے کوئی عذر نہیں ہے، تمہارا حکم نافذ ہے۔ تمہارا فضل وشرف مسلّم ہے۔ تمہاری عظمت ورفعت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ میرا مال حاضر ہے مگر اموال مسلمین یعنی فدک، یہ وقف ہے۔ اس میں تمہارے ہی والد محترم ومکرم حضور سید المرسلین ﷺ کے حکم کے مطابق میراث جاری نہیں ہوسکتی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ فدک میں میراث جاری کرکے رسول کے حکم کی کیسے مخالفت کروں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے جو شیعوں کی ہی مذہبی کتب میں مذکور ہے۔ یہ واضح ہوگیا کہ فدک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد موجود تھا۔

ثانیا، حق الیقین کے اس حوالہ سے اس اعتراض کی بھی دھجیاں اڑ گئیں جو شیعوں کے مشہور عالم سید محمد مہدی نے اپنی تصنیف سواء السبیل کے ص165 پر کیا ہے کہ "اگر ابوبکر خطاوار نہ تھے تو انہوں نے معذرت کیوں کی۔ کیا بغیر قصور کئے بھی کوئی معذرت کرتا ہے۔" "آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک"

تو اس کا جواب بھی حق الیقین کے حوالے سے ہوگیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے قصوروار ہونے کی وجہ سے معذرت نہیں کی تھی بلکہ اس لئے کی تھی کہ ان کے دل میں جناب سیدہ کی انتہائی تعظیم وتوقیر تھی اور وہ چاہتے یہ تھے کہ سیدہ

کسی غلط فہمی میں نہ ہوں اور وہ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ میں میراث کی نفی اپنی طرف سے کررہا ہوں۔ اس لئے بار بار وہ اس امر کی وضاحت کرتے تھے کہ میراث کی نفی میں نے تمہارے پدر بزرگوار حضور سید المرسلین ﷺ کے حکم کی بناء پر کی ہے اور عملی طور پر اس کی دلیل یہ پیش فرماتے تھے کہ میرا تمام مال و دولت آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ چاہو تو اس کو قبول کرلو۔

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک تقسیم کیا؟

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تمام کتب تواریخ اس پر شاہد ہیں کہ فدک زمانہ علوی میں بھی اسی طرح رہا جیسے صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی فدک میں وہی طریقہ جاری رکھا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جاری رکھا تھا۔ تو اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں فدک غصب کرلیا تھا تو جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرض تھا کہ وہ فدک کو تقسیم کرتے اور اس وقت جو اس کے وارث موجود تھے، ان کو دے دیتے اور جو ناجائز بات چلی آرہی تھی اور جو ظلم روا رکھا گیا تھا، اس کو اپنے دور خلافت میں ختم کردیتے کیونکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے لئے پانچ امر ضروری ہیں۔

1.....خوب وعظ کہنا

2.....لوگوں کی خیر خواہی میں خوب قوت صرف کرنا

3.....نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا

4.....سزاؤں کے حق داروں کو سزا دینا

5.....حق داروں کو ان کے حقوق واپس لوٹا دینا (نہج البلاغہ مصری، ج1، ص202)

اسی طرح رجال کشی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مذکور ہے

انی اذا بصرت شیئا منکراً او قدت نارا و دعوت قنبراً (رجال کشی ص 199)

جب میں خلاف شریعت کام دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قنبر کو بلاتا ہوں۔

اسی بناء پر آپ نے ان لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ جو آپ کو خدا کہنے لگ گئے تھے پھر فرماتے ہیں

ولا المعطل للسنة فیھلک الامة (نہج البلاغہ ص398)

امام ایسا نہیں ہونا چاہئے جو پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دے، ورنہ امت ہلاک ہوجائے گی۔

لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فدک میں وہی طریقہ جاری رکھا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا یہ اس امر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک فدک میں صدیقی طرز عمل حق و صواب تھا اور علی

مرتضٰی رضی اللہ عنہ صدیقی طرز عمل کو بالکل شریعت اسلامیہ کے مطابق جانتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات کا صدیقی خلافت میں غصب فدک کا قول کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت پر شرمناک حملہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدک غصب کر لیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی یہ الزام قائم ہوگا۔ کہ انہوں نے فدک کو صدیقی خلافت کے دستور پر جاری رکھ کر امامت و خلافت کا حق ادا نہیں کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگر غاصب فدک ثابت ہونگے تو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ غصب کے برقرار رکھنے والے۔ سوچئے کہ غصب کرنے والا زیادہ مجرم ہے یا غصب کو برقرار رکھنے والا۔ اور غاصبوں کے طرز عمل کی حکومت وسلطنت کے باوجود حمایت کرنے والا (معاذ اللہ)

غرضیکہ قضیہ فدک میں جناب علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا طرز عمل دنیائے شیعیت پر بہت بھاری حجت ہے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض ہوگا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بھی حرف آئے گا۔ پس جناب علی مرتضٰی کا اراضی فدک کو اسی دستور پر رکھنا جس پر کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رکھا تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور ان کے طرز عمل کی صحت پر دلیل قاہر ہے۔

اس موقع پر شیعہ یہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ اہل بیت مال مغصوب واپس نہیں لیا کرتے۔ لیکن یہ بات انتہائی لچر ہے۔ مجالس المومنین میں ملا نور اللہ شوشتری نے لکھا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور حکومت میں فدک امام باقر کی تحویل میں دے دیا تھا۔ اگر بزعم شیعہ اہل بیت اشیائے مغصوبہ نہیں لیا کرتے تو امام باقر نے جو شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں، فدک واپس لے کر اپنے آباؤ اجداد کا کیوں خلاف کیا؟ اس کے علاوہ علی مرتضٰی نے خلافت مغصوبہ کو کیوں قبول کیا اور حضرت امام حسین خلافت مغصوب کی خاطر یزید سے کیوں لڑے؟ چونکہ معصومین کا ایک سا حال ہوتا ہے تو اس جواب سے تو شیعوں پر بہت سے اعتراض پڑ جائیں گے۔ اس لئے آپ کو ماننا پڑے گا کہ فدک کو حضرت علی نے اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ ان کے نزدیک صدیق و فاروق کا فیصلہ اور عمل صحیح وصواب تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت علی ضرور اس فرض کو ادا فرماتے اور کسی حالت میں بھی کوتاہی نہ فرماتے۔

سوال 10: اگر نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی تو ازواج مطہرات کی میراث میں حجرے کیوں دیئے تھے؟

جواب: ازواج مطہرات کے پاس جو حجرے تھے، وہ بطور میراث ان کو نہیں ملے تھے بلکہ رسول پاک ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہر زوجہ کو ایک ایک حجرہ بنوا کر ان کے قبضہ میں دے دیا تھا اور ازواج نے رسول پاک ﷺ کی حیات میں ان پر قبضہ بھی کر لیا تھا اور ہبہ مع قبضہ موجب ملکیت ہے جیسا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضور ﷺ نے اس قسم کے گھر بنوا کر ان کی تحویل میں دے دیئے تھے اور ازواج مطہرات اور یہ لوگ ان گھروں کے مالک تھے لہذا یہ حجرے ازواج کو میراث نہیں ملے تھے بلکہ یہ تو ان کی ملکیت تھے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ شیعہ سنی کا اس پر اتفاق ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات نزدیک آئی تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے حجرہ میں دفن کئے جانے کی اجازت مانگی تھی۔ اگر یہ حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت نہ ہوتا تو اجازت مانگنے کی کیا ضرورت تھی؟

قرآن مجید سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ حجرے ازواجِ مطہرات کی ملکیت تھے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ حجرے خود حضور ﷺ نے اپنی حیات میں ازواج کی ملکیت میں دے دیئے تھے۔

القرآن: **وقرن فی بیوتکن** ترجمہ: اے رسول کی بیبیو! اپنے گھروں میں رہو (سورۂ احزاب، آیت 33، پارہ 22)

اگر یہ حجرے ازواج کی ملکیت نہ ہوتے تو پھر قرن فی بیوت الرسول (رسول کے گھروں میں قرار پکڑو) ہونا چاہئے تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ حجرے ازواج مطہرات کی ملکیت تھے اور میراث میں ان کو نہیں ملے تھے۔

سوال نمبر 11: اگر انبیاء کرام علیہم السلام کا مالی ترکہ تقسیم نہیں ہوتا تو حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں قرآن مجید نے یہ کیوں فرمایا؟

وورث سلیمان داؤد...... وارث ہوئے سلیمان داؤد کے

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث جاری ہوتی ہے

جواب: اس آیت میں نبوت و بادشاہت کی وراثت مراد ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو وراثت علمی ملی تھی، مالی نہیں۔ چنانچہ اس کے دلائل یہ ہیں۔

دلیل: اہل تاریخ کا اجماع ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے کم وبیش انیس فرزند تھے (کتاب ناسخ التواریخ، جلد اول، ص 270 پر حضرت داؤد علیہ السلام کے سترہ بیٹوں کے نام لکھے ہیں) اور قرآن نے یہ بتایا کہ ان میں سے صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو میراث ملی اور باقی افراد محروم رہے تو اگر یہاں میراث سے مالی میراث مراد ہوتی تو ان کے تمام فرزندوں کو ملنی چاہئے تھی جس سے یہ ثابت ہوا کہ یہاں میراث سے علم اور نبوت مراد ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو ملی مگر ان کے دوسرے بھائی محروم رہے۔

دلیل...... یہاں اگر میراث سے مالی میراث مراد لی جائے تو کلام الٰہی کا لغویت پر مشتمل ہونا لازم آتا ہے، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہر بیٹا اپنے باپ کی میراث پاتا ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ ایسی صورت میں قرآن مجید کا یہ خبر دینا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے، بالکل لغو ہے۔ اور کلام الٰہی لغویت سے پاک ہوتا ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اس آیت میں میراث علمی ہی مراد ہے۔

دلیل......اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے فضائل ومراتب کا اظہار کیا گیا ہے اور اگر اس سے مراد وراثت مالی ہو تو یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں ہے۔ میراث تو آخر سبھی کو ملتی ہے۔ اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے۔ اس لئے یہاں میراث سے مراد علمی میراث ہی ہے اور اسی بات کو قرآن مجید نے مقام مدح میں بیان کر کے اس کا اظہار کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹوں میں سے یہ شرف صرف حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کو حاصل ہوا کہ وہ منصب نبوت پر فائز ہوئے اور انہوں نے اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی میراث نبوت کو پالیا چنانچہ آیت زیر بحث کے آخری جملے "ان ھذا الھو الفضل المبین" کی تفسیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نبوت اور بادشاہت سے کی ہے۔ (تفسیر صافی جلد دوم ص 73)

امام جعفر صادق کی اس تفسیر سے واضح ہوا کہ اس آیت میں نبوت وبادشاہت کی میراث مراد ہے، مالی میراث مراد نہیں ہے، چنانچہ اس کی تائید آیت سے بھی ہوتی ہے۔

القرآن: وورث سلیمان داؤد قال یاایھا الناس علمنا منطق الطیر

ترجمہ: وارث ہوئے سلیمان داؤد کے۔ پھر کہا سلیمان نے اے لوگو! ہمیں جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر چیز کا علم دیا ہے۔ آیت کا یہ حصہ بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کی میراث میں علم اور نبوت ہی پایا تھا۔

سوال نمبر 12: باغ فدک کیا تھا، کہاں سے آیا اور اس کی آمدنی کے مصارف کیا تھے؟

جواب :اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض قطعات زمین ایسے تھے جو مسلمانوں کے حملے کے وقت کفار نے مغلوب ہوکر بغیر لڑائی کے مسلمانوں کے حوالے کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک فدک بھی تھا جو مدینہ منورہ سے تین منزل پر ایک گاؤں تھا اس کی نصف زمین یہودی نے بطور صلح کے دی تھی۔

اسی طرح سات قطعات زمین اور تھے جو مدینہ سے ملحق تھے۔ جن کو یہود بن نضیر سے حاصل کیا گیا تھا۔ یہ تمام قطعات زمین مع فدک کے رسول پاک ﷺ نے اپنی حاجتوں کے لئے اپنے قبضہ میں رکھ لئے تھے۔ اسی طرح بعض قطعات خیبر کے تھے جن کی آمدنی سے پانچواں حصہ حضور ﷺ کو ملتا تھا۔ جہاد میں جو مال غنیمت آتا تھا اس میں بھی حضور ﷺ کا حصہ مقرر تھا۔ رسول پاک ﷺ کو ان قطعات زمین سے جو آمدنی ہوتی تھی مندرجہ ذیل امور پر خرچ فرماتے تھے۔

1...... اپنی ذات مبارک پر اپنے اہل وعیال، ازواج مطہرات پر اور تمام بنی ہاشم کو بھی اسی آمدنی سے کچھ عطا فرماتے تھے۔

2...... مہمان اور بادشاہوں کے جو سفیر آتے تھے، ان کی مہمان نوازی بھی اسی سے ہوتی تھی۔

3...... حاجت مندوں اور غریبوں کی امداد بھی اسی سے فرماتے تھے۔

4...... جہاد کے لئے اسلحہ بھی اسی آمدنی سے خرید فرماتے تھے۔

5...... آپ اسی آمدنی سے مجاہدین کی امداد بھی فرماتے تھے۔ جس کو تلوار کی ضرورت ہوتی اس کو تلوار اور جس کو گھوڑے یا اونٹ کی حاجت ہوتی، اسے عطا فرماتے۔

6...... اصحاب صفہ کی خبر گیری اور ان کے مصارف بھی حضور ﷺ اسی سے پورا فرماتے تھے۔ صدقہ کا جو مال آتا تھا۔ حضور ﷺ اس سے کچھ نہیں لیتے تھے، آتے ہی فوراً غریبوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ آمدنی ان تمام مصارف کے مقابلہ میں بہت تھوڑی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ازواج مطہرات کو شکایت رہتی تھی۔ آپ نے بنی ہاشم کا جو وظیفہ مقرر کیا تھا، وہ بھی مناسب تھا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو حد سے زیادہ عزیز تھیں۔ مگر ان کی بھی پوری کفالت نہیں فرماتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان قطعات زمین کی آمدنی حضور ﷺ

مخصوص مدوں میں خرچ فرماتے تھے اور ان کو آپ نے اپنے ذاتی ملکیت قرار نہیں دیا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ فرمادیتے تھے۔

جب رسول پاک ﷺ کا وصال ہوا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے بھی فدک کی آمدنی کو انہیں مصارف میں خرچ کیا جن میں حضور ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں صرف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فدک کی پیداوار کو لیتے تھے اور جتنا اہل بیت کا خرچ ہوتا تھا، ان کو اس سے بھیج دیتے تھے اور جن جن کے سرکا ﷺ نے وظیفے مقرر فرما رکھے تھے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باقاعدگی کے ساتھ ان کو دے دیتے تھے۔ فدک کی آمدنی خلفائے اربعہ ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سب نے انہیں مصارف میں خرچ کیا جن میں سرکا ﷺ خرچ کرتے تھے حتی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب حاکم ہوئے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد مروان نے فدک کے ایک ثلث کو اپنی جاگیر بنالیا پھر اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنے لئے خاص کرلیا اور فدک مروان کی اولاد کے پاس رہا۔

یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی حکومت ہوئی تو انہوں نے فدک کو مروان کے رشتہ داروں سے لے کر اسی حالت میں لوٹا دیا جس حالت میں رسول پاک ﷺ اور خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں تھا، یعنی انہوں نے فدک کی آمدنی کو انہیں مصارف پر خرچ کرنے کا حکم دیا جن میں حضور ﷺ اور خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہما اس آمدنی کو خرچ کیا کرتے تھے۔ فدک کے متعلق جو باتیں ہم نے درج کی ہیں، یہ شیعہ سنی دونوں حضرات کو تسلیم ہیں۔ تاریخی حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملہ کچھ بھی نہ تھا۔ محض بات کا بتنگڑ بنا کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مطعون کیا گیا ہے۔ یہاں ہم خصوصیت کے ساتھ چند امور کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں جن سے اس مسئلہ کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی۔

1 ...... باغ فدک کی آمدنی کو جن مصارف میں حضور پاک ﷺ خرچ کرتے تھے۔ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہما نے بھی انہی مصارف میں خرچ کیا تھا۔

2 ...... باغ فدک کسی کی ملکیت نہ تھا صرف اس کی آمدنی کے مصارف مقرر تھے کہ اس کی آمدنی فلاں فلاں جگہ خرچ کی جائے۔

3 ...... خلفائے راشدین حضرت ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم باغ فدک کی آمدنی کو وصول کرتے تھے تو محض وکیل کی حیثیت سے کرتے تھے۔ کیونکہ نظام حکومت ان کے ہاتھ میں تھا اس لئے ان کا فرض تھا کہ وہ باغ فدک کی آمدنی کو رسول پاک ﷺ کے مقرر کردہ مصارف میں خرچ کریں۔

چنانچہ خود شیعہ علماء نے اس بات کا اعتراف و اعلان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آمدنی فدک سے رسول

ﷺ کے طریقہ کے مطابق اہلبیت کے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔

1...... نہج البلاغہ کی فارسی شرح جو کہ شیعہ عالم سید علی نقی فیض الاسلام نے کی ہے، اس کی پانچویں جلد کے ص 960 پر اور درنجفیہ کے ص 332 پر تحریر ہے "**ابوبکر غله و سود آنرا گرفته بقدر کفالت باهل بیت علیهم السلام میداد**" ابوبکر فدک کی آمدنی سے اہلبیت کا خرچ ان کی ضرورت کے مطابق دیا کرتے تھے۔

2...... نہج البلاغہ کی شرح جو کہ شیعہ عالم مسیم بحرانی نے کی ہے اس کے ص 543 پر اور دوسری شرح شیعہ عالم ابن ابی الحدید نے کی ہے اس کے جلد دوم ص 296 پر تحریر ہے کہ "**وکان ابوبکر یاخذ غلتها فیدفع الیهم منهاما یکفیهم**" ابوبکر فدک کی آمدنی سے اہل بیت کو دیتے تھے جو ان کو کافی ہو جاتا تھا۔

ان چار شیعہ علماء کے اعتراف و اعلان سے واضح ہو گیا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک میں وہی عمل کیا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ آپ نے فدک میں کوئی خیانت نہیں کی نہ اس کو غصب کیا۔

سوال نمبر 13: باغ فدک حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بوقت دعویٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی گواہی پیش کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر دعویٰ قبول نہیں کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی قبول نہیں ہوتی

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہبہ کا دعویٰ کرنا اور اس پر مولا علی رضی اللہ عنہ اور ام ایمن کا گواہی دینا اہلسنت کی معتبر کتاب میں بسند صحیح موجود نہیں ہے۔ یہ تو شیعہ حضرات نے ایک فرضی افسانہ گھڑا کیا ہے جس کا نہ کوئی سر ہے اور نہ کوئی پاؤں اور جب تک کتب اہلسنت کی صحیح روایت سے یہ بات ثابت نہ ہو، اس وقت تک اس فرضی افسانہ کے جواب کی ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور جب یہ افسانہ ہی فرضی ہے تو اس کی بنیاد پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جو بھی الزام قائم کیا جائے گا، وہ خود بخود باطل ہو جائے گا۔

شرح ابن الحدید جو شیعہ کی معتبر مذہبی کتاب نہج البلاغۃ کی شرح ہے، اس میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ

قال لها ابوبکر لما طلبت فدک بابی وامی انت الصادقة المینة عندی ان کان رسول الله صلی الله علیه وسلم عهد الیک عهدا ووعدک وعداً صدقتک وسلمت الیک فقالت لم یعهد الی فی

ذلک (شرح ابن الحدید)

جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فدک طلب کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، تم میرے نزدیک صادقہ اور امینہ ہو۔ اگر حضور ﷺ نے تم سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد یا وعدہ کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں اور فدک تمہارے حوالے کردوں گا۔ تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھ سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد نہیں فرمایا۔

اس روایت سے ثابت ہوگیا کہ ہبہ فدک کا جو افسانہ گھڑا کیا گیا ہے، وہ خالص جھوٹ پر مبنی ہے۔ جب سیدہ خود فرما رہی ہیں کہ فدک کے متعلق حضور ﷺ نے مجھ سے کوئی عہد اور وعدہ نہیں کیا تو ایسی صورت میں یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ سیدہ نے ہبہ فدک کا دعویٰ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ فقط افسانہ ہی ہے اور اسی سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ فدک کے متعلق حضور ﷺ نے وصیت بھی نہیں فرمائی تھی۔ اگر وصیت کی ہوتی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوراً اس کا اظہار فرما دیتیں۔

فدک حضور ﷺ نے سیدہ کو ہبہ نہیں کیا

ثالثاً کتب اہل سنت میں ایسی کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے کہ سیدہ نے ہبہ فدک کا دعویٰ فرمایا۔ اس کے برعکس مشکوٰۃ میں یہ روایت موجود ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ حاکم ہوئے تو انہوں نے مروان کے رشتہ داروں کو جمع کر کے کہا کہ فدک حضور ﷺ کے قبضہ میں تھا۔ حضور ﷺ اس کی آمدنی کو اپنی ذات پر، بنی ہاشم کے صغیروں پر خرچ فرماتے تھے اور بے شوہر عورتوں کے نکاح بھی اس کی آمدنی سے کرا دیتے تھے۔

وان فاطمة سالت ان یجعلها فابی (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص53)

اور تحقیق سیدہ فاطمہ نے یہ درخواست کی کہ حضور ﷺ فدک انہیں عطا فرما دیں تو حضور ﷺ نے انکار کر دیا

پھر جب حضور ﷺ کا وصال ہوگیا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے فدک میں وہی عمل کیا جو حضور ﷺ کیا کرتے تھے۔ حتی کہ اب یہ فدک مجھ تک پہنچا ہے۔ حضور ﷺ نے فدک فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیا تو جو چیز حضور ﷺ نے فاطمہ کو نہ دی، مجھے بھی اس کو اپنے قبضہ میں رکھنا جائز نہیں۔

وانی اشهدکم انی رددتها علیٰ ما کانت یعنی علیٰ عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم (مشکوٰۃ شریف)

میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں فدک کو (مروان کے رشتہ داروں) سے واپس لے کر اسی حالت میں واپس کرتا ہوں جس حالت میں حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔

غرضیکہ کتب صحاح اہل سنت میں ہبہ فدک کی کوئی روایت ہی نہیں ہے۔ایسی صورت میں شیعوں کا اپنی مذہبی کتب سے روایات پیش کر کے ہم پر الزام قائم کرنا اصول مناظرہ کے خلاف ہے۔ پھر اس پر مزید یہ کہ ہم نے شرح نہج البلاغۃ کے حوالہ سے جو روایت پیش کی ہے اس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سیدہ سے فدک کے متعلق کوئی وعدہ یا عہد فرمایا ہی نہیں تھا۔

رابعاً اگر بفرض محال یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ حضور ﷺ نے سیدہ کو فدک ہبہ کر دیا تھا تو اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری تھی۔ جیسا کہ قرآن کا حکم ہے۔لیکن جناب سیدہ نے شہادت کا نصاب کامل پیش نہیں فرمایا۔ایسی صورت میں فیصلہ سیدہ کے حق میں کیسے ہوتا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بحکم قرآن مجبور تھے۔ بتایئے اس میں ان کا کیا قصور ہے۔اگر انہوں نے دعویٰ رد بھی کر دیا تو قرآن کے حکم کے مطابق کیا۔اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کیا۔

خامساً اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ فدک سیدہ کو ہبہ تھا۔ تو یہ مسئلہ شیعہ سنی دونوں کا متفقہ ہے کہ جب تک موہوب پر موہوب لہٗ کا قبضہ نہ ہو جائے اس وقت تک ہبہ تمام نہیں ہوتا۔ مثلاً زید نے ایک قطعہ زمین بکر کو ہبہ تو کر دیا۔ مگر قبضہ مالکانہ نہ دیا۔اب زید مر جائے اور بکر ہبہ کا دعویٰ کرے تو بکر کا یہ دعویٰ باطل ہوگا۔ یہی صورت فدک کی ہے اور شیعہ سنی دونوں متفق ہیں کہ فدک کو حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنے قبضہ و تصرف ہی میں رکھا اور کسی کو اس کا قبضہ نہیں دیا۔ جب یہ امر مُسلّم ہے تو گویا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی نظریہ تھا کہ مجرد ہبہ دلیل ملکیت نہیں بن سکتا۔تاوقتیکہ تصرف اور قبضہ ثابت نہ ہو جائے اور سیدہ نے یہ ثابت نہیں فرمایا کہ فدک حضور ﷺ نے اپنی حیات میں میرے قبضہ و تصرف میں دے دیا تھا۔ بتایئے اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا ظلم کیا۔کیا قانون اسلامی پر عمل کرنا جرم ہے؟ کیا قانون اسلامی کے مطابق فیصلہ کرنا ظلم ہے؟اس مسئلہ کو سمجھ لینے کے بعد اب اس پر غور کیجئے کہ اگر بالفرض سیدہ نے دعویٰ فرمایا کہ......

1۔فدک حضور ﷺ نے مجھے ہبہ کر دیا تھا۔

2۔حضرت علی وام ایمن نے بالفرض گواہی دے دی کہ ہاں ہبہ کیا تھا۔

(سیدہ کے دعویٰ کے لفظ ذہن میں رکھئے)

3۔لیکن سیدہ نے یہ دعویٰ نہیں فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہبہ کرنے کے بعد فدک میرے قبضہ و تصرف میں دے دیا تھا اور گواہان نے بھی اس امر کی گواہی نہ دی۔

ایسی صورت میں شیعوں کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گواہی رد کر دی۔ یہ ایک غلط بات ہے۔ کیونکہ گواہی کو رد کرنا اور چیز ہے اور گواہی پر فیصلہ دینا اور بات ہے۔ بعض اوقات گواہ جس بات کی گواہی دے رہے ہوں وہ واقعہ کے بالکل مطابق ہوتی ہے مگر قاضی اس پر فیصلہ دینے کا مجاز نہیں ہوتا۔ چنانچہ دیکھ لیجئے اور انصاف کیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

سیدہ کے دعویٰ یا گواہوں کی گواہی کو رد نہیں کیا اور یہ نہیں فرمایا کہ سیدہ تم اور تمہارے گواہ جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ آپ نے تو ایک قانونی نکتہ سامنے رکھ کر سیدہ سے یہ فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ حضور ﷺ نے فدک آپ کو ہبہ کر دیا تھا۔ مگر قانون یہ ہے کہ ہبہ قبضہ و تصرف کے بغیر تمام نہیں ہوتا۔ اور آپ صرف ہبہ کا دعویٰ فرماتی ہیں، قبضہ و تصرف کا نہیں! ایسی صورت میں آپ کے حق میں کس طرح فیصلہ دے دوں اور اسلام کے قانون کو کیسے پس پشت ڈال دوں۔

الغرض اس بات پر شیعہ سنی دونوں متفق ہیں۔

1...... حضور اکرم ﷺ نے اپنی حیات میں فدک اپنے ہی قبضے میں رکھا تھا اور آپ ﷺ خود اس کی آمدنی سے خرچ فرماتے تھے۔

2...... فدک حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں جناب سیدہ کے قبضہ و تصرف میں نہیں تھا۔

3...... جب تک موہوب چیز موہوب لہ' کے تصرف میں نہ دی جائے، اس وقت تک ہبہ تمام نہیں ہوتا۔

جب یہ باتیں دونوں فریق کے نزدیک مُسلّم ہیں تو اب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر طعن کا کوئی جواز ہی باقی نہ رہا کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قانون اسلامی پر عمل کیا اور جناب سیدہ سے فرمادیا کہ آپ کا دعویٰ تو صحیح ہے مگر یہ قانون ہے۔ اس لئے اب آپ ہی بتائیے کہ فیصلہ آپ کے حق میں کیسے کر دیا جائے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی؟ معترضین کا آخری وار

اگرچہ مذکورہ بالا تحریر سے فدک کا ہر پہلو سلجھ گیا ہے اور ایک منصف کے لئے تو یہ گنجائش ہی نہیں رہی ہے کہ وہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کا طعن کرے۔ مگر آخر میں ہم اس کے متعلق مزید گفتگو کرنا چاہتے ہیں تا کہ حق واضح تر ہو جائے۔ شیعہ حضرات ہر طرح سے لاجواب ہو جاتے ہیں تو پھر سب سے بڑا اور سب سے اہم یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ بخاری کی روایت سے ثابت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر سیدہ ناراض ہو گئیں اور جب تک زندہ رہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کیا اور جب ان کا انتقال ہوا تو جناب امیر نے رات کو ان کو دفن کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھی نہ دی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کتب صحاح اہل سنت میں جناب سیدہ کی زبان سے ان کا ناراض ہونا ہرگز ہرگز منقول نہیں ہے۔ ناراضگی دل کا فعل ہے جب تک زبان سے ظاہر نہ ہو دوسرے شخص کو اس کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ البتہ قرائن سے دوسرا شخص قیاس کر سکتا ہے۔ مگر ایسے قیاس میں غلطی ہو سکتی ہے تو جب سیدہ کی زبان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شکایت ثابت ہی نہیں ہے تو پھر اعتراض کیسا؟

ثانیاً...... بخاری کی جس روایت سے یہ شبہ پیدا کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب حضرت سیدہ نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فدک مانگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں رسول کریم ﷺ کی حدیث سنادی۔ گویا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ آپ تقسیم فدک کا مطالبہ فرماتی ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ اب آپ ہی فرمایئے کہ فدک تقسیم کیسے ہو۔ بس یہ ہے وہ زبانی گفتگو جو جناب سیدہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی۔ سیدہ نے حدیث سن لی اور خاموش ہوگئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنانے کے بعد اس پر عمل کرنے کا عہد فرمایا۔ اس حدیث کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ سیدہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبانی گفتگو کو نقل کرنے کے بعد اپنے تاثرات اس طرح ظاہر فرماتی ہیں۔

قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتی ماتت (بخاری، کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ لانورث ماترکنا صدقۃ، حدیث **1631**، ص **715**، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

راوی نے کہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مفارقت کر لی اور ان سے کلام نہ کیا (فدک کے معاملہ میں) حتی کہ سیدہ وفات پا گئیں۔

بخاری کی دونوں روایتیں ہم نے من وعن آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ شیعہ انہیں سے یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوگئیں اور پھر وفات تک آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلام نہ کیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ روایت بخاری سے یہ مفہوم لینا بالکل غلط ہے اور اس کے دلائل یہ ہیں۔

اول: بخاری و مسلم وصحاح کی روایات میں **ھجرت** کے جو الفاظ ہیں وہ حضرت سیدہ کی زبان کے الفاظ نہیں ہیں اور نہ کسی روایت میں یہ مذکور ہے کہ سیدہ نے اپنی زبان مبارک سے اظہار ناراضگی فرمایا۔ بلکہ یہ الفاظ راوی کے اپنے تاثرات ہیں جو اس نے واقعات سے اخذ کئے ہیں۔ صحاح کی کسی روایت سے سیدہ کا اپنی زبان سے اظہار ناراضگی فرمانا ثابت ہی نہیں ہے۔

دوم: یہ امر مُسلّم ہے کہ راوی حدیث ایک واقعہ سے جو نتیجہ نکالتا ہے، اس میں غلطی ہوسکتی ہے۔ وہ ظاہراً واقعہ میں دیانت داری کے ساتھ ایک نتیجہ نکالتا ہے۔ مگر ہوسکتا ہے کہ وہ نتیجہ غلط ہو۔ یہاں بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ جب راوی نے یہ دیکھا کہ سیدہ نے فدک مانگا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنادی اور حدیث سن کر سیدہ خاموش ہوگئیں اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات نہ کی تو اس نے اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوجانے کی وجہ سے خاموش ہوئی ہوں گی۔ چنانچہ اس نے اپنے تاثرات کو انہیں الفاظ میں بیان کر دیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض

ہوگئیں۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ خاموش ہوجانا یا ترک کلام کرنا ناراضگی ہی کی بناء پر ہو۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حدیث سن کر مطمئن ہوگئیں۔ اس لئے خاموش ہوگئیں۔ اور پھر چونکہ ان کو فدک کے معاملہ میں مزید گفتگو کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اس لئے سیدہ نے اس معاملہ میں مزید گفتگو نہ فرمائی۔ چنانچہ اس قسم کے متعدد واقعات شیعہ سنی دونوں کے راویان حدیث میں مل جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بار اکثر صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی ایک حالت سے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے اور یہ واقعہ مشہور ہوگیا مگر جب فاروق اعظم نے حضور ﷺ سے تحقیق کی تو آپ نے فرمایا۔ میں نے طلاق تو نہیں دی۔ دیکھئے مسجد نبوی میں صحابہ کرام جمع ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے طلاق دے دی ہے۔ مگر جب تحقیق کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ نہیں بلکہ صحابہ کرام کا قیاس تھا تو جس طرح حضور ﷺ کی خلوت نشینی سے صحابہ نے یہ قیاس کیا کہ آپ نے طلاق دے دی ہے حالانکہ طلاق نہیں دی تھی۔ بلکہ صرف علیحدگی اختیار کی تھی۔ ٹھیک اسی طرح فدک کے معاملہ میں راوی نے ترک کلام اور سیدہ کی خاموشی سے ناراضگی کا استنباط کرلیا، حالانکہ واقعہ یہ نہ تھا۔ کیونکہ ترک کلام ایسی چیز نہیں ہے، جس کی علت ضرور ناراضگی ہو اور پھر حضرت سیدہ کا حدیث سن کر ناراض ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ کون مسلمان ہے جو حدیث رسول سن کر ناراض ہوجائے۔ چہ جائیکہ سیدہ ناراض ہوں۔ اور راوی حدیث کا کسی واقعہ سے قیاس کرنا اور اس کا قیاس غلط ہوجانا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو راوی کی دیانت و امانت یا عدالت وثقاہت کو مجروح کرسکے۔ کیونکہ قیاس میں یا اندازہ میں جو غلطی ہوتی ہے، اس میں غلطی کا قصد نہیں ہوتا۔

غرضیکہ صحاح کی روایت سے جو بات ثابت ہوسکی وہ صرف اس قدر ہے کہ راوی حدیث کا اندازہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئیں۔ لیکن اس اندازہ کو قطعی اور یقینی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لہذا ایسی صورت میں صحاح کی روایت سے شیعہ حضرات کا یہ شبہ پیدا کرنا کہ سیدہ یقیناً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئی تھیں، کوئی وزن نہیں رکھتا۔ جب صحاح کی روایت سے یہ امر یقین کے ساتھ ثابت ہی نہیں ہے کہ سیدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناراض ہوئی تھیں تو ایسی صورت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر زبان دراز کرنے کی کیا گنجائش ہے۔

سوم: یہی وجہ ہے کہ بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں **14** جگہ حدیث فدک مذکور ہے جن میں سے چار مقام ایسے ہیں جہاں ناراضگی مذکور ہے۔ باقی دس مقاموں میں ناراضگی کا تذکرہ ہی نہیں ہے۔ پھر حدیث فدک دراصل صرف تین صحابہ سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ، ابوطفیل، حضرت ابوہریرہ جس میں صرف حضرت صدیقہ سے عروہ بن زبیر کے واسطے سے ابن شہاب زہری جو روایت کرتے ہیں۔ اس میں ناراضگی کا ذکر ہے لیکن ابن شہاب زہری بھی ہمیشہ ناراضگی کا فقرہ نہیں بیان کرتے۔ کبھی بیان کرتے ہیں اور کبھی نہیں۔ چنانچہ ذیل کے مقامات میں ناراضگی کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ زہری اس میں بھی

ہیں۔

بخاری جلداول کتاب الجہاد وباب فرض الخمس

بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب قرابتہ رسول اللہ

بخاری جلد دوم کتاب المغازی باب غزوہ خیبر

بخاری کتاب الفرائض

اسی طرح ابوداؤد میں تین جگہ ترمذی میں صرف ایک جگہ اس حدیث کا ذکر آیا ہے۔ مگر وہاں بھی ناراضگی کا ذکر نہیں ہے۔ غرضیکہ چودہ مقامات میں سے صرف چار مقام پر ناراضگی کا ذکر ہے اور وہ بھی حضرت سیدہ کی زبان سے نہیں بلکہ راوی کا اپنا تاثر ہے جس میں غلطی ہوسکتی ہے اور یہ بات بھی ہمارے مذکورہ بلا دعویٰ کی تائید وتوثیق کرتی ہے۔

چہارم: اصل واقعہ پر دیانتداری کے ساتھ غور کیا جائے تو بھی ہمارے مذکورہ بالا نظریہ کی مزید توثیق ہوجاتی ہے۔ جس کی تقریر یہ ہے۔ سیدہ نے فدک مانگا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنادی۔ حدیث سنانا اور اس پر عمل کرنے کا عہد کرنا کوئی بھی تو ایسی بات نہ تھی جس پر سیدہ ناراضگی کا اظہار فرماتیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حدیث سنارہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کہہ رہے ہیں۔

انمایاکل ال محمد فی هذا المال (مسلم شریف)

ہاں فدک کا مال آل محمد ﷺ پر صرف ہوگا

دیکھئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آمدنی آل محمد ﷺ پر صرف کرنے سے انکار نہیں فرمارہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ فدک میں میراث تو حکم نبوی کی بناء پر جاری نہیں ہوسکتی۔ ہاں اس کی آمدنی آل محمد ﷺ پر ضرور صرف کی جائے گی۔ جس سے اس شبہ کی بنیاد بھی اڑ گئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک غصب کرلیا یا سیدہ کو محروم کردیا۔ غصب یا محروم کردینے کا لفظ تو اس وقت کہا جاسکتا ہے جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے کہ "نہ میں فدک تقسیم کرتا ہوں اور نہ اس کی آمدنی آل محمد ﷺ کو دیتا ہوں"

اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ کرتے تو بے شک ان پر الزام آسکتا تھا۔ مگر انہوں نے تو یہ فرمایا کہ فدک کی تقسیم تو حکم نبوی کی رو سے نہیں ہوسکتی۔ ہاں اس کی آمدنی آل محمد ﷺ پر صرف ہوگی۔ اور جس طرح حضور اکرم ﷺ فدک میں عمل کرتے تھے، اسی طرح میں بھی کروں گا۔ چنانچہ مسلم کے یہ لفظ ہیں:

وانی واللہ لا اغیر شیئاً صدقة رسول اللہ عن حالها الذی کانت علیها فی عهد رسول اللہ ولا

عملن بما عمل رسول اللہ (مسلم شریف)

اور بخدا فدک جس حال میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا، میں اس میں قطعاً تغیر نہیں کروں گا اور جو عمل رسول کریم ﷺ کرتے تھے وہی کروں گا۔

ان صاف وصریح الفاظ سے یہ واضح ہوگیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فدک کی آمدنی دینے سے قطعاً انکار نہیں فرمایا تو ایسی صورت میں نہ تو غصب فدک کا الزام قائم ہوسکتا ہے اور نہ سیدہ فاطمہ ایسے معقول جواب کو سن کر ناراض ہوسکتی ہیں کیونکہ حدیث رسول سن کر سیدہ کا ناراض ہونا ہی ناممکن ہے۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قضیہ فدک میں سیدہ کا راضی ہونا اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمل سے خوش ہوجانا خود کتب شیعہ سے ثابت ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہاں کی دیانتداری ہے کہ ناراضگی کی روایت کو تو اچھالا جائے اور رضامندی کی روایتوں کو چھپالیا جائے۔ پس جب قضیہ فدک میں سیدہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونا ظاہر ہے تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن کی کیا گنجائش؟

سیدہ کا جناب علی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہونا

پھر اہل تشیع حضرات کے نزدیک یہ بات بھی ثابت ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ صلوات اللہ علیہا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی ناراض ہوجایا کرتی تھیں۔ ایک بار نہیں متعدد بار ناراض ہوئی ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے صلح کرائی ہے۔ چنانچہ جلاء العیون کے ص **186** پر مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جناب سیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں تو آپ حسن اور حسین اور ام کلثوم کو ہمراہ لے کر اپنے میکے چلی آئیں۔ نہ صرف یہ بلکہ کبھی آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس قدر شدید ناراض ہوتی تھیں کہ آپ کو سخت سست بھی کہہ دیا کرتی تھیں۔ جیسا کہ کتاب حق الیقین کے ص **233** پر مرقوم ہے کہ جناب سیدہ نے ایک دفعہ ناراض ہوکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ جملے کہے تھے۔

مانند جنین دررحم پردہ نشیں شدہ و مثل خائباں درخانہ گریختہ

بچہ کی طرح ماں کے پیٹ میں چھپ گئے اور مثل نامرادوں کے گھر میں بیٹھ گئے۔

غرضیکہ جناب سیدہ کا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور شیعہ سنی دونوں کی معتبر مذہبی کتب میں ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں جن سے سیدہ کا جناب علی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ جناب سیدہ کی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جو ناراضگی ہوتی تھی وہ وقتی اور عارضی ہوتی تھی۔ اس کے بعد آپ راضی بھی تو ہوجایا کرتی تھیں۔ تو ہم کہیں گے کہ اول تو سیدہ کا اپنی زبان

سے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ناراض ہونا ہی ثابت نہیں ہے اور اگر راوی کے تاثر کو صحیح مان کر یہ بھی کہہ دیا جائے کہ سیدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئی تھیں تو یہ ناراضگی بھی عارضی اور وقتی تھی کیونکہ شیعہ سنی دونوں کی معتبر کتب سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ سیدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئی تھیں تو جب بات یہ ہے تو ایسی صورت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن کیوں؟

کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئیں؟

اور اگر بفرض محال ہم یہ مان بھی لیں کہ جناب سیدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ہی ناراض ہوئی تھیں تو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام قائم نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو حدیث سنائی تھی جو ان کا فرض تھا۔ اب اگر اس بات پر سیدہ ناراض ہوجاتی ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس میں کیا قصور ہے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدہ کی خاطر حضور سید المرسلین ﷺ کے حکم پر عمل نہ کرتے؟ حالانکہ یہ مُسلّم ہے کہ جب حکم رسول طریقہ صحیحہ سے مل جائے تو اس پر عمل کرنا اور اس کو ماننا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ اہل بیت سے ہو یا کوئی اور، حکم رسول ﷺ پر گردن جھکا دینا واجب ہے۔

الغرض اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ جناب سیدہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئی تھیں تو ایسی صورت میں تو خود سیدہ پر الزام آتا ہے کہ وہ حدیث رسول ﷺ سن کر بگڑ گئیں اور یہ بات سیدہ کی ذات سے ناممکن ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حدیث سن کر ناراض نہیں ہوسکتیں اور روایات میں غضب وغصہ کے جو الفاظ آئے ہیں۔ وہ راوی کے اپنے تاثرات ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان اقدس کے کلمات نہیں ہیں۔

ثانیاً ان تمام بحثوں کو چھوڑ کر فرض کیجئے۔ سیدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ہی ناراض ہوئیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب خود حضور ﷺ سے حدیث لانورث سنی تھی۔ کہ ہم کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے تو حکم نبوی ﷺ کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیا فرض تھا۔ آیا ان کو جائز تھا کہ سیدہ کو خوش کرنے کے لئے حدیث رسول ﷺ کو پس پشت ڈال دیتے۔ ہمارے خیال میں کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ سیدہ کو راضی رکھنے کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دینا چاہئے تھا۔ جب یہ بات مُسلّم ہے تو پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کیا یہ الزام؟

ثالثاً یہاں ہم اس امر کی وضاحت بھی کردیں کہ شیعہ کہا کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے فاطمہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ ہم کہتے ہیں یہ بات حق ہے مگر سوال یہ ہے کہ ایذا کا مفہوم کیا ہے۔ کیا اگر کوئی شخص حدیث پر عمل کرے تو اس سے سیدہ کو حقیقۃً ایذا پہنچ سکتی ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو اگر بالفرض سیدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئی ہوں تو ان کا یہ فعل تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ہرگز ناراض نہیں کیا۔ انہوں نے تو صرف حدیث سنا کر اس پر عمل کیا تھا اور

اس سے حقیقۃً سیدہ کو ایذا نہیں پہنچ سکتی۔ لہٰذا اس وعید میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو داخل ہی نہیں کیا جا سکتا۔

رابعاً اگر شیعہ حضرات اس پر اصرار کریں کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ سیدہ ضرور ابوبکر ہی پر ناراض ہوئی تھیں اور فاطمہ کی ناراضگی سے حضور ﷺ کو ایذا پہنچتی ہے تو ہم کہیں گے ذرا سنبھل کر بات کیجئے۔ اگر شیعوں کے ہاں ایذا کا یہی مفہوم ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس الزام سے نہیں بچ سکتے اور وہ یوں کہ کتب شیعہ سے ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو جایا کرتی تھیں اور اتنی سخت ناراض ہوتی تھیں کہ شدت غضب میں آپ کو برا بھلا کہہ دیتی تھیں (معاذ اللہ) جیسا کہ حق الیقین (شیعوں کی کتاب) کی عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیدہ کو کوئی ایذا پہنچتی تھی جبھی تو وہ ناراض ہوتی تھیں۔ تو اگر مطلقا سیدہ کی ناراضگی سے حضور اکرم ﷺ کو ایذا پہنچتی ہے تو یہاں بھی پہنچنی چاہئے اور جب بھی اور جس وقت بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوتی ہوں فوراً حضور ﷺ بھی ناراض ہو جانے چاہئیں۔ پھر اس بنیاد پر جو الزام قائم ہوگا، وہی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی عائد ہو جائے گی۔ شیعہ حضرات ذرا اس امر پر انصاف و دیانت کے ساتھ غور فرمالیں۔

خامساً اگر شیعہ یہ کہیں کہ حضرت علی و فاطمہ کی شکر رنجی اور ناراضگی اگر ہوتی ہوگی تو وہ عارضی ہوتی تھی جیسے میاں بیوی میں بعض اوقات ہو جایا کرتی ہے تو اس کے ہمارے پاس دو نہایت ہی معقول جواب ہیں۔

اول آپ نے تسلیم کر لیا کہ عارضی ناراضگی حقیقی ایذا پر مشتمل نہیں ہوتی ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائے وہ حضور اکرم ﷺ کو ایذا پہنچانے والا ہے اور یہ بات بدیہی ہے کہ حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے سے سیدہ کو حقیقی ایذا نہیں پہنچی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث پر عمل کر کے سیدہ کو حقیقی ایذا نہیں پہنچائی تو نتیجہ یہ نکلا کہ سیدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حقیقی طور پر ناراض نہیں ہوئیں بلکہ ایسے ہی عارضی طور پر ناراض ہوئیں۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہو جایا کرتی تھیں۔

دوم یہ کہ جیسے عارضی طور پر سیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو جاتی تھیں اور پھر خوش بھی ہو جاتی تھیں تو اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی سیدہ عارضی طور پر اس وقت ناراض ہو گئی تھیں مگر بعد میں راضی ہو گئیں۔ جیسا کہ ہم نے کتب شیعہ سے "فدک کی تاریخ" کے عنوان میں ثابت کیا ہے۔ پس جب قضیہ فدک میں سیدہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو جانا شیعہ حضرات کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے تو ایسی صورت میں آپ کون ہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی نہ ہوں اور ان پر زبان طعن دراز کریں۔

سوم یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حدیث **فمن اغضبھا** کا شان ارشاد یہ ہے کہ ایک دفعہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نے ابوجہل کی لڑکی سے شادی کا ارادہ کیا اور نکاح کا پیغام بھی دے دیا۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا یہ فعل سیدہ پر اس قدر شاق گزرا کہ آپ روتی ہوئی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس موقع پر حضور علیہ السلام نے جو خطبہ دیا اس کے الفاظ یہ ہیں:

الا ان فاطمة بضعة منی یوذینی ماآذاھا ویربینی ما ارابھا فمن اغضبھا اغضبنی

ترجمہ: خبردار! فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے، جو چیز اسے ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے، پس جس نے اسے غضبناک کیا، اس نے مجھے غضبناک کیا۔

غور کیجئے! یہ ہی اغضاب والی روایت ہے جس کی بناء پر شیعہ حضرات جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ لیکن اسی روایت کو اگر کوئی خارجی لے اڑے تو زمین وآسمان کے قلابے ملا کر سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ پر ذیل کے الزامات قائم کردیئے۔

1......علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کی لڑکی سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا جو حضور اکرم ﷺ کا بدترین دشمن اور اسلام کا بدترین مخالف تھا۔

2......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دنیا کی خواتین کی سردار فاطمہ زہرا تھیں۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے ابوجہل کی لڑکی کو پیغام نکاح دے دیا۔

3......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے سیدہ کو جو صدمہ پہنچا اس کا اندازہ بھی وہی عورت کرسکتی ہے جس کا شوہر دوسری شادی کرنے کی فکر میں ہو۔

4......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے حضور سرور کائنات ﷺ کو کیسا صدمہ پہنچا ہوگا۔ اس کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جس کا داماد دوسری شادی کرنے کا ارادہ کرے۔

غور کیجئے! ایک خارجی بھی اس روایت کو لے کر اس طرح کے الزامات حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قائم کرسکتا ہے جیسا کہ شیعہ حدیث اغضاب کو لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کرتے ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ جس طرح خارجی کے الزامات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بری ہیں پس اسی طرح شیعوں کے الزامات سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بری ہیں۔

اب لیجئے اس روایت کو جو مسلم شریف میں ہے

لم تکلمه حتی توفیت

سیدہ نے وفات پانے تک ابوبکر سے بات نہیں کی۔

کہ حدیث سن لینے کے بعد پھر کبھی سیدہ نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فدک کا مطالبہ نہیں کیا چنانچہ فتح الباری میں ایک روایت کے لفظ یوں ہیں۔

فلم تکلمه فی ذالک المال

پھر سیدہ نے فدک کے معاملہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو ترک کر دی

ثانیاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدہ کے محرم نہیں تھے کہ سیدہ ان سے بلاضرورت شرعیہ بھی ان سے کلام کرتیں۔ سیدہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پردہ تھا۔ اور بلاضرورت شرعیہ غیر محرم سے بات کرنا ناجائز ہے۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عفت وعصمت کا مجسمہ تھیں۔ لہذا ان کا کلام نہ فرمانا ناراضگی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غیر محرم تھے۔ دوسرے فدک کے معاملہ میں مزید گفتگو کی ضرورت ہی نہ تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فدک کی آمدنی سے ان کے مصارف برابر پورے کرتے رہے۔ اس لئے سیدہ کو فدک کے سلسلہ میں دوبارہ گفتگو کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔

مسلم کی روایت

اب لیجئے مسلم شریف کی روایت کے یہ الفاظ:

فلما توفیت دفنها زوجها علی بن ابی طالب لیلا ولم یؤذن بها ابابکر

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبر نہ دی اور رات کو آپ کو دفن کر دیا۔

مسلم کی روایت سے شیعہ یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ چونکہ سیدہ نے وصیت کر دی تھی کہ ابوبکر کو میرے جنازہ میں شریک نہ کیا جائے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وفات سیدہ کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہ دی۔ اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ صحاح اہل سنت میں کوئی ایسی روایت ہی نہیں ہے کہ سیدہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی کوئی وصیت کی تھی تو اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں ہے۔ رہا یہ سوال کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کے انتقال کی خبر کیوں نہیں دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ انتقال کی خبر نہ دینا کسی ناراضگی کی وجہ سے نہ تھا اور نہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سیدہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شامل نہ کرنے کی وصیت کر دی تھی۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء سیدہ کی تیمارداری کے لئے وہاں خود ہی موجود تھیں اور سیدہ کے نہلانے اور کفن وغیرہ کا کام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہی کے سپرد تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اطلاع اسی لئے نہیں بھیجی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اول ہی خبر کر دی ہوگی۔

سوال نمبر 14: غار والی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے "دو جان، جب وہ دونوں تھے غار میں۔ جب نبی ﷺ نے کہا اپنے ساتھی سے تو غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اتاری اپنی تسکین اس پر"

اعتراض...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں حضور ﷺ کے ساتھ نہیں تھے؟

جواب ...... بخاری شریف جلد اول ص 515، تفسیر کبیر چوتھی جلد ص 437 میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ غار ثور میں تین دن رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے (بخاری شریف)

اب ہم شیعہ حضرات کی کتاب سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب حیات القلوب دوسری جلد ص 321 پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ اللہ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے تمہارے قتل کا مشورہ کرلیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آج اپنے بستر پر سلا دو اور یہ بھی حکم دیتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر غار میں چلے جاؤ۔

☆ شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے اپنی تفسیر میں ہجرت کے وقت غار ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان کی خدمات کا تذکرہ بھی کیا ہے جو کہ من وعن درج کیا جاتا ہے تا کہ عامۃ المسلمین کے لئے مفید ثابت ہو۔

"پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم شب پنجشنبہ در شہر مکہ امیر المومنین علیہ السلام را بر جائے خود بخوا بایند از خانہ ابوبکر برفاقت او بیرون آمدہ بداں غار توجہ نمود شب در آنجا بیتوتہ فرمود

مجاھد گوید کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سہ شبانہ روز در غار بود سواز عروہ روایت اس کے ابوبکر راگو سفندے چند بود نماز شام عامر بن فھیرہ آن گو سفنداں را بر درغار راندے وایشاں از شیر گو سفنداں خوردندے دقتادہ گوید کے عبدالرحمن در خفیہ بامداد دشبانگاہ آمدے و برائے ایشاں طعام آوردی"

جمعرات کی رات کو پیغمبر ﷺ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بستر مبارک پر سلایا اور خود حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ کی رفاقت میں ان کے گھر سے غار کی طرف روانہ ہوئے اور رات وہاں پر ہی آرام فرمایا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دن غار میں جلوہ افروز رہے اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چند بکریاں تھیں۔ عامر بن فہیرہ (جو حضرت ابوبکر کے غلام تھے) شام کے وقت ان بکریوں کو غار کے منہ کے پاس لے آتے (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) دونوں ان بکریوں کا دودھ نوش فرماتے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ (ابوبکر کے بیٹے) عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) صبح وشام خفیہ طریقہ سے انہیں کھانا پہنچاتے رہے (تفسیر منہج الصادقین جلد 4، ص 260، سطر 26-27، مطبوعہ ایران)

سوال نمبر 15: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس لئے غار میں ساتھ لے جانے کا حکم ملا تاکہ وہ کافروں کی جاسوسی نہ کرسکیں؟

جواب: اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے دشمن اور کافروں کے جاسوس ہوتے تو راستے میں ہی حضور ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کرتے مگر نہیں ان کا تکلیفوں کو اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ عاشق اکبر تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غار میں ساتھ لے جانا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا

شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر......

تفسیر حضرت امام حسن عسکری ص 212 پر درج ہے کہ جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور دیگر مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کے قتل کا پروگرام بنایا ہے اس لئے **وامرک ان تستصحب ابابکر** آپ کو حکم دیتا ہے کہ ابوبکر کو ساتھ لے کر مکہ سے نکل جاؤ۔

اور اس لئے کہ اگر ابوبکر نے آج کی رات تمہارا ساتھ دیا اور مدد کی اور ثابت قدم رہا تو پھر وہ جنت میں تمہارا رفیق ہوگا۔

پس نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو میرے ساتھ جانے کو راضی ہے اور کیا تو پسند کرتا ہے کہ کفار مکہ جس طرح میرے قتل کے درپے ہیں، اسی طرح تیرے بھی قتل کے درپے ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے میرے آقا! میں تمام عمر زندہ رہوں اور ساری زندگی آپ ﷺ کی محبت میں سخت عذاب میں مبتلا رہوں تو پھر بھی مجھے آپ کی محبت منظور ہے۔ میری جان، میرا مال اور میری اولاد آپ ﷺ پر قربان!

پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو میرے کان اور آنکھوں کے بمنزلہ ہے اور تجھ کو میرے ساتھ وہی نسبت ہوگی جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے جیسے کہ علی رضی اللہ عنہ ہے۔

معتبر شیعہ تفسیر سے بھی یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے موقع پر ساتھ لے جانا رب کریم کا حکم تھا۔

سوال نمبر 16: آپ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ الرسول کہتے ہیں۔ ان کو تو غار ثور میں اپنی جان کا خوف تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو خوف نہیں ہوتا؟

جواب ......ارے نادانو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جان کا خوف نہ تھا بلکہ ان کو تو یہ ڈر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے تاجدار کائنات ﷺ کو کوئی صدمہ نہ پہنچے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی موجودگی میں آقا ﷺ کو کوئی صدمہ پہنچے۔

دلیل...... حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں غمگین ہوئیں قرآن گواہ ہے۔

دلیل...... حضور ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر یہ فرمایا کہ اے ابراہیم ہم تیرے فراق میں غمگین ہیں۔

دلیل...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام جب فرعون کو تبلیغ کرنے گئے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ اے ہمارے رب عزوجل ہمیں خوف ہے کہ وہ کہیں ہم پر غالب نہ آجائے یا ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو **انی معکما** کہہ کر مطمئن کردیا تھا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بھی اپنے یار غار کو **ان اللہ معنا** کہہ کر تسلی دے دی۔ اگر شیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر خوف کا الزام لگاتے ہیں تو پھر خوف کا الزام انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی آئے گا اور انبیاء علیہم السلام پر الزام کفر ہے۔

سوال نمبر 17: گزشتہ آیت کا جو ترجمہ پیش کیا گیا اس میں جو تسکین کا ذکر ہے، وہ حضور ﷺ کے لئے ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے نہیں ہے؟

جواب ...... عقل کا تقاضا یہ ہے کہ تسکین اس کو دی جاتی ہے جس کو غم ہو اور غار ثور میں غم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تھا۔ چنانچہ تسکین بھی انہی پر نازل کی گئی۔ میرے آقا ﷺ تو بالکل مطمئن تھے۔

شیعہ حضرات کے ترجمہ قرآن وحاشیہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہجرت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے کا ثبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

القرآن الکریم

بلاغ القرآن

ترجمہ وحواشی

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محسن علی نجفی مدظلہ العالی

ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ (لاہور)

شیعہ حضرات کے ترجمہ قرآن سے ثبوت

ہجرت کے موقع پر رسول پاک ﷺ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ دیا

جنگ مسلط کی گئی تو دفاع جائز ہوگا۔ ان دو آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ کے قوانین میں تبدیلی اور دخل اندازی کفر ہے۔ جب یہ جرم و گناہ بھلا دکھائی دے تو اللہ ایسے لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا۔

۳۰۔ ۹ ہجری میں جب آنحضرت (ص) غزوہ حنین سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کو خبر ملی کہ روم کی فوجیں تبوک میں جمع ہو رہی ہیں۔ تبوک مدینہ کے شمال میں شام کی سرحد پر ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے ۶۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس مرتبہ لشکر اسلام کو ایک ایسے منظم شاہی فوج کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے جو اس زمانے کی بڑی طاقت شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ تیس ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔

اس مرتبہ اس جنگ کے لیے نکلنے میں چند ایک دشواریاں پیش آ رہی تھیں۔ مدینہ سے تبوک کی مسافت کافی دور تھی۔ موسم بھی سخت گرم تھا۔ فصل پکنے اور کاٹنے کا وقت بھی آ گیا تھا اور پھر اس زمانے کی بڑی طاقت کے ساتھ لڑنا تھا۔ یہ ساری باتیں مسلمانوں کے ایمان کے وزن کو تولنے کے لیے کافی تھیں۔ چنانچہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ رسول کریمؐ کی زندگی کے اواخر میں ایمان و ایقان کی کس منزل پر فائز تھے کہ رسول کریمؐ کی طرف سے جہاد کا اعلان عام ہو رہا ہے لیکن لوگ زمین سے چمٹ رہے ہیں۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی اور مال و متاع رکاب رسول (ص) میں جہاد سے زیادہ عزیز ہے۔

۳۔ یہ سنت الٰہی ہے کہ وہ قوم کبھی زندہ نہیں رہ سکتی جو اپنا دفاع کرنا نہیں جانتی اور اپنے امام کے پکارنے پر زمین سے چمٹ جاتی ہے اور اپنے رہبر کی نافرمانی کرتی ہے۔ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (محمد: ۳۸) اگر تم نے منہ موڑ لیا تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کرے گا پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔ کیونکہ دشمن سے خوف کھانا اور اس کے سامنے ہتھیار ڈالنا اپنے وجود کی نفی ہے۔

۴۰۔ رسول کریمؐ کی آواز پر لبیک نہ کہنے والوں سے اللہ تہدید آمیز لہجے میں فرما رہا ہے کہ اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو اللہ ان کی مدد کرے گا۔ جس نے اپنے رسولؐ کی اس وقت مدد کی جب وہ دو میں کا دوسرا تھا اور کوئی تیسرا آدمی ان کے ساتھ نہ تھا اور حالت بھی یہ تھی کہ وہ اپنے تنہا ساتھی (حضرت ابوبکر) سے فرما رہے تھے: حزن نہ کر،

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ
اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ
الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ
اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾
اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ
يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ
عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا
عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ
اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ
ع اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ
لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ
بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا
مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا
قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾
اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾
اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ

ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں یہی مستحکم دین ہے، لہٰذا ان چار مہینوں میں تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور تم سب مشرکین سے لڑو جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔☆

۳۷۔ (حرمت کے مہینوں میں) تقدیم و تاخیر بے شک کفر میں اضافہ کرتی ہے جس سے کافروں کو گمراہ کیا جاتا ہے کسی سال ایک مہینے کو حلال اور کسی سال اسے حرام قرار دیتے ہیں تاکہ وہ تعداد بھی پوری کر لیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور ساتھ ہی خدا کے حرام کو حلال بھی کر لیں، ان کے برے اعمال انہیں خوشنما کر کے دکھائے جاتے ہیں اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔☆

۳۸۔ اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو؟ کیا تم آخرت کی جگہ دنیاوی زندگی کو پسند کرتے ہو؟ دنیاوی زندگی کی متاع تو آخرت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

۳۹۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کرے گا اور تم اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔☆

۴۰۔ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو (کچھ پروا نہیں کہ) اللہ نے اس وقت ان کی مدد کی

حَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ
اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ
حِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
يْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ
كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
فْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ
هُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾
رُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ
دُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾
كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا
صِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ
عُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ
سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا
لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ
اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾
عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ
تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾
لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جب کفار نے انہیں نکالا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے وہ دو میں کا دوسرا تھا جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا رنج نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے ان پر اپنا سکون نازل فرمایا اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور یوں اس نے کافروں کا کلمہ نیچا کر دیا اور اللہ کا کلمہ تو سب سے بالاتر ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔☆

۴۱۔(مسلمانو) تم ہلکے ہو یا بوجھل (ہر حالت میں) نکل پڑو اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرو، اگر تم سمجھو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

۴۲۔ اگر آسانی سے حاصل ہونے والا کوئی فائدہ ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور آپ کے پیچھے چل پڑتے لیکن یہ مسافت انہیں دور نظر آئی اور اب وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے: اگر ہمارے لیے ممکن ہوتا تو یقیناً ہم آپ کے ساتھ چل دیتے (ایسے بہانوں سے) وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ کو علم ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹ بول رہے ہیں۔☆

۴۳۔(اے رسول) اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے انہیں کیوں اجازت دے دی قبل اس کے کہ آپ پر واضح ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور آپ جھوٹوں کو جان لیتے؟☆

۴۴۔ جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان

اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
سید قطب اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: اللہ۔ انہیں تاریخ کی ایک مثال دے رہا ہے جسے وہ خود بھی جانتے ہیں کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کی ان کے بغیر کیسے مدد کی۔

۴۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ مکمل طور پر ایک امتحان تھی جس سے بہت سے لوگوں کی حقیقت عیاں ہو گئی اور کلام اللہ میں ان لوگوں کے ایمان کا وزن ثابت ہو گیا۔ منافقین اور خفیف الایمان لوگوں کے چہرے بے نقاب ہو گئے کہ ان کی ترجیحات کیا ہیں۔ وہ جنگوں میں شرکت کرتے بھی ہیں تو آسانی سے حاصل ہونے والے مفادات کے لیے کرتے ہیں۔

۴۳۔ ایک طرف ان لوگوں کو اجازت دینے میں مصلحت تھی کیونکہ اگلی آیت ۴۷ میں صریحاً فرمایا: لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو وہ صرف خرابی میں اضافہ کرتے، اور دوسری طرف اجازت دینے کی صورت میں ان کے نفاق اور ضعف ایمانی پر پردہ پڑا رہتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے خطاب کر کے سر دلبران در حدیث دیگراں کا اسلوب اختیار کیا۔ یوں ان کا ضمیر بھی فاش کیا نیز ان کے شر سے لشکر اسلام بھی محفوظ رہا۔

اس مختصر بیان سے ان لوگوں کا نظریہ باطل ثابت ہوا جو صاحب مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کو مجتہد کا درجہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ما لا نص فیہ میں رسولؐ سے اجتہادی غلطی سرزد ہو جاتی ہے اور انبیاء ایسی باتوں میں، یعنی جہاں نص نہ ہو معصوم عن الخطاء نہیں ہیں۔ (المنار ۱۰:۳۶۵) جب کہ ما لا نص فیہ کے معاملے میں اللہ کا حکم ہے: وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ (یونس: ۱۰۹) "اللہ کا حکم آنے تک صبر کرو"۔ لہٰذا رسول (ص) حکم خدا کے بغیر فیصلے نہیں کرتے۔ ثانیاً اس نظریے سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول (ص) حکم خدا آنے سے پہلے فیصلہ کرتے ہیں اور ساتھ غلطی بھی کرتے ہیں۔ یوں بیان احکام میں رسول (ص) معصوم عن الخطا نہیں رہتے۔ اس طرح اساس اسلام منہدم ہو جاتی ہے۔ سبحانك هذا بهتانٌ عظيم

سوال نمبر 18: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کو کندھوں پر اٹھا کر ہجرت کی رات لے گئے مگر فتح مکہ میں کعبہ سے بت توڑتے وقت حضور ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ اٹھا سکے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیسے اٹھالیا؟

جواب ...... یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس کو چاہے نواز دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت و نیابت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر نازل فرمایا کہ میری خلافت کے بوجھ کو اٹھالو مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

مگر ایک انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کو نہ اٹھا سکے اور ہجرت کی رات اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اتنی قوت پیدا کر دی کہ انہوں نے حضور ﷺ کو اٹھالیا۔

اب شیعہ حضرات کی کتاب سے......

شیعہ مولوی ملا باذل ایرانی اپنی کتاب حملہ حیدری میں لکھتا ہے:

''کہ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسم میں اتنی طاقت پیدا کر دی گئی کہ انہوں نے بار نبوت کو اٹھالیا''

سوال نمبر 19: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ''صدیق'' لقب پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں؟

جواب ...... کئی احادیث ایسی ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صدیق ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے معراج النبی ﷺ کی تصدیق کی۔

شیعہ حضرات کی کتابوں سے ثبوت......

شیعہ حضرات کی کتاب کشف الغمہ کے ص 220 مطبوعہ ایران میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ تلوار کو چاندی سے مرصع کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جائز ہے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی سے مرصع کیا ہوا تھا۔

سوال کرنے والے نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا آپ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہتے ہیں؟

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اور تین بار اپنی جگہ سے اٹھ کر فرمایا: وہ صدیق ہیں، وہ صدیق ہیں، وہ صدیق ہیں اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں جھوٹا کرے یعنی اس کے دین وایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

فائدہ...... اگر تم امام جعفر رضی اللہ عنہ کو صادق یعنی سچا مانتے ہو تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق ماننا پڑے گا ورنہ امام جعفر صادق کی صداقت پر الزام ہوگا۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس لئے بھی صدیق کہا گیا کہ آپ نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق سب سے پہلے کی۔

القرآن...... والذی جآء بالصدق و صدق به (زمر:33)

ترجمہ: کہ جو شخص آیا حق اور سچ کے ساتھ وہ رسول ہیں جس نے تصدیق کی"

جس نے تصدیق کی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر مجمع البیان آٹھویں جلد ص **498** میں علامہ طبرسی نے بھی اس آیت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونا لکھا ہے۔

سوال نمبر 20: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک لقب حدیث کے مطابق عتیق یعنی آزاد ہے۔ یعنی وہ غلام تھے انہیں آزاد کیا گیا؟

جواب...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عتیق کا لقب حضور ﷺ نے دیا۔

الحدیث...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ پھر اسی دن سے وہ عتیق کے نام سے پکارے جانے لگے (ترمذی شریف، جلد اول، ص **208**)

دلیل...... پوری دنیا جانتی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اتنے مالدار تھے کہ انہیں کیا کوئی غلام بنائے گا بلکہ وہ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرا کے بارگاہ رسالت ﷺ میں لائے تھے۔

شیعہ کی معتبر تفسیر مجمع البیان جلد اول ص **502-501** پر علامہ طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے والے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ اور دیگر۔

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلامی سے آزاد نہیں بلکہ جنتی ہیں، جہنم سے آزاد ہیں۔

سوال نمبر 21: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منافق تھے (معاذ اللہ)؟

جواب......منافقین اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں اوران کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

القرآن: **یاایها النبی جاهد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیهم، وما وهم جهنم، وبئس المصیر**

(سورۂ توبہ، آیت 73، پارہ 10)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اوران پر سختی کرواوران کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کفار ومنافقین سے جنگ کرنے ،اوران پر سختی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے خلفائے ثلاثہ کو یوں نوازا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں اپنے نکاح میں قبول فرما کران کو شرف عطا فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایک نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔

کیا منافقین کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے؟

قرآن مجید میں ہے کہ کفار ومنافقین کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

القرآن......**ان المنافقین فی الدّرک الاسفل من النار**

ترجمہ: منافقین جہنم کے بدترین گڑھے میں ہوں گے۔

اعتراض کرنے والے کے نزدیک خلفائے ثلاثہ منافق ہیں لہذا ان کو جہنم کے بدترین درجے میں ہونا چاہئے مگر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما روضہ رسول ﷺ میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنت البقیع شریف میں آرام فرما ہیں جو کہ حدیث شریف کے مطابق جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

روضہ رسول ﷺ جنت کا باغ ہے

الحدیث...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے حجرۂ مقدس اور منبر پاک کا

درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (ترمذی جلد دوم، ص 231)

اب ہم شیعہ حضرات کی کتاب سے روضہ رسول ﷺ کو جنت کا باغ ثابت کرتے ہیں۔

دلیل...... حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرے منبر کے پائے جنت میں ہیں (فروغ کافی، جلد اول، ص 585)

دونوں کتابوں سے یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا روضہ مبارک جنت کا باغ ہے، تو پھر یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس میں موجود حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی جنت کے باغ میں ہیں۔ غرض یہ کہ حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین اگر (معاذ اللہ) منافق ہوتے تو سرکار اعظم ﷺ کے ساتھ گنبد خضریٰ میں آرام فرما نہ ہوتے۔

سوال نمبر 22: بعض لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں نہیں تھیں؟

جواب...... حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

دلیل...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ آسمانوں پر بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب دو نور والا ہے اور حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں کی بدولت حضور ﷺ کے داماد ہیں۔ (ابن عساکر)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں تھیں

شیعہ مذہب کی مستند کتاب منتہی الآمال میں عباس قمی نے فصل ہشتم "دربیاں احوال اولاد امجاد آنحضرت است" کا باب باندھ کر روایت نقل کی ہے کہ:

"در قرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ ازرائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ ام کلثوم و رقیہ و زینب و تزویج نمود فاطمہ را بحضرت امیر المومنین و زینب را بابی العاص بن ربیع کہ از بنی امیہ بود وام کلثوم را بعثمان بن عفان وپیش از آنکہ بخانہ عثمان برود برحمت الٰہی واصل شد و بعد ازاد حضرت رقیہ رابا و تزویج نمود"

ترجمہ: قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ رسول خدا ﷺ کی حضرت خدیجہ

رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ جو کہ بنوامیہ میں سے تھے، کے ساتھ ہوا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر جانے سے قبل (رخصتی سے قبل) ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شادی کردی (منتہی الآمال جلد اول، ص 79، سطر 22 تا 24 فصل ہشتم مطبوعہ ایران)

مشہور شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی نے بھی اپنی کتاب حیات القلوب فارسی جلد دوم باب پنجاہ یکم (51) میں یہی لکھا ہے۔

آسمانوں سے آواز آنا کہ حضرت مولا علی و عثمان رضی اللہ عنہما اوران کے ماننے والے کامیاب ہیں

شیعہ مسلک کی کتاب الروضہ میں ہے کہ محمد بن حلبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے سنا" **قال ینادی مناد من السماء اول النهار الا ان علیّا و شیعته هم الفائزون قال ینادی مناد اخر النهار الا ان عثمان و شیعته هم الفائزون**"

آپ نے فرمایا دن کے شروع ہوتے وقت آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے سن لو! بے شک علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اوران کے پیروکار کامیاب و کامران ہیں۔ پھر دن کے آخر میں ندا دینے والا دیتا ہے کہ بے شک حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) اوران کے پیروکار کامیاب و کامران ہیں (کتاب الروضہ، ص 310، سطر 17 تا 19، مطبوعہ ایران)

مہاجرین اور انصار کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا

شیعہ حضرات کی مشہور کتاب مناقب آل ابی طالب میں رسول پاک ﷺ کا مہاجرین و انصار کے لئے دعا فرمانا درج ہے وہ الفاظ ملاحظہ ہوں

لاعیش الاعیش الاخرة اللهم ارحم الانصار و المهاجرین

ترجمہ: نہیں بہتر زندگی مگر آخرت کی زندگی۔ اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر رحم فرما (مناقب آل ابی طالب جلد اول ص 185، مطبوعہ ایران)

قارئین کرام! حضرت ابوبکر صدیق، سیدنا فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما مہاجرین میں سے تھے جن کے لئے سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی۔ لہذا ان حضرات سے دشمنی وعداوت رسول ﷺ سے عداوت ہے۔

سوال نمبر 23: خون کا بدلہ ہر شخص نہیں مانگ سکتا، صرف مقتول کے ولی کو حق ہے پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کیوں کیا؟

جواب ...... حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور خلیفہ عام رعایا کا ولی ہوتا ہے۔ بادشاہ اسلام کے خون کے قصاص کا مطالبہ ہر مسلمان کر سکتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو نسبی لحاظ سے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب ترین رشتہ دار تھے۔ اس لئے کہ امیہ بن شمس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملتے ہیں (از کتاب: امیر معاویہ، ص 72)

سوال نمبر 24: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض یعنی نفرت رکھتے تھے، اس لئے ان سے جنگ کی؟

جواب ...... حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں عین جنگ کے زمانے میں حضرت عقیل ابن ابی طالب یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکا بہت ادب واحترام کیا۔ ایک لاکھ روپے نذرانہ پیش کیا اور ایک لاکھ روپے سالانہ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔

اس دوران حضرت عقیل فرمایا کرتے تھے کہ دین علی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے

(صواعق المحرقه، کتاب، امیر معاویہ ص 18)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نفرت ہوتی تو وہ ہرگز ان کے بھائی کی خدمت نہ کرتے اور وہ بھی جنگ کے دور میں ہو ہی نہیں سکتا۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب ''امامت وولایت'' کا اصل عکس

امامت وولایت

(علی علیہ السلام کی امامت پر مشتمل احادیث واقوال کا مجموعہ)

تالیف

ثقۃ المحدثین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء والمجتہدین

آقای حاج علامہ شیخ صدوق رضی اللہ تعالی عنہ

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

—— ناشر ——

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔ فون: 35425372

شیعہ حضرات کی مستند کتاب سے ثبوت: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کرنے کا مطالبہ کیا اور پھر مولا علی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ خدا ان پر رحمت کرے

(بحذف اسناد) اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: ضرار بن ضمرہ معاویہ کی مجلس میں داخل ہوا۔ معاویہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا: میرے سامنے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی تعریف وتوصیف کرو۔

ضرار نے کہا: اگر ہو سکے تو مجھے معاف کریں۔

معاویہ نے کہا: ہرگز نہیں! تم ضرور ان کی تعریف وتوصیف کرو۔

ضرار نے کہا: خدا علی علیہ السلام پر رحمت کرے، خدا کی قسم، وہ ہمارے درمیان ہماری طرح سے زندگی گزارتے رہے۔ ہمیں اپنے قریب کرتے اور ہمارے سوالوں کے جواب دیتے تھے۔ آپؑ کے گھر کا دروازہ کھلا رہتا تھا اور کوئی محافظ نہ ہوتا تھا۔

خدا کی قسم، اس کے باوجود وہ ہمارے اور ہم ان کے قریب تھے لیکن آپؑ کی ہیبت اور رُعب اس کی اجازت نہ دیتا تھا کہ ہم آپؑ کے ساتھ کسی بات کا آغاز کریں۔ جب وہ مسکراتے تو آپؑ کے دانت مروارید کی طرح ظاہر ہوتے۔

معاویہ نے کہا: مزید بیان کرو۔

ضرار نے کہا: خدا علی علیہ السلام پر رحمت کرے، وہ سوتے کم اور بیدار زیادہ رہتے تھے۔ آپؑ اکثر اوقات قرآن پڑھتے۔ اپنی جان خدا کے سپرد کردیتے۔ اس کی بارگاہ میں آنسو بہاتے، خود کو لوگوں سے پنہاں نہ کرتے، آپؑ نے مال وزر کی تھیلیاں نہیں بھریں، آپؑ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ (بے جا) نرمی نہ کرتے اور نہ جفاکاروں سے (بے جا) سختی کے ساتھ پیش آتے۔ اگر تم انھیں راتوں میں دیکھتے تو وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوتے۔ اپنی ریش مبارک پکڑ کر مارگزیدہ کے مانند پیچ وبل کھاتے اور گریہ کرتے ہوئے فرماتے:

اے دنیا! کیا تو میرے پیچھے (لگی ہوئی) ہے، یا مجھے اپنا مشتاق بنانا چاہتی ہے؟ دُور ہوجا! دُور ہوجا! اطمینان رکھ! مجھے تمھاری کوئی احتیاج نہیں ہے۔ میں نے

تمھیں تین طلاقیں دی ہیں کہ بازگشت کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

پھر فرماتے: آہ آہ! راستہ طویل، توشہ راہ کم اور سفر قیامت کی سختی زیادہ ہے۔

معاویہ نے گریہ کرتے ہوئے کہا: اے ضرار! کافی ہے۔ ہاں علیؑ ایسے ہی تھے خدا ان پر رحمت کرے۔ (امالی شیخ صدوق، مجلس ۹۱، حدیث ۲۳)

حضرت علیؑ کی شجاعت

حدّثنا الصائغ، عن محمّد بن العبّاس بن بسام قال: حدّثنا محمّد بن خالد بن إبراهيم قال: حدّثنا سويد بن عزيز الدمشقی، عن عبدالله بن لهيعة، عن ابن قنبل، عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال:

إنّ رسول الله ﷺ دفع الراية يوم خيبر إلى رجل من أصحابه فرجع منهزماً، فدفعها إلى آخر فرجع يجبن أصحابه ويجبنونه قد ردّ الراية منهزماً.

فقال رسول الله ﷺ : ﴿لأعطينّ الراية غداً رجلاً يحبّ الله ورسوله ويحبّه الله ورسوله، لا يرجع حتّى يفتح الله على يديه﴾.

فلمّا أصبح قال: ادعوا إليّ عليًّا.

فقيل له: يارسولَ الله هو رمد.

فقال: ادعوه.

فلمّا جاء تفل رسول الله ﷺ فی عينيه وقال: اللّهمّ ادفع عنه الحرّ والبرد، ثمّ دفع الراية إليه ومضى، فما رجع إلى رسول الله ﷺ إلاّ بفتح خيبر.

ثُمّ قال: إنّه لمّا دنا من الغموص أقبل أعداء الله من

ہمارا سوال: اگر (معاذ اللہ) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا بغض وعداوت ہوتا تو کیا وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کرنے کا مطالبہ کرتے؟ کیا وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے لئے دعائیہ کلمات ارشاد فرماتے؟

جنگ صفین اور جنگ جمل کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات

1...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جنگ صفین اور جنگ جمل میں میرے لشکر کے مقتول اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتول دونوں جنتی ہیں (بحوالہ: مجمع الزوائد جلد نہم، ص258)

2...... حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین پر واپسی پر فرمایا، امارات معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی خزانہ سمجھو کیونکہ جس وقت وہ نہ ہوں گے تم سروں کو گردنوں سے اڑتا ہوا دیکھو گے (بحوالہ: شرح عقیدہ واسطیہ)

3...... اگر فرمان رسول ﷺ کا پتہ ہوتا تو معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے لڑائی نہ کرتا (فرمان مولا علی رضی اللہ عنہ)

عروہ بن نعیم فرماتے ہیں ایک اعرابی نبی پاک ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا میرے ساتھ کشتی کر کے مجھے پچھاڑ دو، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہارے ساتھ کشتی کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہرگز کوئی شخص معاویہ پر کبھی غالب نہیں آئے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین کی جنگ میں کہا اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا (اخرجہ ابن عساکر، ازالۃ الخفاء فارسی مقصد دوم، ص278)

جنگ صفین اور جنگ جمل کے متعلق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ارشادات

1...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مسئلہ میں ہے اور اگر وہ خون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لے لیں تو اہل شام میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلے میں ہوں گا (بحوالہ: البدایہ والنہایہ، جلد ساتویں، ص259)

2...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم کے بادشاہ کو جوابی خط لکھا تو اس میں یہ لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے ساتھی ہیں اگر تو ان کی طرف غلط نظر اٹھائے گا تو تیری حکومت کو گاجر مولی کی طرح اکھاڑ دوں گا (بحوالہ: تاج العروس، ص221)

3...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نصرانی کتے! اگر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا لشکر تیرے خلاف روانہ ہوا تو سب سے پہلے مولا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سپاہی بن کر تیری آنکھیں پھوڑ دینے والا معاویہ ہوگا (بحوالہ: مکتوب امیر معاویہ از: البدایہ والنہایہ)

4...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک قتل کے مسئلہ پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا (بحوالہ: موطا

امام مالک)

5......حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صاحب فضل کہا (بحوالہ: البدایہ والنہایہ، آٹھویں جلد، ص131)

6 حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو سخت افسردہ ہوگئے اور رونے لگے (البدایہ والنہایہ، آٹھویں جلد، ص130)

سوال نمبر 25: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزارہا مسلمانوں کا خون بہایا نہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے نہ مسلمانوں کا اتنا خون بہتا؟

جواب ......سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جنگ غلط فہمی کی بناء پر ہوئی اور دونوں طرف کے مسلمان حق پر تھے لہذا دونوں طرف سے مارے جانے والے شہید ہیں۔

''مسلمانوں کے قتل کی تین صورتیں ہیں''

1......اس لئے اسے قتل کرنا کہ یہ مسلمان کیوں ہوگیا یہ کفر ہے

2......مسلمان کو دنیاوی عناد اور ذاتی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا یہ فسق اور گناہ ہے

3......غلط فہمی کی بنیاد پر مسلمانوں میں جنگ ہوجائے اور مسلمان مارے جائیں، یہ غلط فہمی ہے۔

نہ فسق نہ کفر اس تیسری قسم کے لئے یہ آیت ہے

القرآن......وان طائفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما

ترجمہ: اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرادو (سورۂ حجرات، آیت 9، پارہ 26)

اس آیت میں جنگ کرنے والی دونوں جماعتوں کو مسلمان قرار دیا گیا (کتاب: امیر معاویہ، ص64)

حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ بھی اس تیسری قسم میں داخل ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بکواس کرنا سخت گناہ ہے

عقلی دلیل......حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگاتے ہو کہ انہوں نے مسلمانوں کو قتل کرایا۔ یہ الزام خود حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی پڑتا ہے، کیونکہ جیسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مسلمان ساتھی شہید ہوئے۔ ویسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں کے ہاتھوں صحابی رسول حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما شہید ہوئے

(کتاب امیر معاویہ، ص 64)

مگر ہمیں دونوں ہستیوں کا ادب کرنا چاہئے کیونکہ دونوں ہمارے ایمان میں داخل ہیں۔ایک داماد رسول ہیں، دوسرے کاتب وحی ہیں۔جس طرح ہماری تلواریں خاموش رہیں، اسی طرح ہماری زبانیں بھی خاموش رہنی چاہئیں۔

سوال نمبر 26: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ اہلبیت کے دشمن تھے؟

جواب ......اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہلبیت کے دشمن ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ ان سے کبھی صلح نہ کرتے۔

حدیث شریف: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوبکرہ (نفیع بن حارث) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر شریف پر دیکھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے۔آپ ﷺ ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے، میرا یہ بیٹا سردار ہے اور بالیقین اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا (بخاری، کتاب الصلح، حدیث 2516، ص 1072، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرما کر ہزارہا مسلمانوں کا خون بچالیا۔پھر جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تب حضرت معاویہ امیر المومنین برحق ہوئے یہی مذہب اہلسنت ہے (از کتاب: امیر معاویہ، ص 21)

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف یوں فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

قسم ہے اللہ تعالیٰ کی علی شیر کی طرح تھے، جب پکارتے تھے اور جب سامنے آتے تو چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوتے جب کثیر عطا کرتے تو بارش کی طرح نظر آتے۔حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ تم افضل ہو یا علی (رضی اللہ عنہ)؟ آپ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے (قدموں کے) نشان بھی آل سفیان سے افضل ہیں (نفائس الفنون لمحمد بن محمود آملی

بحوالہ النہایۃ، ص 33)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یاد میں رونا شیعہ مجتہد کی کتاب سے

شیعہ مجتہد سید ہاشم بحرانی اپنی کتاب حلیۃ الابرار جلد اول ص 345 پر لکھتا ہے۔ معاویہ نے مولا علی کی شان میں قصیدہ سنا تو ان کی یہ کیفیت ہوگئی کہ آنسو جاری ہوگئے جو ان کی داڑھی پر گرے، وہ ان کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے آنسوؤں کو آستین سے صاف کر رہے تھے اور قوم کے حاضرین کے گلے بھی رونے کی وجہ سے بند ہو رہے تھے، پھر معاویہ نے کہا اللہ! ابوالحسن مولا علی رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ قسم ہے اللہ کی وہ انہی اوصاف کے مالک تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو ناپسند کرنے سے منع فرمانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! (حضرت) معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو، قسم ہے اللہ کی! اگر تم نے ان کی حکومت کو ضائع کر دیا تو تم دیکھو گے کہ کتنے ہی سر کندھوں سے جدا کئے جا رہے ہیں۔ جیسے اندرائن (تمہ) کو اس کی بیل سے جدا کیا جاتا ہے (مصنف: ابن ابی شیبہ، جلد 8، ص 726)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کہا

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ہدیہ پیش کیا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ دعائیہ کلمات بیان فرمائے۔

وصل اللہ قرابتک یا امیر المومنین

اے مومنوں کے امیر! اللہ تعالیٰ آپ کی قرابت کو ملائے (یعنی صلہ قرابت عطا فرمائے) اور آپ کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے (تاریخ دمشق، جلد 8، ص 17)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت نہ توڑنے کا اعلان فرمایا

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے کے مشورے دیئے جانے لگے تو آپ نے اس کا خوبصورت جواب دیا۔

بے شک ہم نے بیعت کر لی، اس پر قائم رہنے کا معاہدہ کرلیا، اب اس کے توڑنے کی کوئی راہِ جواز نہیں (اخبار الطّوال، ص220)

☆ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا۔ میں آپ کو ضرور بر ضرور وہ انعام دوں گا جو انعام میں نے آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو دوں گا۔ تو آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ درہم عطا کئے جو آپ نے قبول فرمالئے (مرقاۃ المفاتیح، مناقب اہل بیت جلد 11، ص380، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

☆ ایک دفعہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فوراً انہیں دو لاکھ عطیہ دیا اور اس پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا کہ آپ نے ہم سے افضل کسی شخص کو عطیہ نہیں دیا (ابن کثیر، جلد8، ص986)

سوال نمبر 27: بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی دشمن تھیں؟

جواب ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جنگ جمل میں شکست دی اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں، گرادیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ احترام کے ساتھ والدہ محترمہ سا ادب فرماتے ہوئے مدینہ واپس پہنچا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے مال پر قبضہ نہ کیا، نہ ان کے سپاہی پر کوئی سختی فرمائی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دشمنوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ آپ نے دشمن پر قبضہ پا کر اسے چھوڑ دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بحکم قرآن ہماری ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وازواجه امهتهم (احزاب:6)

”نبی (ﷺ) کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں“

اور ماں قرآن کے حکم سے بیٹے پر حرام ہے اور لونڈی مولیٰ پر حلال ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حرمت علیکم امهتکم

تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں (نساء:23)

اگر تم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ماں نہیں مانتے تو کافر اور اگر ماں مان کر لونڈی بنا کر رکھنا جائز سمجھتے ہو تو بھی کافر (صواعق المحرقہ، کتاب امیر معاویہ، ص17)

شیعہ حضرات کے ترجمہ قرآن وحاشیہ کا ٹائٹل عکس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

القرآن الکریم

بلاغ القرآن

ترجمہ وحواشی

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محسن علی نجفی مدظلہ العالی

ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ (لاہور)

شیعہ حضرات کے ترجمہ قرآن اور حاشیہ سے ثبوت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہیں کئی ازواج ہیں اور سب کی سب قابل احترام ہیں

...كُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ
...هْدِي السَّبِيْلَ ۝
...لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ
... فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا
... فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ
...كُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
...مَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا
...قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
...رَّحِيْمًا ۝
...اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ
...سِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۚ
...وَلُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
...بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ
...الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ
...تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۚ
...كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝
وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ
مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ
وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠
وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝
لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ
وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ

تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق بات کہتا اور (سیدھا) راستہ دکھاتا ہے۔ ☆

۵۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو اللہ کے نزدیک یہی قرین انصاف ہے، پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو یہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور جو تم سے غلطی سے سرزد ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، البتہ اس بات پر (گناہ ضرور ہے) جسے تمہارے دل جان بوجھ کر انجام دیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔

۶۔ نبی مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رو سے رشتے دار آپس میں مومنین اور مہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرنا چاہو، یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ ☆

۷۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح سے بھی اور ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے بھی اور ان سب سے ہم نے پختہ عہد لیا۔ ☆

۸۔ تاکہ سچ کہنے والوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور کفار کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۹۔ اے ایمان والو! اللہ کی وہ نعمت یاد کرو

۶۔ اس آیت میں تین اہم نکات بیان ہوئے ہیں:
الف: نبی کی ولایت مطلقہ یعنی نبی اپنی امت کے ہر فرد سے زیادہ اولی بالتصرف ہیں یعنی جو اختیارات مومنین کو خود اپنے اوپر حاصل نہیں ہیں وہ نبی کو حاصل ہیں، قانونی طور پر بھی اور جسمانی لحاظ سے بھی کہ اگر نبی کا حکم ہو تو اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا واجب ہے، جبکہ یہ اختیار از خود نہیں ہے۔
ب: وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ: ازواج نبی مومنین کے لیے قابل احترام اور حرمت نکاح کے لحاظ سے ماں کی طرح ہیں۔ البتہ نگاہ کرنے اور اولاد سے نکاح کرنے میں ماں کی طرح نہیں ہیں۔
ج۔ ابتدا میں مہاجرت اور مواخاۃ کے ذریعے توارث کا ایک وقتی قانون نافذ تھا، اس آیت کے ذریعے اسے منسوخ کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ میراث میں رشتہ دار زیادہ حقدار ہیں۔ باپ اور اس کی اولاد اُولُوا الْاَرْحَامِ کے مصداق اول ہیں اور میراث میں طبقہ اولی میں ہیں۔ حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کے بارے میں اسی آیت سے استدلال فرمایا۔
اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا: اپنے دوستوں پر احسان سے مراد وصیت ہے۔ وصیت کی صورت میں ارحام کے بغیر حصہ دار بن جاتے ہیں، مگر صرف ایک تہائی میں۔
۷۔ اللہ تعالی نے تمام انبیاء سے بالعموم اور اولوالعزم انبیاء سے بالخصوص ایک پختہ عہد لیا ہے۔ اس عہد سے کون سا عہد مراد ہے۔ اس آیت میں اس کی وضاحت نہیں ہے، تاہم یہ معلوم ہے کہ یہ عہد انبیاء علیہم السلام کی رسالت سے متعلق ہے۔ عہد و میثاق لے کر چھوڑا نہیں جاتا، بلکہ اس عہد کو پورا کر کے اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے والوں سے سوال ہو گا، جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: وَلَنَسْــَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ
۹۔ اس آیت اور اس کے بعد کی چند آیات میں جنگ خندق اور غزوہ بنی قریظہ کے واقعات کی طرف اشارہ ہے، جس لشکر نے مدینہ پر چڑھائی کی تھی وہ قریش قبیلہ غطفان اور یہود کا لشکر تھا۔ اس لشکر نے مدینہ کو محاصرے میں لے لیا۔ محاصرے کو تقریبا ایک مہینہ ہوا تھا، سرد ترین موسم میں ایک سرد ترین آندھی چلی جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور نظر نہ آنے والے لشکر سے مراد فرشتے ہی ہو سکتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان و عظمت

حدیث شریف: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ تم مجھے تین راتیں خواب میں دکھائی گئی تھی، فرشتہ تمہیں (تمہاری تصویر کو) ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لاتا رہا، مجھے اس نے بتایا کہ یہ آپ کی زوجہ ہے، میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو تم ہی اس (تصویر) میں تھی۔ میں نے کہا کہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے تو وہ اسے جاری فرمادے (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی ﷺ)

حدیث شریف: رسول پاک ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ عرض کیا کیوں نہیں، یعنی آپ ﷺ کی پسند کو میں پسند کرتی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے (عائشہ سے) محبت رکھو۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی ﷺ)

حدیث شریف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بے شک جبریل علیہ السلام میری تصویر ایک سبز ریشمی کپڑے میں رسول پاک ﷺ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہے دنیا اور آخرت میں (ترمذی شریف، مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی ﷺ)

حدیث شریف: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سرور کونین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو تمام عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو اور طعاموں پر فضیلت حاصل ہے (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب بدء الخلق، ص 509)

سوال نمبر 28: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کندھوں پر یزید کو لے جا رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہنمی پر جہنمی سوار ہے (معاذ اللہ)...... معلوم ہوا کہ یزید بھی دوزخی اور امیر معاویہ بھی دوزخی (نعوذ باللہ)؟

جواب...... ماشاء اللہ یہ ہے دشمنانِ صحابہ کی تاریخ پر نظر اور یہ ہے ان کی نادانی کا حال

دلیل...... یزید کی پیدائش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوئی، دیکھو کتاب جامع ابن اثیر اور کتاب

النا ہیہ وغیرہ۔

اعتراض کرنے والوں نے حضور ﷺ کے زمانہ میں یزید کو پیدا کروادیا کیا عالم ارواح سے یزید، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کندھے پر کود کر آگیا (لاحول ولاقوۃ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب اور آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان

جواب...... مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آپ کا نام معاویہ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف اور والدہ کی طرف سے نسب یوں ہے۔ معاویہ بن ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف اور عبدمناف سرکار اعظم ﷺ کے چوتھے دادا ہیں۔ اس لئے کہ سرکار اعظم ﷺ کا سلسلہ نسب یہ ہے ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والد کی طرف سے پانچویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں سرکار اعظم ﷺ کے نسب میں آپ کے چوتھے دادا عبدمناف سے مل جاتے ہیں جس سے ظاہر ہوا کہ آپ نسب کے لحاظ سے سرکار اعظم ﷺ کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں اور رشتے میں سرکار اعظم ﷺ کے حقیقی سالے ہیں۔ اس لئے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا جو سرکار اعظم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ اسی لئے عارف باللہ مولانا رومی علیہ الرحمہ نے اپنی مثنوی شریف میں آپ کو تمام مومنوں کا ماموں تحریر فرمایا ہے'' (خطبات محرم، ص 239۔240، مطبوعہ زاویہ پبلشرز، لاہور)

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت ہی خوبصورت گورے رنگ والے اور نہایت ہی وجیہ اور رعب والے تھے، چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ''معاویہ'' عرب کے ''کسریٰ'' ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ بہت ہی عمدہ کاتب تھے، اس لئے دربار نبوت میں وحی لکھنے والوں کی جماعت میں شامل کر لئے گئے۔ اسلام میں بحری لڑائیوں کے موجد آپ ہیں۔ جنگی بیڑوں کی تعمیر کا کارخانہ بھی آپ نے بنوایا خشکی اور سمندری فوجوں کی بہترین تنظیم فرمائی اور جہادوں کی بدولت اسلامی حکومت کی حدود کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہے اور اشاعت اسلام کا دائرہ برابر بڑھتا رہا، جابجا مساجد کی تعمیر اور درس گاہوں کا قیام فرماتے رہے'' (کرامات صحابہ، رضی اللہ عنہم، ص 184 اور 185)

حکیم الامت، تاجدار گجرات، مفسر شہیر حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن 7ھ میں اسلام لائے مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام

چھپائے رہے، پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے، وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے کہا جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ در پردہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لا چکے تھے۔ مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے۔

خاندان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "تطہیر الجنان" میں لکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شریک تھے جو فتح مکہ کے دن سرکار اعظم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں آئے اور مجھے عمرہ کی ادائیگی کے بعد مروہ کے پاس سرکار اعظم ﷺ کے سر مبارک کے بال تراشنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے۔ والدہ کی نسبت سے بھانجے تھے، ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے رشتہ سے نواسے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، امام حسن رضی اللہ عنہ سے بیس سال اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اکیس سال بڑے تھے۔

کتاب الاصابہ جلد دوم ص 179 اور المتقی ص 253 پر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ یعنی آپ کے والد حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا مکان سرکار اعظم ﷺ کے لئے مشرکین مکہ کی ایذا رسانی سے پناہ گاہ ثابت ہوتا تھا چنانچہ حافظ علامہ ابن عجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے طبقات ابن سعد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

سرکار اعظم ﷺ کو جب مشرکین مکہ اذیت و تکلیف پہنچاتے تو آپ ﷺ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر پناہ لیا کرتے تھے، اسی احسان کا بدلہ اور شکریہ سرکار اعظم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر یہ اعلان فرمایا **من دخل دار ابی فھو امن** یعنی ابتدائے اسلام کی عسرتوں اور پریشانیوں میں جو مکان پناہ گاہ سرکار اعظم ﷺ بنا، آج بھی اس میں جو پناہ حاصل کرے گا، اسے امان دے دی جائے گی (بحوالہ: مسلم شریف)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سیدنا ابوسفیان مولفۃ القلوب میں سے تھے، انہیں غزوہ حنین میں مال غنیمت دیا گیا، فتح مکہ کے دن ان کے گھر کو سرکار اعظم ﷺ نے دارالامن قرار دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور آپ کی زوجہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے اور سرکار اعظم ﷺ نے ان دونوں کے ایمان کو قبول فرمایا تھا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت سیدہ ام المومنین ام حبیبہ، رضی اللہ عنہا سرکار اعظم ﷺ کی پیاری زوجہ تھیں، اس نسبت سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سرکار اعظم ﷺ کے قریبی رشتہ دار

ہوئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سرکار اعظم ﷺ کے محبوب تھے۔

مطلب یہ کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خاندان کو سرکار اعظم ﷺ نے پسند فرمایا۔ اس لئے آپ کے خاندان سے رشتہ جوڑا۔

ایمان لانے کے بعد تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، لہٰذا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور آپ کی زوجہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا پاک دامن ہیں، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ صحابی رسول اور حضرت ہند رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں، اب ان کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی گمراہی ہے، کیونکہ جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ نے معاف فرمادیا۔ ہماری کیا اوقات کہ ہم ان کی ذات کے متعلق زبان درازی کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ راوی احادیث تھے

محدثین کی تحقیق کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سو ساٹھ احادیث نبوی روایت کی گئی ہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کسی راوی کو کسی انسان تو انسان اپنے جانور کو بھی دھوکہ دیتے دیکھ لیتے تو ان سے حدیث نہ لیتے کیونکہ جو شخص اپنے جانور کو دھوکہ دے سکتا ہے، وہ انسان کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے پس امام بخاری اور امام مسلم کا کثیر تعداد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات ان ائمہ حدیث کے نزدیک ثقہ تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول پاک علیہ ﷺ کی نظر میں

1......رسول پاک علیہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا

(مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث 17152، جلد 27، ص 383)

2......نبی پاک علیہ ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔ اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی فرما اور ہلاکت سے بچا، دنیا اور آخرت میں اس کی مغفرت فرمادے **(المعجم الاوسط، حدیث 1838، جلد اول، ص 498)**

3......رسول پاک علیہ ﷺ نے فرمایا اپنے امور میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گواہ بناؤ، بے شک وہ طاقتور اور امانت دار ہے

(البحر الزخار، حدیث 3507، جلد 8، ص 433، مسند الشامین حدیث 1110، جلد 2، ص 161)

4......امام طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی پاک علیہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے حق میں وصیت فرمایئے، بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے امین ہیں اور

عمدہ امین ہیں (المعجم الکبیر، حدیث 3902، جلد 3، ص 73)

5......رسول پاک ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتے ہیں (مجمع الزوائد، کتاب المناقب، حدیث 15923، جلد 9، ص 441)

6......امام طبرانی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ بے شک انہوں نے خواب میں دیکھا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) اہل جنت میں سے ہیں (المعجم الکبیر، حدیث 686، جلد 18، ص 307)

7......طبرانی نے اعمش سے روایت کی ہے کہ اگر تم معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھتے تو البتہ ضرور کہتے کہ یہ مہدی ہیں (المعجم الکبیر، حدیث 691، جلد 18، ص 308)

8......امام طبرانی نے صحیح رجال کی سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ نماز پڑھتا ہو (مسند الشامین، حدیث 282، جلد اول، ص 168)

9......سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو (بحوالہ: لسان المیزان)

10......سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو خبر دی جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں (بحوالہ: طبرانی شریف)

11......سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملکوں کی حکومت عطا فرما (بحوالہ: کنز العمال، جلد اول، ص 19)

فائدہ......اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت سرکار اعظم ﷺ کی دعاؤں سے نصیب ہوئی۔

12......حضرت ادریس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعید کو حمص کی گورنری سے معزول کیا تو ان کی جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حمص کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ خیر سے یاد کیا کرو وہ امت کے بڑے ہی بہتر آدمی ہیں۔ وہ فرمانے لگے، میں نے سرکار اعظم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی بنادے، مہدی بنادے (بحوالہ: ترمذی شریف)

فائدہ......اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمیشہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خیر سے یاد

کرتے اوران کانہایت ہی ادب واحترام کرتے، چنانچہ ہمیں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے ہوئے ان کے متعلق زبان سنبھال کر گفتگو کرنی چاہئے۔

13......سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا اے اللہ شام میں برکت عطا فرما اور یمن میں برکت عطا فرما (بحوالہ: بخاری شریف، کتاب الفتن)

فائدہ......ملک شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ تھا اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے معزز صحابی نہ ہوتے تو انہیں ایسے بابرکت ممالک کی امارت نہ دی جاتی۔

14......حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول پاک ﷺ کے کاتب تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مشورہ لیا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کاتب بنایا جائے یا نہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اس سے کتابت کروایا کریں وہ امین ہیں (البدایہ النہایہ، جلد 8، ص 127)

15......ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب ہے؟ عرض کیا میرا پیٹ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! اسے علم اور حلم سے بھر دے (الخصائص الکبریٰ، جلد 2، ص 293)

16......ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی پاک ﷺ سے کہا مجھ سے کشتی لڑیں! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا میں تم سے کشتی لڑتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے دعا دی کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کشتی لڑی اور اسے پچھاڑ دیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے کبھی جنگ نہ لڑتا (خصائص الکبریٰ، جلد 2، ص 199، ازالۃ الخفاء، جلد 2، ص 278)

17......رسول پاک ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک قمیص پہنائی تھی اور ان کے پاس نبی کریم ﷺ کی وہ قمیص، چادر، ناخن اور بال مبارک بھی موجود تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے حضور ﷺ والی قمیص کا کفن پہنا کر آپ والی چادر میں لپیٹ کر، ناخن اور بال مبارک میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیئے جائیں اور مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے (الاستیعاب ص 687، الاکمال مع المشکوٰۃ ص 617، البدایہ والنہایہ، جلد 8، ص 148)

18...... حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف کے دنوں میں شہنشاہ روم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی علاقے میں مداخلت شروع کردی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا کہ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو میں اپنے چچازاد بھائی علی (رضی اللہ عنہ) سے صلح کرلوں گا اور ہم دونوں مل کر تمہیں تمہارے گھر سے بھی نکال دیں گے اور تیرے لئے زمین تنگ کرکے رکھ دیں گے۔ شہنشاہ روم خوف زدہ ہوگیا اور صلح پر مجبور ہوگیا (البدایہ والنہایہ، جلد 8،ص 126، تاج العروس، جلد 7،ص 208)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں

1...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امت میں تفرقہ اور فتنہ برپا دیکھو تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اتباع کرو (بحوالہ: البدایہ والنہایہ)

2...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرو تو خیر سے کرو (بحوالہ: ترمذی شریف)

3...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً فقیہ ہیں (بحوالہ: البدایہ والنہایہ)

4...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ملکی حکومت کو زینت دینے والا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا (بحوالہ: تاریخ بخاری)

5...... فاتح عراق وایران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد اس دروازے والے (معاویہ) سے زیادہ حق فیصلہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا (بحوالہ: البدایہ والنہایہ، جلد 7،ص 123)

6...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا حضرات خلفائے راشدین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سرداری کی صفت میں ان حضرات سے بڑھ کر تھے (استعیاب، جلد دوم، ص 263)

7 حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار اعظم ﷺ کے بعد سرکار اعظم ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھنے والی نماز پڑھانے والا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہیں دیکھا (بحوالہ: مجمع الزوائد للعلامہ نورالدین)

8...... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سرکار اعظم ﷺ کے سامنے بیٹھ کر لکھا

کرتے تھے (بحوالہ: منبع الفوائد)

9...... حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان بارہ خلفاء میں شامل ہیں جن کی بشارت سرکار اعظم ﷺ نے دی (تطہیر الجنان ص 15)

10...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سرکار اعظم ﷺ کی ملاقات جنت کے دروازے پر ہوگی (بحوالہ: لسان المیزان، ص 25)

11 حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جبرئیل امین علیہ السلام نے سلام بھیجا (بحوالہ: البدایہ والنہایہ)

12...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جبرئیل امین علیہ السلام نے خیر کی وصیت کی (بحوالہ: البدایہ والنہایہ)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہمی صلح حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ اس امت کے لئے ہر اس چیز سے بہتر تھا جس پر کبھی سورج طلوع ہوا (بحوالہ: بحار الانوار، جلد دہم، ص 1641)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ علمائے اسلام کی نظر میں

1...... حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر جنگ میں ابتداء کی تو صلح میں بھی ابتداء کی (بحوالہ: صواعق المحرقہ)

2...... حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنا اتنا بڑا جرم ہے جتنا بڑا جرم حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا کہنا ہے۔ (بحوالہ: صواعق المحرقہ)

3...... حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلامی حکومت کے بہت بڑے سردار ہیں (بحوالہ: صواعق المحرقہ)

4...... حضرت امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کردار کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے بے شک یہی مہدی ہیں (بحوالہ: صواعق المحرقہ)

5...... حضرت امام اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ دیکھ لیتے تو تم کو معلوم ہوتا کہ حکمرانی اور انصاف کیا چیز ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ ان کے حلم کی بات کر رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا نہیں! خدا کی قسم ان کے عدل کی بات کر رہا ہوں۔ (العواصم، ص33 اور المنتقیٰ ص233)

6...... حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے کہ خواب میں ایک شیر کی زبانی آواز آئی جو منجانب اللہ تعالیٰ تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنتی ہونے کی بشارت دے دی جائے (بحوالہ: طبرانی شریف)

7 مشہور محدث حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو کہتے یہ مہدی ہیں (بحوالہ: البدایہ والنہایہ)

8 حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سرکار اعظم ﷺ کے صحابی، برادر نسبتی اور کاتب وحی ہیں جو آپ کو برا کہے اس پر لعنت ہے (بحوالہ: البدایہ والنہایہ)

9...... امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امام برحق ہیں۔ ان کی برائی میں جو روایتیں لکھی گئی ہیں سب کی سب جعلی اور بے بنیاد ہیں (بحوالہ: موضوعات کبیر، ص129)

10...... حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے خود اس شخص کو کوڑے مارے تھے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کیا کرتا تھا (بحوالہ: الصارم المسلول)

11...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت یافتہ اور ذریعہ ہدایت فرمایا اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں کا خلیفہ بننا تھا اور نبی امت پر شفیق ہے (ازالۃ الخفاء، جلد اول، ص573)

12...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتا ہے ایسے خنزیر شخص کے پیچھے نماز حرام ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

آپ نے ائمہ مجتہدین اور مفسرین کرام علیہم الرضوان کے اقوال کا مطالعہ کیا جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تمام حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام کرتے تھے اور احترام کرنے کا مسلمانوں کا بھی سبق دیا کرتے تھے اور زبان درازی سے روکا کرتے تھے۔

سوال نمبر 29: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف حضور ﷺ نے دعا کی۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث لاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ میں بلانے گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے آ کر یہ عرض کر دیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ کو بلاؤ، جب میں گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کھا رہے ہیں تو فرمایا ان کا پیٹ نہ بھرے اور حضور ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دعا کی، اس کا جواب دیں؟

جواب ...... اعتراض کرنے والے نے اس حدیث کو سمجھنے میں غلطی کی، کم از کم اتنی ہی بات سمجھ لی ہوتی کہ جو حضور ﷺ گالیاں دینے والوں کو معاف کر دیتے، وہ حضور ﷺ اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کیوں دعا کرینگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو رسول پاک ﷺ بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموشی سے واپس آ گئے اور حضور ﷺ سے واقعہ عرض کیا۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نہ کوئی قصور تھا نہ کوئی خطا اور حضور ﷺ ان کے خلاف دعا دیں، یہ ناممکن ہے۔

اب اعتراضات کے جوابات سنتے ہیں کہ عرب میں محاورتاً اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقع پر بھی بولے جاتے ہیں۔ ان سے کسی کے خلاف دعا مقصود نہیں ہوتی۔

مثلاً تیرا پیٹ نہ بھرے، تجھے تیری ماں روئے وغیرہ کلمات غضب کے لئے نہیں بلکہ کرم کے لئے ارشاد ہوئے ہیں اور اگر مان بھی لیا جائے کہ سرکار ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دعا دی تو بھی یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ کے نتیجہ میں رحمت بنی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اتنا مال دیا کہ انہوں نے سینکڑوں کا پیٹ بھر دیا۔ ایک ایک شخص کو بات بات پر لاکھوں لاکھوں روپیہ انعام دیئے کیونکہ حضور ﷺ نے اپنے رب جل جلالہ سے عہد لیا تھا کہ مولا عزوجل اگر میں کسی مسلمان کو بلاوجہ لعنت یا اس کے خلاف دعا کروں تو اسے رحمت اجر اور پاکی کا ذریعہ بنا دینا۔

الحدیث...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ اے اللہ تعالیٰ جس کسی کو برا کہہ دوں تو قیامت میں اس کے لئے اس کے خلاف دعا کو قرب کا ذریعہ بنا (بحوالہ: مسلم شریف)

اب سمجھ میں آ گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے سارے الزامات بے بنیاد ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی، عاشق رسول ﷺ اور جید صحابی ہیں۔

سوال نمبر 30: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کا معاملہ بیان کریں؟

جواب...... حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح:

"شمس التواریخ" میں علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفے میں داخل ہوئے، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور آپ کی خدمت میں تین لاکھ درہم پیش کئے۔ ایک ہزار لباس، تیس غلام آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ چھوڑ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ، بصرہ میں عبداللہ بن عامر کو حاکم مقرر کر دیا گیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق چلے گئے۔ یہ صلح نامہ ماہ ربیع الاول میں لکھا گیا تھا۔

"فتح الباری شرح صحیح بخاری" میں اس صلح نامہ کی تفصیلات موجود ہیں۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مدینہ شریف تشریف لے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بات پر صلح کر لی تھی کہ وہ شام کے امیر رہیں گے۔ اب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ کوفہ اور بصرہ کے امیر بھی رہیں گے۔ کوفہ کے لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اب وہ شام میں رہتے ہوئے سارے عراق اور عرب ممالک کے امیر اور حکمران تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے حوالے کر دی۔ ان سے بیعت بھی

کرلی۔ انہیں امیر المومنین بھی تسلیم کرلیا۔ اب لوگ ان پر اعتراض کرتے پھرتے ہیں، طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ یہ کتنی گمراہی اور بے دینی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی یہ غلطی خواہ اجتہادی تھی، یا آپ کی کمزوری، آپ کا خلافت سپرد کرنا درست تھا۔ اس پر اعتراض کرنا کتنی غلط روش ہے۔

''صاحب شمس التواریخ'' لکھتے ہیں کہ یہ صلح نامہ، تفویض خلافت اور وظائف کا قبول کرنا کسی دباؤ یا ڈر سے نہیں تھا بلکہ نہایت ہی نیک دلی سے تھا۔ حالانکہ اس وقت چالیس ہزار کا بہت بڑا لشکر آپ کے ساتھ کھڑا تھا اور یہ سارے لوگ لڑنے مرنے والے تھے۔ جنگ وقتال کے ماہر تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے جانثار تھے۔ ان سے بیعت کی ہوئی تھی۔ اگر ان سے جبر کیا جاتا تو یہ لوگ کیسے خاموش رہ سکتے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تیس سالہ دور خلافت میں آتا ہے۔ آپ کی خلافت صحابہ اربعہ کا تتمہ ہے۔ آپ نے اپنی خوشی اور رضامندی سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری کا اعلان کیا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت امارت تھی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ہم امارت اسلامیہ قرار دیتے ہیں اور یہ خلافت راشدہ سے متصل ایک صالح امارت ہے۔ آپ بیس سال تک امیر رہے۔ ہم ان کی خلافت کو سلطنت اسلامیہ کی ابتدائی منزل جانتے ہیں اور یہ امارت حقہ تھی۔ پھر آپ نے اپنے دور امارت میں عدل وانصاف، نظم ونسق، فتوحات اور مہمات کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا جو تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جانے والا ہے۔ آپ نے ملکی انتظامات کو بے مثال طریقہ سے سنبھالا۔ ان کی نگرانی کی۔ آپ نے جناب رسول اکرم ﷺ کی صحبت سے فیض پایا تھا۔ مہدی تھے، ہادی تھے، کاتب وحی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہیں شام کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔ وہ نہایت عدل وانصاف سے کام کرتے رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ اپنی جگہ پر قائم رہے اور کسی قسم کی بدنظمی اور حکم عدولی نہیں کی۔

صحابہ کرام کی خلافت اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں فرق

علامہ ابن خلدون اپنی مشہور ''تاریخ ابن خلدون'' میں لکھتے ہیں مناسب تو یہ تھا کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کو اصحاب اربعہ کی خلافت کے ساتھ لکھتے۔ وہ فضیلت اور عدالت میں حضور ﷺ سے ویسے ہی فیض یاب تھے، جس طرح چاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان۔ مگر سرکار اعظم ﷺ کا یہ فرمان کہ خلافت ثلثون (تیس سالہ دور خلافت) ہے، کا خیال کرتے ہوئے امارت کا باب مرتب کیا ہے۔ حقیقت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفائے رسول ﷺ میں

ہوتا ہے۔ مورخین نے آپ کے زمانہ خلافت کو دو وجوہات سے علیحدہ کیا ہے۔ پہلی تو یہ بات ہے کہ آپ کی خلافت عصبیت اور غلبہ سے قائم ہوئی جبکہ سابقہ ادوار میں صحابہ کے اعتماد اور اجماع سے ہوا کرتی تھی۔ ان سے پہلے جلیل القدر صحابہ مہاجرین و انصار خلیفہ کا انتخاب کرتے تھے اور یہ متفقہ ہوا کرتا تھا۔ کسی کو اختلاف یا اعتراض نہ ہوتا تھا مگر خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ غلبہ اور سیاسی قوت سے سامنے آئی تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دوبارہ خلافت بھی اسی طرح سامنے آئی۔ مگر وہ خلیفہ نہیں بلکہ امیر اور بادشاہ کی حیثیت سے سامنے آئے۔ انہوں نے اپنے طرز عمل سے خلفائے اربعہ کی یادوں کو تازہ کر دیا تھا۔ خلفائے بنو عباس میں اکثر ایسے تھے جو تبع شریعت و سنت تھے اور خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلتے رہے تھے۔ ان کی امارت اور بادشاہت خلافت سے کم نہیں تھی۔ ان کی شوکت اور قوت خلافت کے خلاف نہیں تھی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا طرز حکومت بھی عادلانہ تھا۔ انہوں نے زر پرستی اور دنیاداری کے لئے اقتدار نہیں سنبھالا تھا بلکہ سلطنت اسلامیہ کی وسعت اور بنیادوں کو مضبوط کرنا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو یکجا کیا اور سلطنت کے معاملات کو درست کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی افراتفری کو ختم کیا۔ باغی اور سرکشوں کو تابع فرمان خلافت بنایا۔ وہ ہر حالت میں سرکار اعظم ﷺ کے فرمان کے تابع رہے۔ اگرچہ وہ امیر تھے، ملوک میں سے تھے۔ مگر خلافت راشدہ کے تابع رہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے بعد ایک خاندان کے تسلط کو جاری رکھا گیا۔ یہ اسلامی طرز خلافت کے خلاف تھا۔ اسلام ایک خاندان کی حکومت قائم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سارے سلسلے ایک خاندان سے وابستہ ہو گئے۔ چنانچہ انہیں خلافت راشدہ سے علیحدہ رکھا گیا۔ وہ ایک خاندان کی حکومت کے حامی تھے۔ جبکہ خلفائے اربعہ مختلف خاندانوں پر مشتمل تھے اور محض رضائے الٰہی کے لئے بار خلافت اٹھاتے رہے تھے۔

تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت راشدہ کے احکام کو ہی نافذ کیا۔ اس میں نہ صرف اپنی مرضی برتی، نہ ظلم و جبر کو رواج دیا۔ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت کو دور خلافت کا ایک اہم حصہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کو مربوط کیا۔ محاصل کو ایمانداری سے عوام کے لئے وقف کر دیا۔ وہ بیت المال سے کثیر نذرانہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیتے رہے۔ ہر سال ان کی ضروریات سے بڑھ کر ادا کرتے رہے۔ پھر امام حسن رضی اللہ عنہ کے علاوہ اہل بیت کے دوسرے افراد بھی بیت المال سے کثیر وظائف پاتے رہے۔ آپ کی فرمائش اور سفارش کو بہ طیب خاطر قبول کرتے تھے۔ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کرنے گئے، جناب

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ان دنوں مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور اپنے قرضہ کا ذکر کیا اور پریشانی کا ذکر کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسی وقت اسی ہزار درہم ادا کئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور امارت اسلام کا ایک بہترین دور تھا۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امارت سنبھالی تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔ تمام بنی ہاشم، صحابہ کرام نے بلا اکراہ برضا و رغبت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ مگر جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے معاہدہ کیا تو ان تمام حضرات نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تائید کی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اعتماد کا اظہار کیا۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ ہم سارے مسلمان حکمرانوں کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسا صاحب تدبیر و بصیرت کہیں نظر نہیں آتا۔ آپ بیس برس تک امیر رہے۔ سارے ملک میں امن وامان تھا۔

کوفی امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکاتے تھے

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب ''جلاء العیون'' ص 12 پر ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی چشم بصیرت عطا فرمائی تھی۔ کوفی آپ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے اور مشورہ دیتے کہ آپ ان کے خلاف جنگ کریں۔ مگر آپ نے فرمایا کوفہ والو! میں تمہیں جانتا ہوں، تم نے اس شخص سے وفا نہ کی جو مجھ سے کہیں بہتر تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے والد محترم کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا تھا۔ آج میں تمہاری باتوں پر اعتبار کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں (جلاء العیون، ص 312)

کوفیوں نے محسوس کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جنگ کی بجائے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنا چاہتے ہیں اور منصب خلافت سے بھی دستبردار ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو تمام کے تمام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کے گھر کا سارا سامان، مال ومتاع لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ آپ جس جائے نماز پر ادا کر رہے تھے، وہ بھی کھینچ لی اور کندھے سے چادر بھی اتار لی۔ آپ کی لونڈیوں کے پاؤں سے خلخال تک اتروا لئے۔ ان حالات میں آپ کوفہ کو چھوڑ کر مدائن چلے گئے۔ یہاں بھی ان بے ادب لوگوں کا ٹولہ آ پہنچا اور آپ کے خلاف لوگوں کو اکسانے لگا۔ ایک بدبخت آگے بڑھا اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی جس پر آپ سوار

تھے۔ دوسرے نے آپ کی ران پر خنجر کا ایک وار کیا جس سے آپ زخمی ہو گئے۔

مختار ثقفی کون تھا؟

ان حالات میں آپ نے مدائن کے گورنر سعد بن مسعود ثقفی کے گھر پناہ لی۔ یہ سعد مختار ثقفی کا چچا تھا۔ یہ وہی مختار ثقفی ہے جسے شیعہ اپنا امام مانتے ہیں اور حضرت امیر مختار کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس شخص پر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اس کی کذب بیانیوں اور دعویٰ نبوت کے پیش نظر لعنت بھیجی تھی۔ اسے باقر مجلسی نے جہنمی قرار دیا تھا۔ مگر اسے اتنی رعایت دی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سفارش کر کے اسے بچالیں گے کیونکہ اس نے "السلام علیک اے ذلیل کنندہ مومناں" کہا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی ہے اور اس پیشن گوئی کی روشنی میں کی ہے جسے میرے نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب

"جلاء العیون" کے ص 324 پر کلینی نے بہ سند امام محمد باقر رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنا امت رسول میں ایک بہترین زمانہ تھا۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تو بہت سے تعصب پسند اظہار تاسف اور حسرت کرنے لگے اور چاہتے تھے کہ جنگ ہو۔ چنانچہ اس صلح کے دو سال بعد سلیمان بن صرر خزاعی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے معاویہ سے صلح کر لی ہے حالانکہ ہمارے پاس کوفہ کے چالیس ہزار لشکری موجود ہیں اور یہ سارے بڑے جنگجو اور مردان کارزار ہیں۔ وہ سارے آپ کے تابعدار تھے۔ آپ سے تنخواہ لیتے تھے مگر آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر کے زیادتی کی۔ اگر آپ نے معاہدہ کرنا ہی تھا تو اسلامی سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کرتے، ایک کے آپ مختار ہوتے اور دوسرے حصہ پر معاویہ رضی اللہ عنہ حکمران ہوتے۔ مگر آپ نے ساری سلطنت اسلامیہ ان کے حوالے کر دی جس سے لوگوں کو اطلاع نہیں ہو سکی۔ آج بھی اگر آپ چاہیں تو حالات کا رخ بدل سکتا ہے اور اس معاہدہ کو توڑ دیں کیونکہ جنگ میں ہر حیلہ روا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا جن حالات پر میری نگاہ ہے، تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر راضی ہو جاؤ اور مسلمانوں کی سلامتی کو اپنا مقصد بنالو۔ جنگ و جدل، فتنہ و فساد امت رسول کے لئے اچھا نہیں۔ ان خیالات سے دستبردار ہو جاؤ۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے تقیہ باز ساتھی

ان حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بڑے بڑے مضبوط لوگ بھی تقیہ باز تھے۔ آپ ان لوگوں کی فطرت سے واقف تھے اور آپ سرکار اعظم ﷺ کی پیش گوئی پر عمل پیرا ہوئے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو آپس میں خون بہانے کے بجائے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی تھی۔ سلیمان (تقیہ باز) کو یہ اختلاف تھا کہ آپ نے معاہدہ میں یہ کیوں نہیں لکھوایا کہ معاویہ کے بعد آپ خلیفہ ہوں گے۔ آپ نے تو دستبرداری کا اعلان کردیا اور کیا یہ کام مسلمانوں کے لئے بہتر تھا۔

جس کام کو امام حسن رضی اللہ عنہ اچھا کہیں، اب کسی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بکواس کرے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو دل سے نہ مانے، جس شخص کے حق میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دستبردار ہوں، اس کی خلافت پر اتفاق کریں، لوگ انہیں گالیاں دیتے ہیں، کیا مسلمان ایسا کرتے ہیں؟

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک

صلح کے معاہدے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بہت اچھا سلوک کیا۔ مدینہ منورہ میں ان کے آرام کا خیال رکھا۔ ہر طرح کی آسائش بہم پہنچائی۔ کوفہ، بصرہ اور عراق کے علاقوں میں جتنا مال تھا، وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیا۔ آپ پر جتنا قرض تھا، وہ سب ادا کردیا۔ ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ دینا شروع کردیا۔ ایک سال وظیفہ دینے میں تاخیر ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ کے بجائے پانچ لاکھ درہم ادا کئے۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے سارے اشراف مدینہ کو جمع کیا اور پانچ ہزار سے لے کر پانچ لاکھ درہم تک ان میں تقسیم کردیتے اور ہر ایک کو حسب مراتب انعام دیا۔ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا معاملہ آیا تو آپ کو اتنا دیا جتنا سارے شہر کے اشراف کو دیا تھا (یہ تفصیل شیعہ حضرات کی معتبر کتب طبری اور جلاء العیون میں موجود ہے)

ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ دمشق تشریف لے گئے، اتفاق سے فتوحات سے بہت سامان آیا۔ آپ نے سارا مال حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوتیں

شیعوں کی مشہور کتاب ''جلاء العیون'' میں ملا باقر مجلسی نے علیحدہ علیحدہ مقامات پر امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور دریا دلی کا تذکرہ کیا ہے۔ان کی فیاضی کے واقعات لکھے ہیں۔ان تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں شہزادگان لوگوں کو انعام واکرام سے نوازتے تھے۔ایک ایک سائل کو لاکھوں درہم ہزاروں دینار اور مال مویشی عطا فرمادیا کرتے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات کے پاس تو نہ مال تھا، نہ مال غنیمت، یہ دولت ان کے پاس کہاں سے آئی تھی۔اس کا جواب یہی ہے، اس سخی اور بااقتدار شخص کی فیاضیوں اور خدمات کا ثمرہ تھا جسے آج دشمن صحابہ ان دونوں شہزادوں کا دشمن تصور کرتے ہیں۔اس شخص کا نام معاویہ رضی اللہ عنہ ہے جس نے ان دونوں مبارک ہستیوں کو مالا مال کردیا تھا۔یہ ہیں وہ معاویہ رضی اللہ عنہ جنہیں آج منافق لوگ گالیاں دیتے ہیں۔

ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما مقروض ہوگئے۔امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا فکر نہ کرو، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جونہی پیسہ آئے گا سب سے پہلے ہمیں بھیجیں گے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔یہ اتنا مال تھا کہ تینوں نے اپنا قرض ادا کیا اور خود بھی سکون سے رہنے لگے۔اس وظیفہ سے سارے اہل بیت کی کفالت ہونے لگی۔

مدینہ کے گورنر کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے نام خط

شیعہ حضرات کی مشہور کتاب ''جلاء العیون'' کے ص 329 میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رپورٹ کی کہ مجھے عمرو بن عثمان نے بتایا ہے کہ عراق اور حجاز کے اکثر گروہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں اور انہیں خلافت پر قبضہ کرنے کے لئے اکساتے رہتے ہیں۔مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ فتنہ طوفان بن کر آپ کی حکومت کو تہہ وبالا نہ کردے۔آپ مجھے حکم فرمائیں کہ مجھے ایسے حالات میں کیا کرنا چاہیے؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ میں نے تمہاری رپورٹ پڑھ لی ہے۔میں اس کے مندرجات سے واقف ہوا ہوں۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت قابل احترام ہے۔تم ان کے معاملات میں دخل نہ دینا اور ان کے پاس آنے جانے والوں پر بھی پابندی نہ لگانا۔جب تک عراق اور حجاز کے لوگ میری بیعت سے بغاوت نہیں کرتے، اس وقت تک ان سے تعارض نہ کیا جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا خواب

امام غزالی علیہ الرحمہ ''کیمیائے سعادت'' میں احوال مرداں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا واللہ! میرا حق ثابت ہو گیا پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کر دیا گیا۔

حضرت ابوسفیان اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما پر رسول پاک ﷺ کی شفقت

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمان فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے اور نہ ہی انہیں بٹھا رہے تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے تین چیزیں مانگتا ہوں، آپ مجھے عطا فرما دیں! فرمایا کیا مانگتے ہو؟ عرض کیا میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل بیٹی ام حبیبہ موجود ہے۔ میں اسے آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ عرض کیا آپ ﷺ معاویہ کو اپنا کاتب بنالیں، فرمایا ٹھیک ہے۔ عرض کیا آپ مجھے امارت سونپ دیں تاکہ جس طرح مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتا رہا ہوں، اب مشرکین کے خلاف جنگ کر کے بدلہ موڑ سکوں فرمایا ٹھیک ہے (مسلم شریف، جلد 2، ص 304، صحیح ابن حبان، ص 1932)

امام نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم جلد 2، ص 304 پر فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول پاک ﷺ سے ہو چکا تھا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان ہونے کے بعد اسی نکاح کی تجدید اور اس پر اپنے قلبی اطمینان کی بات کر رہے تھے۔

سوال نمبر 31: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کائنات کو یزید پلید جیسا بیٹا دیا جس نے خاندان رسالت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے؟

جواب...... یہ اعتراض باطل ہے۔ بالغ اولاد اپنے قول و فعل کی خود ذمہ دار ہوتی ہے۔ بالغ بیٹے یا بیٹیوں کے کسی قول و فعل کا ذمہ داران کے والدین کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اگر یہ قانون تسلیم کر لیا جائے تو اس کی زد میں انبیاء کرام اور اہلبیت بھی

آئیں گے۔

القرآن: قال انی جاعلک للناس اماماً قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظّلمین ٥ (سورۂ بقرۃ پارہ 1، آیت 124)

ترجمہ: فرمایا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں (ابراہیم نے) عرض کی: اور میری اولاد سے (رب نے) نے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب رب تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں امام بنانے والا ہوں، یعنی تمہیں اعلان نبوت کی اجازت دینے والوں ہوں۔ تو آپ نے عرض کی، کہ اے اللہ! میری اولاد کو بھی امام بنانا تو رب تعالیٰ نے فرمایا:

القرآن: وبٰرکنا علیه وعلیٰ اسحٰق، ومن ذریتهما محسن و ظالم لنفسه مبین ٥

ترجمہ: اور برکت اتاری ہم نے ابراہیم پر اور اسحاق پر اور ان کی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا، اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا (سورۂ صافات، آیات 113، پارہ 23)

اس آیت میں محسن سے مراد مومن اور ظالم سے مراد کافر (تفسیر مدارک، امام نسفی بحوالہ جلالین)

واضح ہوا کہ حضرت ابراہیم اور اسحٰق علیہم السلام کی اولاد میں کوئی مومن ہیں، کوئی کافر ہیں۔ اگر فاسق اولاد سے باپ (معاذ اللہ) برا ہوتا ہے تو کیا کافر اولاد کی وجہ سے حضرت ابراہیم و اسحٰق علیہم السلام کو برا کہہ کر کوئی اپنے ایمان کا جنازہ نکالے گا؟

حضرت آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا قابیل ہے جس کے متعلق مفسرین کرام نے لکھا وہ شقی قاتل تھا۔ کیا اس کی بدبختی کی زد حضرت آدم علیہ السلام پر آئے گی؟ (معاذ اللہ) سادات کرام میں جہاں متقی پارسا لوگ ہیں، وہاں ان میں عملی حوالے سے کمزور افراد بھی ہیں۔ کیا فاسق و فاجر سادات کی وجہ سے حضرت امام حسن و حسین علیہم الرضوان کی شان میں کوئی اعتراض ہو سکے گا؟ نہیں! اولاد فاسق ہو تو آباء کی شان میں کوئی فرق لازم نہیں آئے گا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ یزید پلید کے فسق و فجور سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آپ کی صحابیت میں کوئی فرق آ سکتا ہے۔ آپ صحابی رسول ہیں، آپ کاتب وحی ہیں، مسلمانوں کے امام ہیں۔

سوال 32: کیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زہر دیا؟

جواب: بعض حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اور بعض نے کہا کہ یزید نے آپ کی بیوی جعدہ کے ذریعے زہر دلوایا۔ یہ دونوں قول باطل ہیں۔ آیئے معتبر محققین کی تحقیق کو دیکھئے۔

اور میرے نزدیک یہ بھی صحیح نہیں (کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو یزید نے زہر دلایا اور ان کے باپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف زہر دلانے کی نسبت کرنا بطریق اولیٰ صحیح نہیں (البدایہ والنہایہ جلد 8، ص 43، مطبوعہ والحدیث قاہرہ)

سب سے معتبر قول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا اپنا ہے

کہا جاتا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا زہر سے وصال ہوا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ہمیں اسماعیل نے ان کو عمیر بن اسحاق نے خبر دی کہ میں اور ایک میرے دوست حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس داخل ہوئے، تو آپ نے فرمایا کہ میرے جگر کے ٹکڑے نکل رہے ہیں۔ بے شک مجھے کئی بار زہر پلایا گیا لیکن اس مرتبہ کی طرح پہلے کبھی زہر نہیں پلایا گیا۔ اتنے میں آپ کے پاس (آپ کے بھائی) امام حسین رضی اللہ عنہ آ گئے، تو انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کو کس نے زہر دیا؟ تو آپ نے انہیں کوئی خبر نہ دی (الاصابہ فی تمییز الصحابۃ، علامہ ابن حجر عسقلانی، جلد 2، ص 64)

جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے زہر دینے والے کو نامزد نہیں کیا اور نہ ہی کسی سے انتقام لیا اور پھر دوسرے کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی پر تہمت لگائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال پر تعزیت

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر کا خط آیا تو اتفاقاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ان کے پاس موجود تھے، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہت اچھے طریقے سے تعزیت کی (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو صبر دلایا صبر کی دعا کی اسی کا نام تعزیت ہے) (البدایۃ والنہایۃ، جلد 8، ص 304، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تعزیت کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں مصیبتوں سے بچائے اور تمہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں غم میں نہ ڈالے۔ تو ان کے اس ارشاد کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے غم میں نہیں ڈالے گا اور نہ ہی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا کرے گا جب تک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو باقی رکھا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، جلد 8، ص 138، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ)

سوال نمبر 33: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل اسلام کے سخت دشمن تھے۔ ان کی زوجہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا پھر بھی آپ ان کی شان بیان کرتے ہو؟

جواب: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں باپ بیٹے صحابی ہیں اور ان کا خاتمہ صحابیت پر ہوا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں اور ان کا خاتمہ بھی صحابیت پر ہوا۔ اسلام قبول کرنے سے قبل کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان، رسول پاک ﷺ اور اسلام کے دشمن تھے مگر اسلام قبول کرنے سے جب شرک وکفر مٹ جاتا ہے تو پھر دوسرے جرم کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

حدیث شریف: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ ﷺ سے بیعت کروں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا، تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا میں نے ارادہ کیا کہ شرط منوالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری شرط کیا ہے؟ میں نے کہا یہ کہ میری مغفرت ہوجائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں (اسلام لانے کے بعد) اسلام پہلے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے، بے شک ہجرت اور حج پہلے گناہوں کو مٹادیتے ہیں (مسلم شریف، مشکوٰۃ کتاب الایمان، ص 14)

معلوم ہوا کہ اسلام لانے کے بعد ہر جرم ہر گناہ حتیٰ کہ کفر وشرک بھی معاف کردیا جاتا ہے لہذا اب بھی اگر کوئی حضرت ابوسفیان، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ہند رضی اللہ عنہا کو تنقید کا نشانہ بنائے تو پھر اس کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں

ایک آدمی نے حضرت معافی بن عمران بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

صحابی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہیں، کاتب رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔

سوال نمبر 34: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی چار نہیں بلکہ ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں حالانکہ ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

جواب...... ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

1۔ حضرت زینب، 2۔ حضرت ام کلثوم، 3۔ حضرت رقیہ، 4۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن

اب قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک نہیں متعدد صاحبزادیاں ہیں۔

القرآن...... وبنتک ونسآء المومنین (احزاب 59)

ترجمہ: اور صاحبزادیوں اور عورتوں سے فرمادو۔

بنتک دو سے زائد افراد یعنی جمع کے لئے آتا ہے

ثبوت شیعہ حضرات کی کتاب سے:

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب اصول کافی جلد اول ص 439 میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور بعثت سے پہلے جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت زینب وام کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں اور بعد از بعثت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

سوال نمبر 35: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صرف ایک زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں حالانکہ ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

جواب...... حضور ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات ہیں، اسی پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

القرآن......قل لازواجک (الاحزاب28)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے اپنی بیبیوں کو۔

اس آیت مبارکہ میں زوجک کی جمع ازواجک فرمایا گیا جو دو سے زائد کے لئے بیان ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی ساری ازواج اہلبیت ہیں۔ ان میں سے کسی سے بھی بغض یعنی نفرت رکھنا سرکار اعظم ﷺ سے نفرت رکھنا ہے۔

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت: رسول اللہ ﷺ کی ایک نہیں گیارہ ازواج تھیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴ چودہ ستارے

مؤلفہ
فخر العلماء الحاج
مولانا سید نجم الحسن قبلہ کراروی (پشاور)

ناشر
مکتبۃ الرضا
۸ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37245166

چودہ ستارے ۱۰۰

وفات کے بعد انتقال کیا۔ آنحضرتؐ کی بیویوں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) خدیجۃ الکبریٰ (۲) سودہ (۳) عائشہ (۴) حفصہ (۵) زینب بنت خزیمہ (۶) ام سلمہ (۷) زینب بنت جحش (۸) جویریہ بنت حارث (۹) ام حبیبہ (۱۰) صفیہ (۱۱) میمونہ۔

اولاد

آپ کے تین بیٹے تھے اور ایک بیٹی تھی۔ جناب ابراہیمؑ کے علاوہ جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔ سب بچے حضرت خدیجہؑ کے بطن سے تھے۔ حضورؐ کی اولاد کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت قاسم طیبؑ۔ آپ بعثت سے قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور دو سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

۲۔ جناب عبداللہ: جو طاہر کے نام سے مشہور تھے۔ بعثت سے قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

۳۔ جناب ابراہیمؑ: ۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ہجری میں انتقال کر گئے۔

۴۔ حضرت فاطمۃ الزہراؑ۔ آپ پیغمبر اسلام کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ آپ کے شوہر حضرت علیؑ اور بیٹے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ تھے۔ آں جنابہ کی نسل سے گیارہ امام پیدا ہوئے اور ان ہی کے ذریعہ سے رسول اللہ صلعم کی نسل بڑھی اور آپ کی اولاد کو سیادت کا شرف نصیب ہوا۔ اور وہ قیامت تک "سیدؔ" کہی جائے گی۔

حضرت رسول کریمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت میں میرے سلسلہ نسب کے علاوہ سارے سلسلے ٹوٹ جائیں گے اور کسی کا رشتہ کسی کے کام نہ آئے گا۔ (صواعق محرقہ ص ۹۳) علامہ حسین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ تمام انبیاءؑ کی اولاد ہمیشہ قابل تعظیم سمجھی جاتی رہی ہے ہمارے نبیؐ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ (روضۃ الشہداء۔ ص ۴۰۴) امام المسلمین علامہ جلال الدینؒ فرماتے ہیں کہ حضرات حسنینؑ کی اولاد کے لیے سیادت مخصوص ہے۔ مرد ہو یا عورت جو بھی ان کی نسل سے ہے وہ قیامت تک "سیدؔ" رہے گا۔" و یجب علی اجمع الخلق تعظیمھم ابداً" اور ساری کائنات پر واجب ہے کہ ہمیشہ ان کی تعظیم کرتی رہے۔

(لواقح التنزیل ج ۳ ص ۳ اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار شبلنجی ص ۱۱۴ طبع مصر)

☆ معلوم ہوا کہ ازواج رسول مومنوں کی مائیں ہیں اور مسلمانوں کے لئے قابل احترام ہیں

سوال نمبر 36: کیا حضور ﷺ کی دو صاجزادیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہیں تھیں؟

جواب...... حضور ﷺ کی دو صاجزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

دلیل...... ابن عساکر ص 105 پر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی سے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ آسمانوں پر بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب دونور والا ہے اور وہ حضور ﷺ کی دو صاجزادیوں کی بدولت آپ ﷺ کے داماد ہیں۔

شیعہ حضرات کی کتب سے ثبوت

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب ''حیات القلوب'' جلد دوسری ص 588 مطبوعہ ایران میں شیعہ عالم مصنف ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضور ﷺ کے لئے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو العاص سے کر دیا گیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور ابھی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر نہ گئی تھیں کہ وہ فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

معلوم ہوا کہ سرکار اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں صاجزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی تھیں اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین یعنی دونور والے کہلائے، یہ وہ فضیلت ہے، جو آج تک کسی کو حاصل نہیں۔

سوال 37: کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاجزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا؟

جواب...... جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاجزادی سے ہوا تھا۔

دلیل......شیعہ حضرات کی معتبر کتاب تہذیب الاحکام جلد دوم ص 238 مطبوعہ عراق مصنف شیخ ابو جعفر محمد بن علی طوسی۔ یہ کتاب شیعہ حضرات کے نزدیک مسلم شریف کے پائے کی ہے۔ کتاب الطلاق کے باب ''عدۃ النساء فیما'' رواہ محمد بن یعقوب۔ عبداللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار راوی ہیں کہ امام جعفر سے سوال کیا گیا جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عدت کہاں گزارے فرمایا جہاں چاہے۔ ''ان علیًا لما توفی عمر اتٰی ام کلثوم فانطلق بها الیٰ بیته'' کہ تحقیق جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے آئے۔

سوال نمبر 38: یہ ام کلثوم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہیں تھیں؟

جواب ......اگر یہ حضرت ام کلثوم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعلقات آپس میں اچھے اور دوستانہ تھے جس کی بناء پر ان کی لڑکی کی پرورش حضرت علی رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں (جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد شیعہ حضرات کی معتبر کتاب میں جیسا موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے آئے) اگر ایسا نہیں تو پھر اعتراض کرنے والے بتائیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کیسے آ گئی۔

سوال نمبر 39: یہ حضرت ام کلثوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی نہیں تھیں بلکہ کوئی اور ام کلثوم ہے فروغ کافی میں ام کلثوم بنت علی نہیں ہے؟

جواب......شیعہ حضرات کی معتبر کتاب ''مراۃ العقول شرح فروع واصول'' کے ص 448 کے باب ''فی قصہ تزویج ام کلثوم بنت امیر المومنین'' مطبوعہ عراق میں ہے کہ ''ان امیر المومنین زوج فلانا ابنتہ ام کلثوم'' یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فلاں یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح کر دیا۔

سوال نمبر 40: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نجران کی ایک جنّی کو حکم دیا کہ تو ام کلثوم کی صورت اختیار کر لے اس کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا گیا؟

جواب...... یہ بات صریح حماقت پر مبنی ہے۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب سے جواب

جلاء العیون، مطبوعہ ایران ص 82 ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو وہ ناراض ہو کر گھر سے نکلیں۔ چوں شب شد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ را بر دوش راست وحسین رضی اللہ عنہ را بر دوش چپ گرفت دوست ام کلثوم را بدست راست خود گرفت۔

کہ جب رات ہوئی تو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حسن رضی اللہ عنہ کو اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھایا اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے باپ کے پاس آ گئیں۔

آگے یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹی اٹھو۔ جب آپ اٹھیں رسول خدا امام حسن رضی اللہ عنہ را برداشت فاطمہ رضی اللہ عنہا امام حسین رضی اللہ عنہ را برداشت و دست ام کلثوم را گرفت از خانہ بسوئے مسجد آمدند۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے مسجد میں آ گئے۔

جلاء العیون مطبوعہ ایران کے صفحہ 76 پر ہے کہ جب خاتون جنت کا وصال پاک ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ان کے سامنے بیٹھے رو رہے تھے اور ان کے رونے سے متاثر ہو کر لوگ رو رہے تھے، ام کلثوم نمز دقبر حضرت رسول آمد۔ کہ ام کلثوم نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر آ کر گریہ زاری کرنے لگی۔

چنانچہ تمام دلائل و براہین سے بات ثابت ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ داماد علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر ان کی آپس میں نفرت ہوتی تو کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہ دیتے۔

سوال نمبر 41: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت شہربانو سے ہوا کیا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کروایا تھا؟

جواب...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قید ہو کر آنے والی سیدہ شہربانو رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے کروایا۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب سے دلیل

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب الصافی شرح اصول کافی مراۃ العقول شرح فروع اور اس کے علاوہ تمام معتبر کتب میں موجود ہے اور اس واقعہ سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت شیر بانو رضی اللہ عنہا قید ہو کر آئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شہزادی ہیں اور ان کا نکاح شہزادے ہی سے ہونا چاہئے، چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت شیر بانو رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو کوئی غلط مانتا ہو تو پھر حضرت شیر بانو رضی اللہ عنہا کو بھی غلط ماننا پڑے گا۔ کیونکہ وہ دور خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ایران کی فتح کے بعد قید ہو کر آئیں اور اگر حضرت شیر بانو رضی اللہ عنہا غلط ہوئیں تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت پر حرف آئے گا لہذا ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت حق پر تھی۔

سوال نمبر 42: کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان میدان جنگ خصوصا میدان احد سے بھاگ گئے تھے؟

جواب...... صحابہ کرام علیہم الرضوان پر یہ الزام لگانے والے بے وقوف ہیں۔ اگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھاگنا ہی تھا تو جنگ کے میدان میں اپنی جانیں نچھاور کرنے کیوں آتے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جنگ احد میں کفار مکہ نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں!

ایسی خبر کے بعد بھلا مسلمانوں کا جم کر لڑنا کیسے ممکن تھا جبکہ ان کو یہ خبر مل چکی تھی کہ ان کے آقا سید المرسلین ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس افراتفری اور خوف و ہراس کے عالم میں مجاہدین ادھر ادھر بھاگنے لگے تا کہ یہ معلوم کر سکیں کہ کیا ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ واقعی شہید کر دیئے گئے ہیں۔ ان کی اس بھاگ دوڑ کو میدان جنگ سے فرار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یا پھر جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہو گئی تو کچھ لوگوں نے مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے اپنے مقام کو چھوڑ دیا جس کو بھاگنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 43: جب میدان احد میں سرکار اعظم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو منع فرمایا تھا کہ کچھ بھی ہوجائے، گھاٹی نہیں چھوڑنا لیکن وہ پھر بھی گھاٹی چھوڑ کر مال غنیمت کے پیچھے گئے لہذا انہوں نے سرکار اعظم ﷺ کا حکم نہ مانا؟

جواب......صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بڑھ کر کائنات میں سرکار اعظم ﷺ کا مطیع اور فرمانبردار کوئی نہیں ہوسکتا۔ میدان احد میں تیرانداز صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گھاٹی اس لئے چھوڑ دی کہ وہ سمجھے کہ ہم فتح پاچکے ہیں جو کہ ان سے بھول ہوگئی جس کے باعث مسلمانوں کو بھاری نقصان ہوا۔

لیکن اللہ تعالٰی نے ان مجاہدین احد کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

القرآن...... واذ غدوت من اھلک تبوئی المومنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما، وعلیٰ اللہ فلیتوکل المومنین

ترجمہ......اے میرے محبوب ایک وقت وہ بھی تھا، جب تم اپنے بال بچوں سمیت صبح ہی نکل کھڑے ہوئے اور ایمان والوں کو لڑائی کے مورچے پر بٹھا رہے تھے اور خدا سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب تم میں سے دو گروہوں نے پسپا ہونے کا ارادہ کیا لیکن وہ پھر سنبھل گئے کیونکہ خدا تعالٰی ان کا سرپرست تھا اور مومنین کو خدا پر ہی بھروسہ رکھنا چاہئے **(سورۂ آل عمران، پارہ 4، آیت 121)**

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مجاہدین احد پکے مسلمان و مومن تھے، لشکر اسلام کے جانباز سپاہی تھے اور ان کا مددگار و سرپرست خود رحمٰن تھا۔

مجاہدین کی بھول پر معافی کا اعلان

القرآن...... ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطن ببعض ما کسبوا ج ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم

ترجمہ......کہ جو لوگ تم میں بٹ گئے جس دن ٹھہریں دو فوجیں سو ان کو ڈگمگایا شیطان نے کچھ ان کے اعمال کی شامت

سے اوران کو اللہ نے معاف کردیا ہے اور بخش دیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (سورۂ آل عمران، آیت155، پارہ4)

قرآن مجید کی اس آیت میں کھلے الفاظ میں معافی کا اعلان ہے تو پھر کسی انسان کو کیا حق ہے وہ اس معاملہ میں قیامت تک صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں بکواس کرتا پھرے۔

شیعہ کتب میں کھلا تضاد موجودہ کتاب میں یہ لکھا ہے کہ تمام صحابہ رسول خدا ﷺ کو میدان احد میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے

سنہ ۳ ہجری کے اہم واقعات

جنگِ اُحد:

جنگ بدر کا بدلہ لینے کے لیے ابوسفیان نے تین ہزار کی فوج سے مدینہ پر چڑھائی کی۔ ایک حصہ کا عکرمہ ابن ابی جہل اور دوسرے کا خالد بن ولید سردار تھا۔ آنحضرتؐ کے ساتھ پورے ایک ہزار آدمی بھی نہ تھے۔ ''احد'' پر لڑائی ہوئی جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو تاکید کردی تھی کہ کامیابی کے بعد بھی پشت کے تیر اندازوں کا دستہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے مسلمانوں کو فتح ہونے کو تھی ہی کہ تیر اندازوں کا وہی دستہ جس کو اپنی جگہ پر قائم رہنے کا حکم تھا خلاف حکم خدا اور رسولؐ مال غنیمت کے لالچ میں اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ جس کے نتیجہ میں فتح وکامرانی شکست ونامرادی سے بدل گئی۔ حضرت حمزہؓ ''اسد اللہ'' شہید ہو گئے۔ میدان میں بھگدڑ پڑ گئی۔ بڑے بڑے مدعیانِ شجاعت سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اور کسی نے رسولؐ اسلام کی طرف توجہ نہ دی۔ تواریخ میں ہے کہ تمام صحابہ رسول خدا کو میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بروایت الیعقوبی ص ۳۹ صرف تین صحابی رہ گئے۔ جن میں حضرت علیؑ اور دو اور تھے۔ بروایت بخاری حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور عثمان بھی بھاگ نکلے۔ درمنثور ج ۲ ص ۸۸ کنز العمال ج ۱ ص ۲۳۸ میں ہے کہ حضرت ابوبکر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں چوٹی پر اس طرح اُچک رہا تھا جیسے پہاڑی بکری اچکتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ یہ سب بھاگ رہے تھے اور رسولؐ چلا رہے تھے کہ مجھے تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو مگر کوئی منہ پھیر کر نہ دیکھتا تھا۔ (پ ۴ رکوع ۷ آیت ۱۵۳) ایک شخص نے گوپھنہ میں رکھ کر آنحضرت کی طرف پتھر مارا جس کی وجہ سے آپؐ کے دو دانت شہید ہو گئے اور پیشانی مبارک مجروح ہو گئی۔ تلواروں کے کئی زخم بھی آئے اور آپ ایک گڑھے میں گر پڑے۔ جب سب بھاگ رہے تھے۔ حضرت علیؑ محو جہاد تھے اور تحفظ رسالت بھی کر رہے تھے۔ بالآخر کفار کو ہٹا کر آنحضرت صلعم کو پہاڑی پر لے گئے۔ رات ہو چکی تھی۔ دوسرے دن صبح کے وقت مدینہ کو روانگی ہوئی۔ اس جنگ میں ۷۰ مسلمان مارے گئے۔ اور ستر ہی زخمی ہوئے۔ اور کفار صرف تیس قتل ہوئے جن میں بارہ کافر علیؑ کے قتل کیے ہوئے تھے اس جنگ میں بھی علمبرداری کا عہدہ شیر خدا حضرت علیؑ کے ہی سپرد تھا۔

مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت علیؑ محو جنگ رہے آپ کے جسم پر سولہ ضربیں لگیں اور آپ کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔ آپ بہت کافی زخمی ہونے کے باوجود تلوار چلاتے اور دشمنوں کی صفوں کو اُلٹتے جاتے تھے۔ (سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۲۷۷) اسی دوران میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ''علیؑ تم کیوں نہیں بھاگ جاتے۔ ''عرض کی مولاؐ''

جبکہ دوسری جانب شیعہ حضرات کی مستند تفسیر سے

غزوہ احد میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی کا ثبوت

سید عالم ﷺ نے غزوۂ احد میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی کی تعریف خود اپنی زبان سے فرمائی جو کہ شیعہ مفسر طبرسی نے اپنی تفسیر مجمع البیان میں ’’ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم ‘‘ اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا۔ بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے (سورۂ آل عمران، آیت 155، پارہ 4) کے تحت ان الفاظ میں درج کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اعاد تعالیٰ ذکر العفو تاکید الطمع المذنبین فی العفو ومنھا لھم عن الیأمس وتحسینا یظنون المومنین (ان اللہ غفور حلیم) قدمر معناہ وذکر ابو القاسم البلخی انہ لم یبق مع النبی یوم احد الاثلاثۃ عشر نفا خمسۃ من المھاجرین ثمانیۃ من الانصار فاما المھاجرون فعلی وابوبکر و طلحۃ و عبدالرحمن بن عوف و سعد ابن ابی وقاص

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے معافی کا ذکر دوبارہ اس لئے فرمایا ہے تاکہ گنہ گاروں کو اپنی معافی کی خواہش پر پختگی ہوجائے اور ان کی ناامیدی اور مایوسی ختم ہوجائے۔ مومنوں کے حسن ظن کو تقویت پہنچے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا حلم والا ہے۔ اس معنی بیان کیا جاچکا ہے۔ ابوالقاسم بلخی نے ذکر کیا ہے کہ احد کے دن نبی پاک ﷺ کے ساتھ صرف تیرہ اشخاص باقی رہ گئے۔ پانچ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔ پس مہاجرین میں سے حضرت علی، حضرت ابوبکر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

(تفسیر مجمع البیان، جلد اول، ص 524، سطر 8 تا 11، مطبوعہ بیروت)

نوٹ: شیعہ حضرات کی دونوں کتابوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ شیعہ حضرات کی کس کتاب کو صحیح مانیں؟ ایک کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد میں بھاگنے والا لکھا اور دوسری کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول پاک ﷺ کے ساتھ غزوۂ احد میں ثابت قدم رہنے والوں میں لکھا۔

سوال نمبر 44: کیا جنگ بدر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کرنے والے تھے؟

جواب ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ حقیقت میں شیر خدا ہیں مگر میدان بدر میں سب سے زیادہ بہادر اور سرکار اعظم ﷺ کی ظاہری حفاظت کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے قریب تھے۔

دلیل ...... تاریخ الخلفاء کے ص 29 پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت بڑے بہادر تھے۔ اس لئے کہ جنگ بدر میں ہم نے سرکار اعظم ﷺ کے لئے ایک اونچی جگہ بنادی تھی اور پھر ہم نے مشورہ کیا کہ سرکار اعظم ﷺ کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ کون رہے تاکہ مشرکین مکہ سرکار اعظم ﷺ پر حملہ نہ کرسکیں تو فیصلہ ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سرکار اعظم ﷺ کے ساتھ رکھا جائے اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہم میں سے کوئی بھی سرکار اعظم ﷺ کے قریب نہ تھا۔

شیعہ مورخ ملا باذل ایرانی کے اشعار

مشہور شیعہ مورخ باذل ایرانی لکھتا ہے کہ:

ابوبکر نزد نبی داشت جائے
بگفت ای بحق خلق راہنمائے

کہ جنگ بدر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سرکار اعظم ﷺ کے بہت قریب تھے۔

شیعہ حضرات کا سفید جھوٹ: حضرت ابوبکر نے غزوۂ بدر میں جنگ نہیں کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودہ ستارے

مؤلفہ

فخر العلماء الحاج

مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی (پشاور)

ناشر

مکتبۃ الرضا

مدبیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph: 042-37245166

کر رہا ہے تو اُن کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور دنیا اندھیر ہوگئی اور وہ مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے لگے کہ اس بڑھتی ہوئی طاقت کو کچل دیں۔ اس کے نتیجہ میں حضرت کو مشرکین قریش اور یہودیوں کے ساتھ بہت سی دفاعی لڑائیاں لڑنی پڑیں جن میں سے اہم موقعوں پر حضرت خود فوج اسلام کے ساتھ تشریف لے گئے۔ ایسی مہموں کو غزوہ کہتے ہیں اور جن موقعوں پر آپ اصحاب میں سے کسی کو فوج کا سردار بنا کر بھیج دیا کرتے ان کو "سریہ" کہا جاتا ہے۔ غزوات کی مجموعی تعداد چھبیس ۲۶ ہے۔ جن میں بدر۔ احد۔ خندق۔ خیبر اور حنین بہت مشہور ہیں اور سریوں کی تعداد چھتیس ۳۶ تھی۔ جن میں سب سے مشہور "موتہ" ہے۔ جس میں حضرت جعفر طیار شہید ہوئے۔

جنگ بدر:

مدینہ منورہ سے تقریباً اسی ۸۰ میل پر بدر ایک گاؤں تھا۔ مدینہ میں خبر پہنچی کہ قریش بڑی آمادگی کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں اور سننے میں آیا کہ ابوسفیان تیس سواروں کے ساتھ ہزار آدمیوں کے قافلہ کے ہمراہ شام سے اسباب تجارت مکہ لیے جا رہا ہے اور نواح مدینہ سے گزرے گا۔ حضرت رسولؐ خدا (۳۱۳) ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور مقام بدر پر جا اُترے۔ قریش نو سو پچاس (۹۵۰) آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ابوسفیان سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ لڑائی ہوئی خدا نے مسلمانوں کو مدد دی، جس سے یہ فتح یاب ہوئے۔ ۷۰ کفار مارے گئے۔ ۷۰ ہی اسیر ہوئے۔ چھتیس کافروں کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اس لڑائی میں ابوجہل اور اس کا بھائی عاص اور عتبہ شیبہ ولید بن عتبہ نیز اسلام کے بہت سے دشمن مارے گئے۔ اس پہلی اسلامی جنگ کے علمبردار حضرت علیؑ تھے۔ قیدیوں میں نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط قتل کر دیے گئے اور باقی لوگوں کو زرفدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر نے اس غزوہ میں جنگ نہیں کی۔ غزوۂ بدر کے بعد کفار کے گھر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ اور مقتولین کے انتقام کا جذبہ مکہ کے پیر و جوان میں پیدا ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں احد کا معرکہ رونما ہوا۔

یہ جنگ ماہ رمضان ۲ھ میں واقع ہوئی ہے۔ اسی ۲ھ میں روزے فرض کیے گئے اور عید الفطر کے احکام نازل ہوئے۔ اور غزوہ بنو قینقاع سے واپسی پر عید الاضحیٰ کے احکام آئے اور خمس واجب کیا گیا۔

سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی جانثاری کا ثبوت شیعہ کتب سے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی اور رسول پاک ﷺ پر مال وجان قربان کردینے کا جذبہ رکھنے کی تصدیق شیعہ حضرات کی مشہور کتاب حملہ حیدری کے ان اشعار میں بھی ہے۔

بپاخاست ابوبکر از جا نجو	وزاں پس عمر قد خود کہ دراست
بگفتند یا سید المرسلین	قدم پیش بگذار وما را ببیں
کہ با دشمن دیں چہا میکنم	چساں در رہت فدا میکنم
وزاں پس زجا خواست مقداد نیز	بگفت اے حبیب خدائے عزیز
بودتا بتن جان وورکف عناں	بیاریم شمشیر بر دشمناں
ازاں گشتہ خوش دل رسول خدا	بفرمود درحق ایشاں دعا

ترجمہ: جلدی سے حضرت ابوبکر عرض کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو معاان کے بعد حضرت عمر بھی کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے۔ اے رسولوں کے سردار! آپ ﷺ میدان جنگ میں تشریف لے چلیں پھر دیکھیں ہم کیا کچھ کرتے ہیں۔ دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ ﷺ پر ہم کس طرح جان قربان کرتے ہیں۔ بعدازاں حضرت مقداد اٹھے اور عرض کرنے لگے۔ اے خدا کے حبیب! جب تک میرے ہاتھ میں طاقت اور جسم میں جان ہے، دشمنوں پر تلوار چلاتا رہوں گا۔ یہ سن کر رسول خدا ﷺ خوش ہوئے اور ان حضرات کے حق میں دعا فرمائی (حملہ حیدری، ص 42-43، مطبوعہ تہران)

سوال نمبر 45: کیا سورۂ منافقون صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حق میں نازل ہوئی؟ (معاذ اللہ)

جواب...... دشمنانِ صحابہ علم سے دوری کی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور منافقین میں فرق بھی نہ کرسکے۔ دشمنانِ صحابہ عدات کی بنیاد پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو منافق کہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن بنایا ہے۔

القرآن: قولوا امناً باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و اسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط

وما اوتی موسیٰ وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن له مسلمون o

ترجمہ: تم کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا اور جو نازل ہوا ابراہیم واسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اوران کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسٰی کو اور جو (دوسرے) نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے عطا ہوا۔ نہیں فرق کرتے ہم ان میں سے کسی کے درمیان (ایمان لانے میں) اور ہم اسی (رب) کے فرماں بردار ہیں

(سورۂ بقرہ، آیت 136، پارہ 1)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمانی اقرار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زبانی کرایا دل میں چھپنے نہیں دیا تاکہ ایمان بالتقیہ شریعت اسلامیہ میں باطل ہو جائے اور دوسرا اس لئے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دشمن ان کے ایمان پر حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے رب کریم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زبان مبارک سے کہلوا کر قرآن میں تحریر لکھ دی تاکہ ان کی ایمانی سند تحریر قیامت تک باقی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین سے خبیث منافقین کو علیحدہ کر دیا

القرآن......ماکان اللہ لیذر المومنین علیٰ ماانتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیب

ترجمہ......اے لوگو! اللہ ایمان والوں کو اس حال پر نہ چھوڑے گا جس پر تم ہو یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو پاک سے (سورۂ آل عمران، پارہ 4، آیت 179)

شیعہ حضرات کی کتب سے اس آیت کی تفسیر

ترجمہ......اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں کہ مومنین کو اس حالت پر چھوڑے جس پر تم ہو حتیٰ کہ خبیث کو طیب سے علیحدہ کرے یعنی جھوٹے منافق کو سچے مومن سے علیحدہ کرے نعاس کے ساتھ جس نے ان کے درمیان تمیز کی (تفسیر قمی، شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر، ص 65)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ امور ارشاد فرمائے۔

1......کفار و منافقین خبثاء ہیں۔

2......اصحاب رسول ﷺ ایمان والے ہیں

3......اصحاب رسول ﷺ صرف مومنین ہی نہیں بلکہ پاکیزہ بھی ہیں۔

4......اللہ تعالیٰ نے خبیثوں کو پاک لوگوں سے علیحدہ کر دیا۔ منافقین کو اپنے محبوب ﷺ سے دور کر دیا اور صحابہ کرام علیہم

الرضوان کو قریب کردیا۔

منافقین سے جنگ کرو، سختی کرو، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

القرآن......**یاایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم، وما وٰھم جھنم، وبئس المصیرo**

(سورۂ توبہ، پارہ 10، آیت 73)

ترجمہ......اے نبی کفار و منافقین سے جنگ کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کفار و منافقین کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے رہنے کی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین سے جنگ کرنے، ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے، جو کہ سرکار اعظم ﷺ نے کفار و منافقین کے ساتھ کیا اگر (معاذ اللہ) صحابہ کرام علیہم الرضوان منافق ہوتے تو سرکار اعظم ﷺ ان سے بھی جنگ کرتے اور ان پر بھی سختی کرتے لہٰذا معلوم ہوا کہ منافقین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بڑا فرق ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے انعامات

القرآن......**لٰکن الرسول والذین امنوا معہ جھدوا باموالھم وانفسھم، واولٰئک لھم الخیرات واولٰئک ھم المفلحون o اعدّ اللہ لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا، ذٰلک الفوز العظیمo** **(سورۂ توبہ، آیت 89-88، پارہ 10)**

ترجمہ......لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے (کافروں سے) اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کیا انہی کے لئے سب بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے بھلائیاں اور جنت کی نعمتوں کو عطا کرنے کا اعلان فرمایا گیا ہے۔

منافقین کے لئے جہنم کا وعدہ

القرآن...... **وعد اللہ المنٰفقین والمنٰفقٰت والکفار نار جھنم خٰلدین فیھا، ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیمo**

ترجمہ......اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے نار جہنم کا وعدہ فرمایا، اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ

انہیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان پر ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے (سورۂ توبہ، آیت 68، پارہ 10)

اس آیت میں منافقین سے جہنم کا وعدہ کیا گیا ہے جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے جنت کا وعدہ کیا گیا۔

مہاجرین اور انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جنت کی ضمانت

القرآن...... والسبقو والاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنٰت تجری تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابداً ذٰلک الفوز العظیم o

(سورۂ توبہ، آیت 100، پارہ 11)

ترجمہ...... اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے اور جنہوں نے نیک کاموں میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ابد تک ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں مہاجرین اور انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور جنت میں ہمیشہ رہنے کا مژدہ سنایا ہے۔ یہ وہی مہاجرین اور انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جنہوں نے سرکار اعظم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین اور خلیفۃ الرسول منتخب کیا تھا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی سند عطا فرمائی

القرآن...... وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ، ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج، ملۃ ابیکم ابراھیم، ھو سمّٰکم المسلمین من قبل وفی ھذا لیکون الرسول شھیداً علیکم وتکونوا شھدآء علی الناس (سورۂ حج، آیت 78)

ترجمہ...... اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا اس نے تمہیں برگزیدہ کرلیا اور وہ دین میں تم پر کچھ تنگی نہیں رکھی (تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا پہلی کتابوں میں اور (قرآن) میں تاکہ (نگران) رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

اس آیت کریمہ مذکورہ بالا سے یہ سات امور بھی ثابت ہوتے ہیں......

1...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اللہ تعالیٰ نے تمام امت سے برگزیدہ فرمایا۔

2...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دین میں کوئی تنگی نہیں دی۔

3...... حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

4...... صحابہ کرام علیہم الرضوان دین ابراہیم علیہ السلام پر ہیں۔

5...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نام اللہ تعالیٰ نے مسلمان رکھا ہے۔ ان کو سرکار اعظم ﷺ نے مسلمان بنایا اور اللہ تعالیٰ ان کو "سمٰکم المسلمین" فرما کر اسلام کی سند عطا فرما دی جس کو کوئی عالم دین مسلمان کر کے سند لکھ دے اس کو کوئی کافر نہیں کہہ سکتا۔ اگر کوئی کافر کہہ دے تو اس پر دعویٰ کیا جائے تو وہ سزا یافتہ ہو جاتا ہے تو جس کو سرکار اعظم ﷺ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہو اور ان کے مسلمان ہونے کی سند رب کریم نے دی ہو تو دنیا کا کوئی مسلمان مومن ان کے ایمان میں شبہ نہیں کر سکتا۔ اگر کرے تو اس کا دعویٰ کسی صحابی کے خلاف نہیں بلکہ اس کا دعویٰ رب کریم کے خلاف ہوگا، کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مسلمان ہونے کی سند اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

6...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نام مسلمان توریت وانجیل کتب سابقہ سماویہ میں ہے۔

7...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اسلام از روئے قرآن بھی ثابت ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہاتھ خدائی ہاتھ تھا

القرآن...... ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم، فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ، ومن اوفیٰ بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجراً عظیماً o

ترجمہ...... بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے بیعت توڑی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا جو اس نے اللہ سے کیا (تھا) تو عنقریب اللہ اسے بہت بڑا اجر دے گا (سورۂ فتح، آیت 10، پارہ 26)

سرکار اعظم ﷺ جس شخص سے بیعت فرماتے، بیعت کا ہاتھ سیدھا ہی ہوتا تھا تو ثابت ہوا کہ سرکار اعظم ﷺ سے بیعت کرنے والوں کا سیدھا ہاتھ سرکار اعظم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ہوتا تھا اور جن کا سیدھا ہاتھ سرکار اعظم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے تو اس آیت سے معلوم ہوا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سرکار اعظم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سیدھا ہاتھ اللہ تعالیٰ نے تھاما ہوا ہے۔

بیعت رضوان کرنے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا

1......شیعہ حضرات کے مفسر علامہ کاشانی لکھتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”یک کس بدوزخ نہ رووازآں مومناں کہ درزیر درخت سمرہ بیعت کروند“ ان مومنوں میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہ جائے گا جنہوں نے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کی (تفسیر منہج الصادقین، جلد 8، ص365، مطبوعہ ایران)

2......شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد ملا باقر نے اپنی کتاب ”حیات القلوب“ میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

”وبروات شیخ طبرسی چوں مشرکان عثمان راحبس کردند خبر بحضرت رسید کہ اوراکشتند حضرت فرمود کہ ازیں جاحرکت نمیکنم باآنہا قتال کنم ومردم رابسوئے بیعت دعوت نمایم وبرخاست وپشت مبارک بدرخت داد تکیہ نمود درصحابہ باآنحضرت بیعت کروند۔ کہ بامشرکاں جہاد کنند ونگریزند وبروائت کلینی حضرت یکدست خود رابردسدت دیگرزداد برائے عثمان بیعت گرفت کہ چوں بیعت رابشکنید۔ گناہش عظیم ترو عقابش شدید تر باشد پس مسلماناں گفتند خوشا حال عثمان کہ طواف کعبہ کردوسعی میان صفاو مروہ کرد محل استند۔ حضرت فرمود نخواید کرد۔ چوں عثمان آمد حضرت پرید کہ طواف کردی گفت چوں طواف نکردہ بودی من نکردم (حیات القلوب فارسی، جلد 2، ص424، سطر 32 تا 37، ص425، سطر 1 تا 2، مطبوعہ ایران)

اس عبارت کا ترجمہ شیعہ حضرات کے مترجم مولوی بشارت حسین صاحب کاملی مرزاپوری کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے جس کو امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

شیخ طبرسی کی روایت ہے کہ مشرکین نے جناب عثمان کو قید کرلیا اور آں حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو قتل کردیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں گا جب تک ان سے جنگ نہ کرلوں۔ لوگوں کو بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ فرما کر اٹھے اور ایک درخت کے سہارے سے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔ صحابہ نے آنحضرت سے بیعت کی کہ مشرکین سے جہاد کریں گے اور نہ بھاگیں گے۔ کلینی کی روایت ہے کہ حضرت نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی طرف سے بیعت لی۔ کہ اگر وہ اس بیعت کو توڑیں گے تو ان پر گناہ عظیم اور شدید تر عذاب ہوگا۔ اس وقت مسلمانوں نے کہا کہ عثمان نے تو کعبہ کا طواف بھی کیا، صفا ومروہ کے درمیان سعی بھی کی اور محل ہوگئے (احرام سے باہر ہوگئے) حضرت نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ جب عثمان واپس آئے حضرت نے پوچھا کہ تم سے طواف کیا۔ عرض کیا۔ آپ نے چونکہ نہیں کیا تھا اس لئے میں نے بھی طواف نہیں کیا (حیات القلوب اردو، جلد 2، ص653، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! ہم نے شیعہ حضرات کی مستند کتابوں سے یہ ثابت کیا کہ بیعت رضوان میں شامل تمام صحابہ کرام علیہم

الرضوان بشمول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب کے سب جنتی ہیں۔ اب اگر کوئی ان ہستیوں کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرے تو اس سے بڑا ظالم اور بدبخت کون ہوگا؟

سوال نمبر 46: کیا بیعت رضوان میں منافقین بھی شریک تھے؟

جواب...... یہ بالکل غلط بات ہے بلکہ یہ سوال شیعہ حضرات کی کتب کے بھی منافی ہے۔

شیعہ حضرات کی کتاب سے جواب

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب کشف الغمہ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بیعت رضوان کے روز چودہ سو تھے ہم نے اس روز حضورﷺ کی زبان پاک سے یہ سنا تھا کہ تم بہترین اہل زمین سے ہو اور اس روز ہم سب نے بیعت کی اور کسی نے اس بیعت کو نہیں توڑا مگر قید بن قیس منافق نے اپنی بیعت کو توڑ دیا۔

اس حقیقت کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کسی قسم کی جرح قدح کرنی جہالت اور گمراہی ہے۔

سوال نمبر 47: کیا یزید اچھا شخص تھا؟

جواب...... اس بات کو پوری دنیا جانتی ہے کہ یزید، امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل اور ان کے قتل پر راضی تھا۔ یہی نہیں بلکہ یزید نے سرکار اعظم رضی اللہ عنہ کے طریقے کو بھی تبدیل کیا۔

الحدیث...... حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ عدل و انصاف پر قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ رخنہ اندازی کرنے والا شخص بنو امیہ سے ہوگا اور نام اس کا یزید ہوگا (مجمع الزوائد، جلد 5، ص 241، السان المیزان، جلد 6، ص 294، تاریخ الخلفاء، ص 142)

الحدیث...... محدث رویانی نے اپنی مسند میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرکار اعظمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے طریقے کو بدلنے والا سب سے پہلا شخص بنو امیہ سے ہوگا اور اس کا نام یزید ہوگا۔ (بحوالہ: تاریخ الخلفاء ص 142، صواعق المحرقہ لابن حجر مکی علیہ الرحمہ، ص 219)

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ یزید سرکار اعظمﷺ کے طریقے کو بدلنے والا شخص تھا۔

یزید کی حکمرانی سے پناہ مانگو

الحدیث...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن ساٹھ (ہجری) سے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگو اور بچوں کی حکمرانی سے (بحوالہ: البدایہ والنہایہ، جلد 8، ص 31)

حافظ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یوں دعا فرماتے تھے۔

''اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے سن ساٹھ ہجری کی ابتداء اور لونڈوں کی حکمرانی سے پناہ مانگتا ہوں''

اللہ تعالٰی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کا وصال سن 59 ہجری میں ہوا جبکہ سن 60ھ میں یزید حکمران بنا، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکومت کو اس سن میں جان لیا تھا۔

یزید کا ظلم

خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ 63ھ میں یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت فسخ کر دی ہے اور اس سے باغی ہو گئے ہیں۔ اس نے فوراً ایک لشکر جرار ان سے لڑنے کے لئے بھیجا اور کہا ان سے لڑنے کے بعد مکۃ المکرمہ میں جا کر صحابی رسول حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی جنگ کریں۔

چنانچہ مدینہ منورہ کے باب طیبہ پر جنگ حرہ ہوا اور جنگ بھی کیسے ہوئی کہ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اس جنگ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس لشکر کے گزند سے محفوظ رہا ہو۔ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور دیگر حضرات اس جنگ میں شہید ہوئے۔ مدینہ منورہ میں لوگوں کو لوٹا گیا اور ایک ہزار جوان لڑکیوں کی عزت لوٹی گئی۔ (بحوالہ: تاریخ الخلفاء، ص 242، صواعق المحرقہ، ص 219)

حدیث شریف میں ہے کہ اہل مدینہ کو خوف دلانے والا لعنتی ہے۔ اس کی کوئی نیکی قبول نہیں اور یزید نے اہل مدینہ پر ظلم کیا۔

یزید کی چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر

جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید پلید کے سامنے رکھا گیا تو یزید اپنی چھڑی کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی لبوں پر مارنے لگا (بحوالہ: ابن کثیر، جلد 8، ص 192)

حافظ امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

یزید معیوب انسان تھا۔ وہ اس قابل نہیں تھا کہ اس سے کوئی روایت لی جائے (بحوالہ: لسان المیزان، جلد ششم، ص 293)

یزید کو امیر المومنین کہنے پر بیس کوڑے

حضرت امام حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین کہا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو بیس کوڑے مارے (بحوالہ: تہذیب التہذیب، جلد 11، ص 361)

علامہ ذہبی علیہ الرحمہ، امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سمیت تمام محدثین یزید کو ظالم، جابر، فاسق، شرابی اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل مانتے ہیں۔

سوال نمبر 48: کیا حدیث قسطنطنیہ کی بناء پر یزید جنتی ہے؟

جواب...... مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"یزید پلید جس نے مسجد نبوی اور بیت اللہ شریف کی سخت بے حرمتی کی جس نے ہزاروں صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم کا قتل عام کیا، جس نے مدینہ طیبہ کی پاک دامن خواتین کو تین شبانہ روز اپنے لشکر پر حلال کیا اور جس نے فرزند رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر پیاسا ذبح کیا۔ ایسے بدبخت اور مردود یزید کو لوگ بخشا بخشایا ہوا پیدائشی جنتی کہتے ہیں اور ثبوت میں بخاری شریف کی حدیث کا حوالہ دیتے ہیں۔ وہ اہل بیت رسالت کے دشمن خارجی اور یزیدی ہیں۔ ان باطل پرست یزیدیوں کا مقصد یہ ہے کہ جب یزید کی بخشش اور اس کا جنتی ہونا حدیث شریف سے ثابت ہے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایسے شخص کی بیعت نہ کرنا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کرنا بغاوت ہے اور سارے فتنہ و فساد کی ذمہ داری انہی پر ہے، نعوذ باللہ من ذلک"

جو لوگ یزید پلید کے جنتی ہونے کے متعلق حدیث پیش کرتے ہیں۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

قال النبی ﷺ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم

یعنی سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے (بخاری شریف، جلد اول، ص 410)

تو اللہ کے محبوب دانائے خفایا وغیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان حق ہے لیکن قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والا یزید ہے، وہابیوں اور دیوبندیوں کا یہ دعویٰ غلط ہے اس لئے کہ یزید نے قسطنطنیہ پر کب حملہ کیا، اس کے بارے میں چار اقوال ہیں۔ 49ھ، 52ھ اور 55ھ جیسا کہ کامل ابن اثیر جلد سوم ص 131، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص 32، عینی شرح بخاری جلد چہارم دہم اور اصابہ جلد اول ص 405 میں ہے، ثابت ہوا کہ یزید 49ھ سے 55ھ تک قسطنطنیہ کی کسی جنگ میں شریک ہوا، چاہے سپہ سالار وہ رہا ہو یا حضرت سفیان بن عوف اور وہ معمولی سپاہی رہا، مگر قسطنطنیہ پر اس سے پہلے حملہ ہو چکا تھا جس کے سپہ سالار حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے اور ان کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف کتاب الجہاد ص 340 کی اس حدیث سے ظاہر ہے:

عن اسلم ابی عمر ان قال غزونا من المدینۃ نرید القسطنطنیۃ وعلی الجماعۃ عبدالرحمن بن خالد بن الولید ...... (الخ) اور حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ کا انتقال 46ھ یا 47ھ میں ہوا جیسا کہ البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص 31 کامل ابن اثیر جلد سوم ص 229، اور اسد الغابہ جلد سوم، ص 440 میں ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کا حملہ قسطنطنیہ پر 46ھ یا 47ھ سے پہلے ہوا اور تاریخ کی معتبر کتابیں شاہد ہیں کہ یزید قسطنطنیہ کی ایک جنگ کے علاوہ کسی میں شریک نہیں ہوا تو ثابت ہو گیا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے قسطنطنیہ پر جو پہلا حملہ کیا تھا، یزید اس میں شریک نہیں تھا تو پھر حدیث اول جیش من امتی الخ میں یزید داخل نہیں ہوا اور جب وہ داخل نہیں تو اس حدیث شریف کی بشارت کا بھی وہ مستحق نہیں اور چونکہ ابوداؤد شریف صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس لئے عام کتب تاریخ کے مقابلہ میں اسی کی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ رہی یہ بات کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال اس جنگ میں ہوا کہ جس کا سپہ سالار یزید تھا تو اس میں کوئی خلجان نہیں۔ اس لئے کہ قسطنطنیہ کا پہلا حملہ جو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ہوا۔ آپ اس میں شریک رہے اور پھر بعد میں جب اس لشکر میں شریک ہوئے کہ جس کا سپہ سالار یزید تھا تو قسطنطنیہ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

اول تو یہ کہ یزید قسطنطنیہ پر حملے میں شریک نہ تھا جس کی بشارت سرکار اعظم ﷺ نے دی تھی۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ یزید اس حملے میں شریک تھا تو بھی یہ ہرگز ثابت نہ ہوگا کہ اس کے سارے کرتوت، مظالم اور قتل معاف ہو گئے اور وہ جنتی ہے۔

محدثین اور حفاظ کے فیصلہ کی مزید توثیق

سرکار اعظم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ انسان زبان سے **لا الہ الا اللہ** کہہ دے وہ جنتی ہے۔

مرزا قادیانی کے ماننے والے بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں، وہ کافر کیوں؟

سرکار اعظم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سارے لا الــہ الا اللہ کہنے والے ہوں گے لیکن پھر 72 جہنمی کیوں؟

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کو بخش دیا جاتا ہے (ترمذی شریف، جلد دوم، ص 97)

اور سرکار اعظم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو ماہ رمضان میں روزہ دار کو افطار کروائے اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے (مشکوٰۃ شریف، ص 174) اور سرکار اعظم ﷺ کی حدیث یہ بھی ہے کہ روزہ وغیرہ کے سبب ماہ رمضان کی آخری رات میں اس امت کو بخش دیا جاتا ہے (مشکوٰۃ شریف، ص 174) لہٰذا اگر کچھ لوگوں کی یہ بات مان لی جائے تو ان احادیث کریمہ کا یہ مطلب ہوگا کہ مسلمان سے مصافحہ کرنے والے، روزہ دار کو افطار کروانے والے اور ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والے سب بخشے بخشائے جنتی ہیں۔ اب اگر وہ حرمین طیبین کی بے حرمتی کریں معاف، کعبہ شریف پر پتھر برسائیں تو معاف، مسجد نبوی میں غلاظت ڈالیں معاف، ہزاروں بے گناہ کو قتل کر ڈالیں معاف، یہاں تک کہ اگر سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے جگر پاروں کو تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح کر ڈالیں تو وہ بھی معاف اور جو چاہیں کریں سب معاف۔ نعوذ باللہ من ذالک خدائے عزوجل یزید نواز نام نہاد مسلمانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور گمراہی و بدمذہبی سے بچنے کی توفیق رفیق بخشے، آمین

(فتاویٰ فیض الرسول، حصہ دوم، ص 710 سے 712 تک)

یزید امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھا۔

یزید امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ دار ہے۔

اگر یزید کے کہنے پر میدان کربلا میں مظالم نہیں ہوئے تو پھر یزید نے یہ اقدامات کیوں نہیں کئے۔

1......ابن زیاد کو پھانسی کیوں نہیں دی؟

2......فوج کے سپہ سالار عمرو بن سعد کو کیوں سزا نہیں دی؟

3......اہلبیت کو امان کیوں نہیں دیا؟

4......اہلبیت سے معافی کیوں نہیں مانگی؟

5......سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے سامنے اپنے آپ کو حق پر کیوں کہا؟

6......اپنے دربار میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر چھڑی کیوں ماری؟

7......امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینے پر حملہ کیوں کروایا؟

سوال نمبر 49: میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو شہید کرنے والوں میں کئی لوگ ایسے تھے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اولاد تھے

جواب......یزیدی فوج کا سپہ سالار حقیقت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ ان کا بیٹا عمرو بن سعد تھا لیکن اس میں عمرو بن سعد کے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا کیا قصور ہے، کیونکہ اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وصال فرما چکے تھے، اس کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خلاف زبان درازی کرنا گمراہی ہے کیونکہ کئی ایسی ہستیاں گزری ہیں جن کی اولاد صراط مستقیم پر نہیں تھیں۔

دلیل: حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے نے دوسرے کو قتل کیا، کیا اس کا قصوروا۔ کوئی حضرت آدم علیہ السلام کو قرار دے سکتا ہے؟

دلیل......حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر تھا، کیا اس کا قصوروار کوئی حضرت نوح علیہ السلام کو قرار دے سکتا ہے؟

دلیل......حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سینے پر بیٹھ کر آپ کا سرتن سے جدا کرنے والا شخص ''شمر لعین'' کون تھا؟

شمر لعین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سالا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری زوجہ محترمہ کا بھائی تھا اور حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ کا سگا ماموں تھا۔ کیا کوئی شخص شمر کو بنیاد بنا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ پر طعن کر سکتا ہے؟

معلوم ہوا کہ گمراہ اولاد کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں بکواس کرنا اول درجے کی جہالت ہے۔

سوال نمبر 50: کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار کے مابین رنجشیں تھیں؟

جواب......صحابہ کرام اور اہلبیت کی آپس میں محبت تھی، رنجشیں نہیں تھیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم نے کرایا

دلیل......شیعہ حضرات کی کتاب حملہ حیدری میں شیعہ مولوی باذل ایرانی ص 60,61 پر یوں لکھتا ہے:

جب فاطمہ رضی اللہ عنہا جوان ہوئیں تو ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے عرض کی۔

حضورﷺ نے فرمایا کہ میری بیٹی کا اختیار اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، حضورﷺ نے وہی جواب دیا۔

کچھ دن گزرنے کے بعد یہ دونوں یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص الخاص دوستوں نے کہا: اے اسلام کی انجمن کی شمع کہ حضورﷺ کی خدمت میں جاؤ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یاروں، ساتھیوں اور دوستوں نے کہا اے علی رضی اللہ عنہ اس معاملے میں اپنے دل میں کوئی خطرہ پیدا نہ کرو۔ بے دھڑک اور بے خوف وخطر جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے لئے رشتہ طلب کرو کیونکہ تمہارا حضورﷺ سے اور بھی تعلق اور رشتہ ہے پھر تین دن حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالتﷺ میں حاضر ہوتے رہے اور عرض کرتے رہے تین دن کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر حضورﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ، آپ کو حکم دیتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کردو۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ لوگ بکواس کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر علیہم الرضوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن تھے، بلکہ یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یار تھے، دوست تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے محبت

دلیل......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے جو حقیقت واضح ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آخری وقت تک ان کی حفاظت کی ہر ممکن کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن وحسین علیہم الرضوان کو تلواریں دے کر ان کے دروازہ پر کھڑا کردیا اور فرمایا کہ تمہارے ہوتے ہوئے کوئی دشمن، کوئی ظالم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے قریب نہ جائے (از کتاب: مقامات صحابہ رضی اللہ عنہم ص 337)

یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ تمہارے ہوتے ہوئے حضرت عثمان کیسے قتل ہو گئے اور غضب میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سینہ پر تھپڑ مارا اور محمد بن طلحہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا (تاریخ الخلفاء، ص 113، ریاض النضرۃ جلد دوم، از کتاب: مقامات صحابہ ص 338)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب جلاء العیون جلد دوم، ص 48 سطر 14 میں یہ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا دوسری بیبیوں کے بطن سے تھے، ان کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے، جو میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

محبت کے پیش نظر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نام پر رکھے۔

شان صحابہ کرام علیہم الرضوان اس قدر اعلیٰ ہے کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی ان کی شان و عظمت کو تسلیم کیا۔ یہ حقیقت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کرامت ہے۔ اگر ہم سرکار اعظم ﷺ سے محبت رکھیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت رکھیں، اہلبیت اطہار سے قلبی لگاؤ رکھیں اور اولیاء اللہ کی شان کو اپنے سینوں کا چراغ بنالیں تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ نفرتیں محبتوں میں بدل جائیں گی۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرماتی ہیں، ان کے شوہر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ (ترمذی)

اسی طرح جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون

تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (بخاری)

اگر خدانخواستہ ان کے درمیان کوئی رنجش ہوتی تو وہ ایسی احادیث بیان نہ کرتے۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وسیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باہم محبت

1...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کس قدر محبت تھی، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے کیجئے۔ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے سرکار اعظم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پل صراط پر سے صرف وہی گزر کر جنت میں جائے گا جس کو علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرنے کا پروانہ دیں گے" اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے اور فرمایا "اے ابوبکر! آپ کو بشارت ہو۔ میرے آقا و مولیٰ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ (اے علی!) پل صراط پر سے گزرنے کا پروانہ صرف اس کو دینا جس کے دل میں ابوبکر کی محبت ہو"

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، جلد 2، ص 155، مطبوعہ مصر)

2...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن مشرکین نے سرکار اعظم ﷺ کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ "میرا رب صرف اللہ ہے" یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر فرمایا، اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اچھے تھے؟ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا، لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک لمحہ آل فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا (تاریخ الخلفاء، ص 100)

3...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا، کوئی صحیفہ والا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ کپڑے اوڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے (تاریخ الخلفاء، ص 122، ابن عساکر)

4...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ منتظر رہے کہ دیکھیں کون ان کے لئے جگہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور فرمایا، اے ابوالحسن! یہاں تشریف لے آیئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس پر آقا و مولیٰ ﷺ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا ''اہل فضل کی فضیلت کو صاحب فضل ہی جانتا ہے'' اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی تعظیم کیا کرتے (الصواعق المحرقہ 269)

5...... ایک روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما تھے کہ اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ آ گئے جو کہ اس وقت بہت کم عمر تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ میرے بابا جان کے منبر سے نیچے اتر آیئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم سچ کہتے ہو۔ یہ تمہارے بابا جان ہی کا منبر ہے'' یہ فرما کر آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور اشکبار ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا، خدا کی قسم! میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ سچ کہتے ہیں، میں آپ کے متعلق غلط گمان نہیں کرتا۔

(تاریخ الخلفاء، 147، الصواعق المحرقہ 269)

6...... ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے (الصواعق المحرقہ 269)

7...... ایک روز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آ گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر لوگوں سے فرمایا۔ جو کوئی سرکار اعظم ﷺ کے قریبی لوگوں میں سے تعظیم المرتبت، قرابت کے لحاظ سے قریب تر، افضل اور عظیم تر حق کے حامل شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے، وہ اس آنے والے کو دیکھ لے (الصواعق المحرقہ 270، دار قطنی)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ بہادر ہونے سے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد پہلے تحریر ہو چکا، اگر ان کے مابین کسی قسم کی رنجش ہوتی تو کیا یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ احادیث مبارکہ ان کی باہم

محبت کی واضح دلیلیں ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وسیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باہم محبت

1...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دور فاروقی میں مدائن کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں مال غنیمت جمع کر کے تقسیم کرنا شروع کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار درہم نذر کئے۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں بھی ایک ہزار درہم پیش کئے۔ پھر آپ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں پانچ سو درہم دیئے۔ انہوں نے عرض کی، اے امیر المومنین! جب میں عہد رسالت میں جہاد کیا کرتا تھا اس وقت حسن و حسین بچے تھے اور گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ جبکہ آپ نے انہیں ہزار ہزار اور مجھے پانچ سو درہم دیئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم عمر کے بیٹے ہو، جبکہ ان کے والد علی المرتضیٰ، والدہ فاطمۃ الزہرا، نانا رسول اللہ ﷺ نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی ام ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ، خالہ رقیہ ام کلثوم و زینب رسول کریم ﷺ کی بیٹیاں ہیں۔ اگر تمہیں ایسی فضیلت ملتی تو تم ہزار درہم کا مطالبہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا۔ میں نے سرکار اعظم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''عمر اہل جنت کے چراغ ہیں'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ بعض صحابہ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ اے علی! کیا تم نے سنا ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھے اہل جنت کا چراغ فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں! میں نے خود سنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے علی! میری خواہش ہے کہ آپ یہ حدیث میرے لئے تحریر کر دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث لکھی۔ ''یہ وہ بات ہے جس کے ضامن علی بن ابی طالب ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان سے جبرئیل علیہ السلام نے، ان سے اللہ تعالیٰ نے کہ: **ان عمر بن الخطاب سراج اهل الجنة**

عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ تحریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لی اور وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو تو یہ تحریر میری کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی (ازالۃ الخفاء، الریاض النضرۃ جلد 1، ص 282)

اگر ان کے مابین کسی قسم کی مخاصمت ہوتی تو کیا یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ واقعہ ان کی

باہمی محبت کی بہت عمدہ دلیل ہے۔

2......امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھی جس کا انہوں نے جواب دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابوالحسن! میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں ایسے لوگوں میں رہوں جن میں آپ نہ ہوں (الصواعق المحرقہ، 272)

3......اسی طرح جب سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا "اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں، اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اے اللہ! اس سے دوستی رکھ، جو ان کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو ان سے دشمنی رکھے" اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے تو فرمایا، اے ابن ابوطالب! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہر صبح و شام ہر ایمان والے مرد و عورت کے دوست ہیں (مسند احمد، مشکوٰۃ)

4......دارقطنی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ دو بدو کسی جھگڑے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک بولا، یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا، تیرا برا ہو۔ تجھے علم ہے کہ یہ کون ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے آقا ہیں اور جس کے یہ آقا نہیں وہ مومن ہی نہیں (الصواعق المحرقہ، 272)

اس واقعہ سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت تھی۔

5......حضرت عمر رضی اللہ عنہ امور سلطنت کے وقت کسی سے نہیں ملتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اجازت طلب کی تو نہیں ملی۔ اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ملاقات کے لئے آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی اجازت نہیں ملے گی۔ یہ سوچ کر واپس جانے لگے۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کر دی تو آپ نے فرمایا، انہیں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آئے تو فرمایا۔ آپ نے آنے کی خبر کیوں نہ کی؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے سوچا، جب بیٹے کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہیں ملے گی۔

آپ نے فرمایا وہ عمر کا بیٹا تھا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ اس لئے آپ اجازت کے زیادہ حقدار ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کو جو عزت ملی ہے وہ اللہ کے بعد اس کے رسول ﷺ اور اہلبیت کے ذریعے ملی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آئندہ جب آپ آئیں تو اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں (الصواعق المحرقہ، 272)

6......ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے سیدنا عمر و علی رضی اللہ عنہم میں محبت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب شدید علیل ہو گئے تو آپ نے کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر صحابہ سے فرمایا۔ اے لوگو! میں نے ایک

شخص کو تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے، کیا تم اس کام سے راضی ہو؟

سب لوگوں نے متفقہ طور پر کہا اے خلیفہ رسول ﷺ ہم بالکل راضی ہیں۔ اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا۔ وہ شخص اگر عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں تو ہم راضی نہیں ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بے شک وہ عمر ہی ہیں (تاریخ الخلفاء، 150، ابن عساکر)

7......اسی طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ میرے نزدیک تم میں سے کوئی شخص مجھے اس (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس جیسا اعمال نامہ لے کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں (تلخیص الشافی، 219، مطبوعہ ایران)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات میں کس قدر پیار و محبت تھی۔ اور فاروقی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب ایک حاسد شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان کی خوبیاں بیان کیں پھر پوچھا، یہ باتیں تجھے بری لگیں؟ اس نے کہا، ہاں۔

آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل و خوار کرے۔ جا دفع ہو اور مجھے نقصان پہنچانے کی جو کوشش کر سکتا ہے، کر لے (بخاری باب مناقب علی)

8......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا'' اسی بناء پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی سیدہ کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگ لیا اور ان سے آپ کے ایک فرزند زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

9......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی فراموش نہ کرو (تاریخ الخلفاء، ص 195)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے

دلوں میں اہلبیت اطہار رضوان

علیہم اجمعین کے لئے

سچی محبت شیعہ فرقے

کی کتابوں کی روشنی میں

ملاحظہ فرمائیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کا ثبوت شیعہ حضرات کی کتب سے

مولا علی رضی اللہ عنہ بہترین قاضی ہیں:

شیعہ مجتہد طوسی اسی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ **"قال خطبنا عمر فقال علی اقضانا و ابی اقرأنا"** حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ہم کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے بہترین قاضی اور حضرت ابی (ابن کعب رضی اللہ عنہ) ہمارے بہترین قاری ہیں۔

(الامالی جلد اول، ص 256، مطبوعہ نجف اشرف)

شیعہ مسلک کی کتاب حق الیقین عربی میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمادیا تھا **"لایفتین احد فی المسجد و علی حاضر"** حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی مسجد میں فتویٰ نہ دے (حق الیقین عربی، جلد اول، ص 174، سطر 2، مطبوعہ ایران)

شیعہ مسلک کے شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب تلخیص الشافی میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں **"لما غسل عمرو کفن دخل علی علیہ السلام فقال صلی اللہ علیہ ماعلی الارض احد احب الی ان القی اللہ بصیحفتہ من ھذا المسحی بین اظھر کم"**

جب (حضرت) عمر کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو اس وقت حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ میرے نزدیک زمین پر کوئی شخص تم میں سے اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے کہ اس جیسے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں (تلخیص الشافی، ص 219، سطر 1 تا 3، مطبوعہ ایران)

مولا علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **"لما قتل جعلنی سادس ستة قد دخلت حیث ادخلنی و کرھت ان افرق جماعة المسلمین و اشق عصاھم فبایعتم عثمان فبایعته"**

جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجلس شوریٰ کے چھ آدمیوں میں چھٹا مجھے مقرر کیا۔ تو میں ان کے شامل کرنے پر ان میں شریک ہو گیا اور میں نے جماعت المسلمین میں تفریق کو مکروہ جانا اور اتفاق کی لاٹھی کو توڑنا برا سمجھا۔ پس تم نے (حضرت) عثمان کی بیعت کی تو میں نے بھی ان کی بیعت کر لی (الامالی للشیخ الطوسی، جلد 2، ص 121، جزء ثامن عشر)

شیعہ حضرات کی مستند کتاب سے ثبوت: جب رسول پاک ﷺ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں۔ اس کے علی مولا ہیں۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دی

امامت و ولایت

(علی علیہ السلام کی امامت پر مشتمل احادیث و اقوال کا مجموعہ)

تالیف

ثقۃ المحدثین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء والمجتہدین

آقای حاج علامہ شیخ صدوق رضی اللہ تعالے عنہ

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ـــــ ناشر ـــــ
ادارہ منہاج الصالحین
جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔ فون: 35425372

قالوا: نعم، یا رسول اللّٰہ.

قال: من کنت مولاہ فعلی مولاہ.

فقال لہ عمر: بخٍ بخٍ یابن أبی طالب! أصبحت مولای ومولی کلّ مسلم.

فأنزل اللّٰہ عزّوجلّ: ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾.

(سورۂ مائدہ، آیہ ۳)

ابوہریرہ کہتا ہے: جو کوئی اٹھارہ ذی الحجہ عید غدیر کے دن روزہ رکھے تو خداوند متعال اسے ساٹھ روزوں کا ثواب عطا کرتا ہے، کیوں کہ اس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں سے فرمایا: کیا میں مومنین پر اولویت نہیں رکھتا ہوں؟

سب نے کہا: ہاں یا رسولؐ اللہ!

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: ہر وہ شخص کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔

اس وقت حضرت عمر نے کہا: مبارک ہو، مبارک ہو اے ابوطالبؑ کے بیٹے!

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا"۔

عید غدیر بہترین عید ہے

حدّثنا ابن سعید الهاشمی: عن فرات، عن محمّد بن ظهیر، عن عبداللّٰہ بن الفضل، عن الصادق، عن آبائه علیهم السلام قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

یوم غدیر خم أفضل أعیاد أمتی وهو الیوم الذی أمرنی اللّٰہ تعالی ذکرہ فیه بنصب أخی علی بن أبی طالب، علماً لأمتی، یهتدون به من بعدی وهو الیوم

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت:

مقام غدیر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمایاں الفاظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارکباد پیش کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴ چودہ ستارے

مؤلفہ
عمدۃ العلماء الحاج
مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی
(پشاور)

ناشر
مکتبۃ الرضا
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37245166

ذریعہ سے کرایا ہے۔ روضۃ الصفا، تاریخ کامل۔ تاریخ ابن الوردی۔ عرائس ثعلبی وغیرہ اور اس میں تمام انبیاء کے کردار کی موافقت کا اتنا لحاظ رکھا ہے۔ کہ تاریخ اعلان تک میں فرق نہیں آنے دیا۔ علامہ بہائی وعلامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ تمام انبیاء نے خلافت کا اعلان ۱۸ ذی الحجہ کو کیا ہے۔ (جامع عباسی واختیارات مجلسی) مورخین کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۸ ذی الحجہ کو بمقام غدیر خم حکم خدا سے حضرت علیؑ کے جانشین ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔

حجۃ الوداع:

حضرت رسول کریم صلعم ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ ہجری کو حج آخر کے ارادے سے روانہ ہو کر ۴ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ پہنچے۔ آپ کے ہمراہ آپ کی تمام بیبیاں اور حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا تھیں۔ روانگی کے وقت ہزاروں صحابہ ساتھ روانہ ہوئے اور بہت سے مکہ ہی میں جا ملے۔ اس طرح آپ کے اصحاب کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہو گئی۔ حضرت علیؑ یمن سے مکہ پہنچے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ تم قربانی اور مناسک حج میں میرے شریک ہو۔ اس حج کے موقع پر لوگوں نے اپنی آنکھوں سے آنحضرت صلعم کو مناسک حج ادا کرتے ہوئے دیکھا اور معرکۃ الآرا خطبے سنے۔ جن میں بعض باتیں یہ تھیں۔ (۱) جاہلیت کے زمانہ کے دستور کچل ڈالنے کے قابل ہیں۔ (۲) عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں (۳) مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ (۴) غلاموں کا خیال ضروری ہے۔ (۵) جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیئے گئے۔ (۶) جاہلیت کے تمام واجب الادا سود باطل کر دیئے گئے۔

غرضیکہ حج سے فراغت کے بعد آپ مدینہ کے ارادہ سے ۱۴ ذی الحجہ کو روانہ ہوئے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب آپ کے ہمراہ تھے۔ جحفہ کے قریب مقام غدیر پر پہنچتے ہی آیہ بلغ کا نزول ہوا۔ آپ نے پالان اشتر کا منبر بنایا اور بلال کو حکم دیا کہ "حی علی خیر العمل" کہہ کر آواز دیں۔ مجمع سمٹ کر نقطۂ اعتدال پر آ گیا۔ آپ نے ایک فصیح وبلیغ خطبہ فرمایا۔ جس میں حمد وثنا کے بعد اپنی افضلیت کا اقرار لیا اور فرمایا کہ تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک قرآن دوسرے اہل بیت۔ اس کے بعد علیؑ کو اپنے نزدیک بلا کر دونوں ہاتھوں سے اُٹھایا۔ اور اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل ظاہر ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔" جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔ خدایا علیؑ جدھر مڑیں حق کو اسی طرف موڑ دینا۔ پھر علیؑ کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا۔ لوگوں نے مبارکبادیاں دینی شروع کیں۔ سب آپ کی جانشینی سے مسرور ہوئے۔ حضرت عمر نے بھی نمایاں الفاظ میں مبارکباد دی۔ جبرئیلؑ نے بھی بزبان قرآن اکمال دین اور اتمام نعمت کا مژدہ سنایا۔ سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ یہ جانشینی ۱۸ ذی الحجہ کو واقع ہوئی ہے۔ نور الابصار صفحہ ۷۸ میں ہے کہ

☆ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا بغض ہوتا تو کیا وہ نمایاں الفاظ میں مولا علی کو مبارکباد دیتے؟

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر باب میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے تھے اور مولا علی رضی اللہ عنہ مشورہ دیتے تھے

بے نشہ میں ہوتا ہے اور ''جس کو نشہ ہوتا ہے وہ ہذیان بکتا ہے اور جو ہذیان بکتا ہے وہ افترا کرتا ہے و علی المفتری ثمانون۔ ''اور افترا کرنے والوں کی سزا اسی کوڑے ہیں۔ لہٰذا شرابی کو بھی اسی ۸۰ کوڑے مارنے چاہیئے۔ حضرت عمر نے اسے تسلیم کرلیا۔ (مطالب السئول ص ۱۰۴) (۴) ایک حاملہ عورت نے زنا کیا حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کیا جائے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ زنا عورت نے کیا ہے۔ لیکن وہ بچہ جو پیٹ میں ہے۔ اس کی کوئی خطا نہیں' لہٰذا عورت پر اس وقت حد جاری کی جائے جب وضع حمل ہو چکے۔ حضرت عمر نے تسلیم کرلیا اور ساتھ ہی ساتھ کہا۔ '' لولا علی لھلک عمر '' (۵) جنگ روم میں آپ نے جانے کے متعلق حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام سے مشورہ کیا۔ (۶) جنگ فارس میں بھی خود شریک جنگ ہونے کے متعلق حضرت علی سے مشورہ لیا۔ مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمر کو خود جنگ میں جانے سے روکا اور فرمایا کہ اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو کسر شان اسلام ہوگی۔ الغرض حضرت علی کے مشورہ پر حضرت عمر بہادروں کے مسلسل زور دینے کے باوجود جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ حضرت علی نے نہایت ہی صائب مشورہ دیا تھا کیونکہ وہ جنگ بدر اور خیبر' خندق کے واقعات وحالات سے واقف تھے۔ اگر خدانخواستہ میدان چھوٹ جاتا تو یقیناً کسر شان اسلام ہوتی۔ اگر شہادت سے کسر شان اسلام کا اندیشہ ہوتا تو حضرت علی سرور کائنات کو بھی مشورہ دیتے کہ آپ کسی جنگ میں خود نہ جائیے۔ تاریخ میں ہے کہ وہ برابر جاتے اور زخمی ہوتے رہے۔ احد میں تو جان ہی خطرہ میں آ گئی تھی۔ (۷) مسٹر امیر علی تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی کے مشورہ سے زمین کی پیمائش کی گئی اور مال گزاری کا طریقہ رائج کیا گیا۔ (۸) آپ ہی کے مشورہ سے سنہ ہجری قائم ہوا۔

مشوروں کے متعلق علماء اسلام کی رائیں:

علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے چاہا کہ خود جنگ روم وایران میں جائیں تو حضرت علی نے ان کو مفید مشورہ دیا۔ جس کو حضرت عمر نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور وہ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ اور حضرت عثمان کو بھی ایسے قیمتی مشورے دیئے جن کو اگر وہ قبول کر لیتے تو انہیں حوادث وآفات کا سامنا کرنا نہ پڑتا۔ عبید اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ تمام مورخین متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر سے زیادہ کوئی خلیفہ بہ پیدا نہیں ہوا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر ہر باب میں حضرت علی سے مشورہ لیتے تھے۔ (ارجح المطالب ص ۲۲۷) مسٹر امیر علی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر کے عہد حکومت میں جتنے کام رفاہ عام کے ہوئے ہیں وہ سب حضرت علی کے صلاح ومشورہ سے عمل میں آئے۔ (تاریخ اسلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودہ ستارے

مؤلفہ
فخر العلماء الحاج
مولانا سید نجم الحسن قبلہ کراروی
(پشاور)

ناشر
مکتبۃ الرضا
رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37245166

☆ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت غاصبانہ اور آپ کی شخصیت صحیح نہیں تھی تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے پورے دور خلافت میں ان کو مشورے دے دے کر کیوں چلایا؟ کیا غاصبانہ خلافت کو سہارا دیکر چلانا جرم نہیں؟

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عاشق اہلبیت تھے اور اپنے وجود کو اہلبیت کا صدقہ تسلیم کرتے تھے

مرتضیٰ" فاطمۃ الزہراؑ حسنؑ مجتبےٰ ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔

حضرت عمر کا اعتراف شرف آلِ محمدؐ:

—— عہد عمری میں اگرچہ پیغمبر اسلام کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور لوگ محمد مصطفےٰ کی خدمت اور تعلیمات کو پس پشت ڈال چکے تھے۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی "حق بر زبان جاری" کے مطابق عوام کچی باتیں سُن ہی لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر منبر رسولؐ پر خطبہ فرما رہے تھے۔ ناگاہ حضرت امام حسینؑ کا اُدھر سے گزر ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور حضرت عمر کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "انزل عن منبر ابی" میرے باپ کے منبر سے اتر آیئے اور جایئے اپنے باپ کے منبر پر بیٹھیے۔ اس نے کہا کہ میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں ہے۔ اس کے بعد منبر سے اتر کر امام حسینؑ کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر پوچھا کہ صاحب زادے تمہیں یہ بات کس نے سکھائی ہے۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی طرف کہا ہے مجھے کسی نے سکھایا نہیں۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ میرے ماں باپ تُم پر فدا ہوں کبھی کبھی آیا کرو۔ آپؑ نے فرمایا بہتر ہے۔ ایک دن آپ تشریف لے گئے تو حضرت عمر کو معاویہ سے تنہائی میں گفتگو پا کر واپس چلے گئے ...... جب اس کی اطلاع حضرت عمر کو ہوئی تو اُنھوں نے محسوس کیا اور راستے میں ایک دن ملاقات پر کہا کہ آپؑ واپس کیوں چلے آئے تھے۔ فرمایا کہ تم محو گفتگو تھے۔ اس لیے میں عبداللہ (ابن عمر) کے ہمراہ واپس آیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ "فرزند رسولؐ!" میرے بیٹے سے زیادہ تمہارا حق ہے۔ "فانما انت ماتری فی دوسنا اللہ ثم انتم۔" "اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ میرا وجود تمہارے صدقہ میں ہے اور میرا رواں تمہارے طفیل اُگا ہے۔ (اصابہ ج ۲ ص ۱۵ کنز العمال جلد ۷ ص ۱۰۷ ازالۃ الخفا)

ابن عمر کا اعتراف شرف حسینیؑ:

—— ابن حریب راوی ہیں کہ ایک دن عبداللہ ابن عمر خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام حسین علیہ السلام سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ابن عمر نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ شخص یعنی امام حسینؑ اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ محبوب ہے۔ ۲

امام حسینؑ کی رکاب ابن عباس کے ہاتھوں میں:

بکر کاشانی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے۔ حضرت ابن

۱ جلد ۳ ص ۸۰ تاریخ بغداد جلد ۱ ص ۱۴۱۔ ۲ (اصابہ جلد ۲ ص ۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴ چودہ ستارے

مؤلفہ

فخر العلماء الحاج

مولانا سید نجم الحسن قبلہ کراروی

(پشاور)

ناشر

مکتبۃ الرضا

رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37245166

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ سندِ غلامی اہلبیت کا نوشتہ میرے کفن میں رکھا جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودہ ستارے

مؤلفہ
قدوۃ العلماء الحاج
مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی (پشاور)

ناشر
مکتبۃ الرضا
بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37245166

بذریعہ اشعار سوال کیا حضرت نے چار ہزار اشرفیاں عنایت فرمادیں۔ شعیب خزاعی کا کہنا ہے کہ شہادت امام حسینؑ کے بعد آپ کی پشت پر بار برداری کے گھٹے دیکھے گئے۔ جس کی وضاحت امام زین العابدینؑ نے یہ فرمائی تھی کہ آپ اپنی پشت پر لاد کر اشرفیاں اور غلوں کے گٹھر بیواؤں اور یتیموں کے گھر رات کے وقت پہنچایا کرتے تھے۔ کتابوں میں ہے کہ آپ کے ایک غیر معصوم فرزند کو عبدالرحمٰن سلمی نے سورۂ حمد کی تعلیم دی آپ نے ایک ہزار اشرفیاں اور ایک ہزار قیمتی خلعتیں عنایت فرمائیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۲۷) امام شبلنجی اور علامہ محمد ابن طلحہ شافعی نے نور الابصار اور مطالب السؤل میں ایک اہم واقعہ آپ کی صفت سخاوت کے متعلق تحریر کیا ہے جسے ہم امام حسنؑ کے حال میں لکھ آئے ہیں۔ کیونکہ اس واقعہ سخاوت میں وہ بھی شریک تھے۔

امام حسینؑ کا عمرو عاص کو جواب:

ایک مرتبہ معاویہ عمرو عاص اور حضرت امام حسین علیہ السلام ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمرو عاص نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ ہمارے اولاد زیادہ ہوتی ہے۔ اور آپ حضرات کے کم۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "کمزور اور ذلیل وحقیر چڑیوں کے بچے زیادہ اور شکاری پرندے باز اور شاہین وغیرہ کے بچے قدرتاً کم ہوتے ہیں۔ پھر عمرو عاص نے پوچھا کہ ہماری مونچھوں کے بال جلدی سفید ہو جاتے ہیں اور آپ کے دیر میں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ تمہاری عورتیں گندہ دہن ہوتی ہیں بوقت مقاربت ان کے بخارات سے تمہاری مونچھوں کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ لوگوں کی داڑھی گھنی نکلتی ہے اور ہماری گھنی نہیں نکلتی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا جواب تو قرآن میں موجود ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے ایک آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے "اچھی زمین سے اچھا سبزہ اگتا ہے اور بری اور خبیث زمین سے بری پیداوار ہوتی ہے۔ (پ ۸ ع ۱۴) اس کے بعد معاویہ نے عمرو عاص کو مزید سوال کرنے سے روک دیا تب آپؑ نے عربی کے دو شعر پڑھے جس کا فارسی میں ترجمہ یہ ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین است ‌ ‌ ‌ مقتضائے طبیعتش این است

حضرت عمر کی وصیت کہ سندِ غلامی اہلبیتؑ کا نوشتہ میرے کفن میں رکھا جائے:

علمائے اہل سنت کا بیان ہے کہ ایک دن منزل منافرت میں عبداللہ بن عمر امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے سامنے فخر و افتخار کی باتیں کرنے لگے۔ یہ سن کر امام حسنؑ نے فرمایا کہ تم تو ہمارے غلام زادے ہو اتنی بڑھ چڑھ کر کیا باتیں کر رہے ہو۔ اس پر عبداللہ بن عمر رنجیدہ ہو کر اپنے باپ کے پاس گئے اور امام حسنؑ نے جو کچھ کہا تھا اُسے بیان کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ بیٹا یہ بات اُن سے لکھوا لاؤ اگر لکھ دیں تو میرے کفن میں رکھ دینا (مناقب جلد ۲ ص ۵۷ و بحار جلد ۱۰ ص ۱۳۸)

☆لہذا معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہلبیت اطہار سے محبت رکھتے ہیں، عداوت نہیں رکھتے تھے ورنہ ایسی بات ارشاد نہ فرماتے

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ محمد ﷺ اور آل محمد کی غلامی بخشش کا ذریعہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴ چودہ ستارے

مؤلفہ
فخر العلماء الحاج
مولانا سید نجم الحسن قبلہ کراروی (پشاور)

ناشر
مکتبۃ الرضا
بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37245166

دینا۔ ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے لکھ دیا اور حضرت عمر نے وصیت کردی کہ اسے ان کے کفن میں رکھا جائے۔ کیونکہ محمدؐ و آل محمدؐ کی غلامی بخشش کا ذریعہ ہے۔

یہ روایت اس درجہ مشہور ہے کہ شعراء نے بھی اسے نظم کیا ہے میں اس مقام پر رہبر شریعت و طریقت حضرت فاضل مخدوم سید محمد ناصر جلالی مدظلہ العالی کی وہ نظم درج کرتا ہوں جو انھوں نے زیر عنوان "شان ادب" تحریر فرمائی ہے جسے حافظ شفیق احمد ناصری پاک بنگلہ جہانگیر روڈ۔ کراچی ۵ نے رسالہ "خون کے آنسو" میں شائع کیا ہے اگرچہ اس کے بعض مندرجات سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

ایک دن ابن عمرؓ سے یہ حسنؑ کہنے لگے — جانتے ہو میرے نانا تھے شہنشاہِ زمن
ہمسری کا ہے اگر مجھ سے تمھیں کچھ دعویٰ — صاف کہتا ہوں کہ یہ امر نہیں مستحسن
جانتا ہوں میں تمھیں تم ہو غلام ابن غلام — میرے نانا سے خبردار ہے ہر اہل وطن

☆☆☆

سُن کے یہ بات ہوئے ابن عمر سخت ملول — زردی رُخ سے عیاں ہوگئی اُن کی اُلجھن
دیر تک پہلے تو خاموش رہے حیرت سے — پھر کہا فرطِ خجالت سے جھکا کر گردن
آپ اپنی زباں سے جسے کہتے ہیں غلام — ہے وہ فرزند عمرؓ کون عمر؟ فخرِ زمن

☆☆☆

آج ہیں اہل عرب ان ہی کی سرداری میں — آج ہیں تختِ خلافت پہ یہی جلوہ فگن
نام سے ان کے لرز جاتے ہیں دل شاہوں کے — کام سے ان کے ہے ایوانِ عرب رشکِ چمن

☆☆☆

میری توقیر و شرافت کی ہے دُنیا قائل — میری آزادی عظمت ہے جہاں پر روشن
پھر غلام ابن غلام آپ مجھے کہتے ہیں — غور کیجئے ہے یہی عہدِ وفا رسم کہن
جا کے دربارِ خلافت میں کروں گا فریاد — ہے کلام آپ کا دراصل بہت صبر شکن

☆☆☆

آئے اس حال میں نزدیک عمرؓ ابن عمر — اشک آنکھوں میں الم دل میں لبوں پر شیون
داد خواہانہ طریقے سے یہ پھر عرض کیا — دیکھ لیجئے مجھے اس طرح سے کہتے ہیں حسنؑ

☆☆☆

ماجرا سُن کے یہ بیٹے سے عمرؓ کہنے لگے — سچ ترے ساتھ حسنؑ کا ہے یہی طرزِ سخن

سوال: کیا کوئی اہلبیت اور آل محمد ﷺ سے نفرت کرنے والا ایسی بات کہہ سکتا ہے؟

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی اس قدر محبت تھی کہ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی جوتیوں اور پیروں کے گرد جھاڑتے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴ چودہ ستارے

مؤلفہ
فخر العلماء الحاج
مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی (پشاور)

ناشر
مکتبۃ الرضا
۸ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37245166

عباس صحابی رسول کی جو نظر آپ پر پڑی تو آپ نے دوڑ کر حضرت کی رکاب تھام لی اور امام حسینؑ کو سوار کر دیا۔ یہ دیکھ کر کسی نے کہا کہ اے ابن عباسؓ تم تو امام حسینؑ سے عمر اور رشتے دونوں میں بڑے ہو پھر تم نے امام حسینؑ کی رکاب کیوں تھامی۔ آپ نے غصہ میں فرمایا کہ اے بدبخت تجھے کیا معلوم کہ یہ کون ہیں اور ان کا شرف کیا ہے یہ فرزند رسولؐ ہیں انہیں کے صدقہ میں نعمتوں سے بھرپور اور بہرہ ور ہوں۔ اگر میں نے ان کی رکاب تھام لی تو کیا ہوا؟ (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۵)

امام حسینؑ کی گردِ قدم اور جناب ابوہریرہ:

کون ہے جو جناب ابوہریرہ کے نام سے واقف نہ ہو آپ ہی وہ ہیں جن پر سابق کی حکومتوں کو بڑا اعتماد تھا اور آپ پر اعتماد کی حد یہ تھی کہ امیر معاویہ نے جب امیر المومنینؑ کے خلاف وضع احادیث کی سکیم مرتب کی تھی تو انہیں کو اس سکیم کی رُوحِ رواں قرار دیا تھا۔ (میزان الکبریٰ امام شعرانی ص ۳۱) آپ کو حضرت علیؑ سے عقیدت بھی تھی۔ آپ نماز علیؑ کے پیچھے پڑھتے تھے اور کھانا معاویہ کے دستر خوان پر کھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ عبادت کا لطف علیؑ کے ساتھ اور کھانے کا مزہ معاویہ کے ساتھ ہے۔

مورخ طبری کا بیان ہے کہ ایک میت میں امام حسینؑ اور جناب ابوہریرہ نے شرکت کی اور دونوں حضرات ساتھ ہی چل رہے تھے راستے میں تھوڑی دیر کے لیے رُک گئے تو ابوہریرہ نے جھٹ رُومال نکال کر حضرت امام حسینؑ کے پائے مُبارک اور آپ کی جُوتیوں سے گرد جھاڑنا شروع کر دیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے ابوہریرہ تم یہ کیا کرتے ہو میرے پیروں اور جُوتیوں سے گرد کیوں جھاڑنے لگے۔ آپ نے عرض کی۔ "دعنی منک فلو یعلم الناس منک ما اعلم لحملوک علی عواتقھم۔"

"مولا مجھے منع نہ کیجئے آپؑ اسی قابل ہیں کہ میں آپؑ کی گردِ قدم صاف کروں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر لوگوں کو آپؑ کے وہ فضائل اور آپؑ کی وہ عزت معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو یہ لوگ آپؑ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے پھریں۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۹ طبع مصر)

امام حسینؑ کا ذریتِ نبیؐ میں ہونا:

حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ذریتِ نبیؐ میں ہونے پر آیہ مباہلہ گواہ ہے رسول خدا نے "ابنائنا" کی تعمیل و تکمیل حسنینؑ ہی سے کی تھی یہ ان کے فرزندانِ رسولؐ ہونے کی دلیل محکم ہے جس کے بعد کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی لیکن کور باطنی اور عصبیت کا کیا علاج ہے "عاصم بن بہدلہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ حجاج بن یوسف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کا ذکر آ گیا۔ حجاج نے کہا کہ ان کا ذریت رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں یہ سنتے ہی۔ "یحییٰ بن یعمر نے کہا۔ "کذبت ایھا الامیر" "امیر یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والو دیکھو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عاشق اہلبیت تھے۔ وہ بھی ایسے کہ حسنین کریمین کی جوتیوں کی گرد جھاڑنے کو فخر محسوس کرتے تھے۔

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثبوت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ والی حدیث بیان کر دی، چھپائی نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودہ ستارے

مؤلفہ

فخر العلماء الحاج

مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی (پشاور)

ناشر

مکتبۃ الرضا

۹۔ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph: 042-37245166

چودہ ستارے ۲۳۲

پیش خدمت ہے آنحضرت صلعم نے آہو کو دعائے خیر دی اور بچہ امام حسینؑ کے حوالے کر دیا۔ (روضۃ الشہداء، ص۲۲۰)

امام حسینؑ سینۂ رسولؐ پر:

— صحابی رسولؐ ابوہریرہ راوی حدیث کا بیان ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا ہے کہ رسول کریمؐ لیٹے ہوئے ہیں اور امام حسینؑ نہایت کمسنی کے عالم میں ان کے سینۂ مبارک پر ہیں۔ ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے حسینؑ تو میرے سینے پر کود چنانچہ امام حسینؑ آپ کے سینۂ مبارک پر کودنے لگے۔ اس کے بعد حضور صلعم نے امام حسینؑ کا منہ چوم کر خدا کی بارگاہ میں عرض کی اے میرے پالنے والے میں اسے بے حد چاہتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ امام حسینؑ کا لعاب دہن اور ان کی زبان اس طرح چوستے تھے جس طرح کھجور کوئی چوسے۔ (ارجح المطالب ص ۳۵۹، ص ۳۶۱، استیعاب جلد ۱ ص ۱۴۴، اصابہ جلد ۲ ص ۱۱، کنز العمال جلد ۷ ص ۱۰۴، کنوز الحقائق ص ۵۹)

حسنینؑ میں خوشنویسی کا مقابلہ:

رسول کریمؐ کے شہزادے امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے ایک دن ایک تحریر لکھی۔ پھر دونوں آپس میں مقابلہ کرنے لگے کہ کس کا خط اچھا ہے جب باہمی فیصلہ نہ ہو سکا تو فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے فرمایا علیؑ کے پاس جاؤ۔ علیؑ نے کہا رسولؐ خدا سے فیصلہ کراؤ۔ رسول کریمؐ نے ارشاد کیا۔ اے نور نظر اس کا فیصلہ تو میری لخت جگر فاطمہؑ ہی کرے گی۔ اس کے پاس جاؤ۔ بچے دوڑے ہوئے پھر ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماں نے گلے لگا لیا۔ اور کہا اے میرے دل کی امید و تم دونوں کا خط بہترین ہے اور دونوں نے بہت خوب لکھا ہے۔ لیکن بچے نہ مانے اور یہی کہتے رہے مادر گرامی دونوں کا سامنے رکھ کر صحیح فیصلہ دیجئے۔ ماں نے کہا اچھا بیٹا لو اپنا گلوبند توڑتی ہوں۔ اس کے دانے چنو فیصلہ خدا کرے گا۔ سات دانوں کا گلوبند ٹوٹا زمین پر دانے بکھرے بچوں نے ہاتھ بڑھائے اور تین تین دانوں پر دونوں نے قبضہ کر لیا۔ ایک دانہ جو رہ گیا۔ اس کی طرف دونوں کے ہاتھ برابر سے بڑھے۔ حکم خداوند عالم ہوا۔ جبرئیل دانہ کے دو ٹکڑے کر دو۔ ایک حسنؑ نے لے لیا ایک حسینؑ نے اٹھایا۔ ماں نے بڑھ کر دونوں کے بوسے لے لیے اور کہا کیوں؟ بچو میں نہ کہتی تھی کہ تم دونوں کے خط اچھے ہیں اور ایک کی دوسرے کے خط پر ترجیح نہیں ہے۔ (خلاصۃ المصائب ص ۳۳۵) قاری عبدالودود شمس لکھنوی خلف مولوی عبدالحکیم استاد مولوی شیخ عبدالشکور مدیر النجم پاٹانالہ لکھنؤ۔ بھارت اپنے ایک قصیدے میں لکھتے ہیں۔۔۔

☆ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت تھی۔ اس لئے حدیث بیان کر دی، ورنہ چھپاتے، بیان نہ کرتے۔

ہمارا سوال: حضرت ابوہریرہ پر جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کا الزام لگانے والو! جواب دو اب فضائلِ اہلبیت پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تم لوگوں نے کیسے تسلیم کر لی؟

شیعہ فرقے کے عقائد و
نظریات
اور صحابہ کرام علیہم الرضوان
کی شان میں کی گئی
گستاخیاں انہی کی
کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں

یہ شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل ہے جس میں اللہ کی طرف بداء یعنی جھوٹ کی نسبت کا اقرار

الاصول

من

الكافي

تأليف

ثقة الاسلام ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق

الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وعلق عليه علي اكبر الغفاري

نهض بمشروعه

الشيخ محمد الآخوندي

الطبعة الثالثة ١٣٨٨

الناشر

دار الكتب الاسلامية

الجزء الاول

مرتضى آخوندي

تهران - بازار سلطاني

تلفن ٢٠٤١٠

یہ شیعہ فرقے کی مستند کتاب ہے جس میں اللہ کی طرف بداء یعنی جھوٹ کی نسبت کا اقرار

اللہ کی طرف بداء یعنی جھوٹ کی نسبت کا اقرار

بنسبة البداء (الكذب) الى الله

BIDA (GOD TELLS A LIE) A SHI'ATE DOCTRINE

الاصول من الكافي جلد اول تأليف ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق الكليني الرازي المتوفى ۳۲۸ طبع ايران

ج۱ كتاب التوحيد -۱۴۸-

۹ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما بدا لله في شيء إلا كان في علمه قبل أن يبدو له .

۱۰ - عنه ، عن أحمد ، عن الحسن بن علي بن فضال ، عن داود بن فرقد ، عن عمرو بن عثمان الجهني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن الله لم يبد له من جهل .

۱۱ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن منصور بن حازم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام هل يكون اليوم شيء لم يكن في علم الله بالأمس ؟ قال : لا ، من قال هذا فأخزاه الله ، قلت : أرأيت ما كان وما هو كائن إلى يوم القيامة أليس في علم الله ؟ قال : بلى قبل أن يخلق الخلق .

۱۲ - علي ، عن محمد ، عن يونس ، عن مالك الجهني قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : لو علم الناس ما في القول بالبداء من الأجر ما فتروا عن الكلام فيه .

۱۳ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن بعض أصحابنا ، عن محمد بن عمرو الكوفي أخي يحيى ، عن مرازم بن حكيم قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : ما تنبأ نبي قط ، حتى يقر لله بخمس خصال : بالبداء ، والمشيئة والسجود والعبودية والطاعة .

۱۴ - وبهذا الإسناد ، عن أحمد بن محمد ، عن جعفر بن محمد ، عن يونس ، عن جهم ابن أبي جهمة ، عمن حدثه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن الله عز وجل أخبر محمداً صلى الله عليه وآله بما كان منذ كانت الدنيا ، وبما يكون إلى انقضاء الدنيا ، وأخبره بالمحتوم من ذلك واستثنى عليه فيما سواه .

۱۵ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الريان بن الصلت قال : سمعت الرضا عليه السلام يقول : ما بعث الله نبياً قط إلا بتحريم الخمر وأن يقر لله بالبداء .

۱۶ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد قال : سئل العالم عليه السلام كيف علم الله ؟ قال : علم وشاء وأراد وقدر وقضى وأمضى ؛ فأمضى ما قضى ، وقضى ما قدر ، وقدر ما أراد ، فبعلمه كانت المشيئة ، وبمشيئته كانت الإرادة ، وبإرادته كان التقدير ، وبتقديره كان القضاء ، وبقضائه كان الإمضاء ؛ والعلم متقدم على المشيئة ، والمشيئة

اصل عبارت کا ترجمہ: (1) ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کے لئے پانچ خصلتوں کا اقرار کیا ہے (1) بداء کا (2) مشیت کا (3) سجود کا (4) عبودیت کا (5) اور اطاعت کا

(2) اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر شراب کی تحریم کے ساتھ اور اس بات کے ساتھ کہ وہ اللہ کے لئے بداء کا اقرار کرے۔

شیعہ حضرات کا علیحدہ کلمہ طیبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] الی اللّٰہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللّٰہ وما انا من المشرکین

[illegible]

کتاب مستطاب

اصول الشریعۃ

فی

عقائد الشیعۃ

از افادات عالیہ

صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین سرکار علامہ الشیخ محمد حسین صاحب [illegible]

صدر مؤتمر علماء شیعہ پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین، کوٹ فرید سرگودھا

قیمت [illegible] روپے

شیعہ حضرات کا علیحدہ کلمہ طیبہ

اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ از شیخ محمد حسین نجفی صدر موتمر علماء شیعہ پاکستان

۴۲۲

دعیان مودت و مخالفت کو موجب ہلاکت کو نہیں جانتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں کو اس منصب جلیل کا نا اہل اور مقام امامت کا غاصب سمجھتے ہیں۔ مگر یہ فرقہ دیگر تمام غیر اثنا عشری فرقوں کی طرح ائمہ طاہرین کی خلافت، امامت کا منکر ہے۔ وہ ان معصوم و مقدس ہستیوں سے روحانی رشتہ توڑ کر آل رسول کے مخالفین سے اپنا رشتہ جوڑتا ہے۔ اور انہی لوگوں کو اپنا دینی و دنیوی ہادی و رہنما اور آنحضرت کے خلفاء اور خلق کے پیشوا مانتا ہے۔ [illegible] مسئلہ امامت کے تمام مباحث کو بالتفصیل دیکھنے کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب اثبات الامامت کی طرف رجوع فرمائیں۔

نواں فرق عقیدۂ افضلیت

ہم نہ صرف یہ کہ ائمہ اہل بیت کو تمام امت محمدیہ سے اشرف و افضل جانتے ہیں بلکہ سرکار خاتم الانبیاء کے سوا باقی عام مخلوق تو درکنار دوسرے انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین سے بھی ان ذوات مقدسہ کو افضل و اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ اس مطلب کے ثبوت کے لئے ہماری کتاب احسن الفوائد کے اوراق شاہد ہیں۔ مگر فرقہ وہابیہ دیگر جمہور اہل سنت کی طرح سوائے شیخین کو ائمہ طاہرین سے افضل سمجھتا ہے اور اس نظریہ کے خلاف کو صرف خلاف مذہب بلکہ شرعی تعزیر کا سزاوار قرار دیتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ الدہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفاء مقصد اول میں لکھتے ہیں: "ہر کہ مرتضیٰ را تفضیل دہد بر شیخین مبتدع است و مستحق تعزیر" یعنی جو شخص حضرت مرتضیٰ علیؑ کو شیخین پر فضیلت دیتا ہے وہ بدعتی ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔ مگر [illegible] شاہ ولی اللہ [illegible] کے معتقد ہیں [illegible] تمام کائنات سے افضل مانے اسے کافی [illegible] بدعتی ہیں۔ والی اللہ المشتکیٰ وھو خیر الحاکمین۔

دسواں فرق کلمۂ ولایت

یہ بات بھی محتاج بیان نہیں ہے کہ ہمارا کلمہ شہادت، توحید و رسالت اور شہادت ولایت سے مرکب ہے (یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْل) مگر اس فرقہ کا کلمہ دیگر عام اسلامی فرقوں کی طرح صرف شہادت توحید و رسالت پر مشتمل ہے۔ (یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) [illegible] شہادت ولایت کو جائز و جزو کلمہ نہیں سمجھتے بلکہ [illegible] اسلام کا جزو [illegible] جانتے ہیں۔ جیسا کہ آیت اکمال الدین والیوم اکملت لکم [illegible] نزول سے واضح و عیاں ہے۔ (شیعی کلمہ کے ثبوت کے لئے کتاب [illegible] ملاحظہ ہو)

گیارھواں فرق تقلید شخصی

ہم فروع دین میں صحت و قبولیت اعمال کے لئے تین باتوں میں سے کسی ایک بات کو مکلف کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ (۱) خود مجتہد ہو (۲) کسی جامع الشرائط مجتہد کا مقلد ہو۔ (۳) یا پھر [illegible] احتیاط کو [illegible] عمل [illegible] مگر فرقہ [illegible] تقلید شخصی کے سخت مخالف ہے [illegible] اور ہم نے تقلید شخصی کی [illegible] کتب تالیف کی ہیں [illegible] سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

عبارت 1: ائمہ اہلبیت کے متعلق شیعہ فرقے کا عقیدہ: ہم نہ صرف یہ کہ ائمہ اہلبیت کو تمام امت محمدیہ سے اشرف و افضل جانتے ہیں بلکہ سرکار خاتم الانبیاء کے سوا باقی عام مخلوق تو درکنار دوسرے انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین سے بھی ان ذوات مقدسہ کو افضل و اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

عبارت 2: علیحدہ کلمہ طیبہ کا اقرار: یہ بات بھی محتاج بیان نہیں ہے کہ ہمارا کلمہ شہادت، توحید و رسالت اور شہادت ولایت سے مرکب ہے (یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وخلیفتہ بلا فصل)

شیعہ حضرات کی مستند کتاب کا ٹائٹل جس میں لکھا ہے کہ متعہ پروردگار کی سنت ہے (معاذ اللہ)

جلد اول

از مجلدات تفسیر کبیر

منہج الصادقین

فی الزام المخالفین

از تصنیفات عارف ربانی

ملا فتح اللہ کاشانی

با مقدمہ و پاورقی و تصحیح کامل آقای حاج میرزا ابوالحسن شعرانی

باکشف الایات صحیح

بسرمایہ

کتابفروشی اسلامیہ

تہران خیابان بوذرجمہری تلفن ۲۱۹۶۶

حق چاپ بااین حواشی محفوظ است۔

چاپ اسلامیہ

شیعہ حضرات کی مستند کتاب میں لکھا ہے کہ متعہ پروردگار کی سنت ہے (معاذ اللہ)

متعہ پروردگار کی سنت ہے (استغفر اللہ)

المتعة من سنت الله (استغفر الله)

HUTTA IS THE PRACTICE OF GOD.

(۴۹٤) سورة النساء ـ ٤ (ج۲)

کرده وهر که مخالفت آن کند مخالفت من کرده وهر که مخالفت من کند مخالفت خدا کرده وهر که مخالفت خدا کرده از اهل دوزخ باشد. وبباید که متعه امریست که حقتعالی مرا بآن مخصوص ساخته بجهت شرف من بر غیر من از انبیای سابق هر که یکبار در مدت عمر خود متعه کند از اهل بهشت باشد وهر گاه متمتع ومتمتعه باهم بنشینند فرشتهٔ برایشان نازل گردد وحراست ایشان کند تا آنکه از آن مجلس برخیزند واگر باهم سخن کنند سخن ایشان ذکر وتسبیح باشد وچون دست یکدیگر را بدست گیرند هر گناهی که کرده باشند از انگشتان ایشان ساقط شود وچون یکدیگر را بوسه دهند حقتعالی بهر بوسهٔ حجی وعمرهٔ برای ایشان بنویسد وچون خلوت کنند بهر لذتی و شهوتی حسنهٔ برای ایشان بنویسند مانند کوههای برافراشته، بعد از آن فرمود که جبرئیل مرا گفت یارسول الله ﷺ حقتعالی میفرماید که چون متمتع ومتمتعه برخیزند وبغسل کردن مشغول شوند در حالتیکه عالم باشند بآنکه منم پروردگار ایشان واین متعه سنت من است بر پیغمبر من و من با ملائکه خود گویم ای فرشتگان من نظر کنید باین دو بندهٔ من که بر خاسته اند وبغسل کردن مشغولند ومیدانند که منم پروردگار ایشان گواه شوید بر آنکه من آمرزیدم ایشان را وآب بر هیچ موئی از بدن ایشان نگذرد مگر که حقتعالی بهر موئی ده حسنه برای ایشان بنویسد وده سیئه محو کند وده درجه رفع نماید. پس امیر المؤمنین ؑ برخاست وگفت دانامه دقانه من تصدیق کنندهام ترا یارسول الله ﷺ چیست جزای کسیکه در این باب سعی کند؟ فرموده له اجر همانه مر او را باشد اجر متمتع ومتمتعه. گفت یارسول الله اجر ایشان چه چیز است؟ فرمود چون بغسل مشغول شوند بهر قطرهٔ آب که از بدن ایشان ساقط شود حقتعالی فرشتهٔ بیافریند که تسبیح وتقدیس او سبحانه کند وثواب آن از برای غاسل ذخیره باشد تا روز قیامت. ای علی هر که این سنت را سهل فرا گیرد واحیای آن نکند از شیعهٔ من نباشد ومن از او بری باشم. ونیز در روایت آمده که رسول خدای ﷺ روزی با اصحاب نشسته بود و از هر جانب سخنی میگذشت واز جمله سخن متعه درمیان آمد آنحضرت فرمود ای مردمان هیچ میدانید که متعه را چه فضیلت وثواب است؟ گفتند نه یارسول الله فرمود جبرئیل اکنون بر من نازل شد وگفت ای محمد حق ترا سلام می رساند وبتحیت واکرام مینوازد و می فرماید که امت خود را بمتعه کردن امر کن که آن از سنن صالحان است هر که روز قیامت بمن رسد ومتعه نکرده باشد حسنات او بقدر ثواب متعه ناقص باشد، ای محمد هر که مؤمن صرف متعه کند نزد خدای افضل از هزار درهم است که درغیر آن انفاق نماید، ای محمد دربهشت جمعی از حورالعین هستند که حقتعالی ایشان را از برای اهل متعه آفریده، ای محمد چون مؤمنی مؤمنهٔ را عقد متعه کند از جای خود برنخیزد تا که حق تعالی او را بیامرزد ومؤمنه را

شیعہ حضرات کی کتاب کا ٹائٹل جس میں لکھا ہے کہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا اقرار نہ کرنے والا مشرک ہے

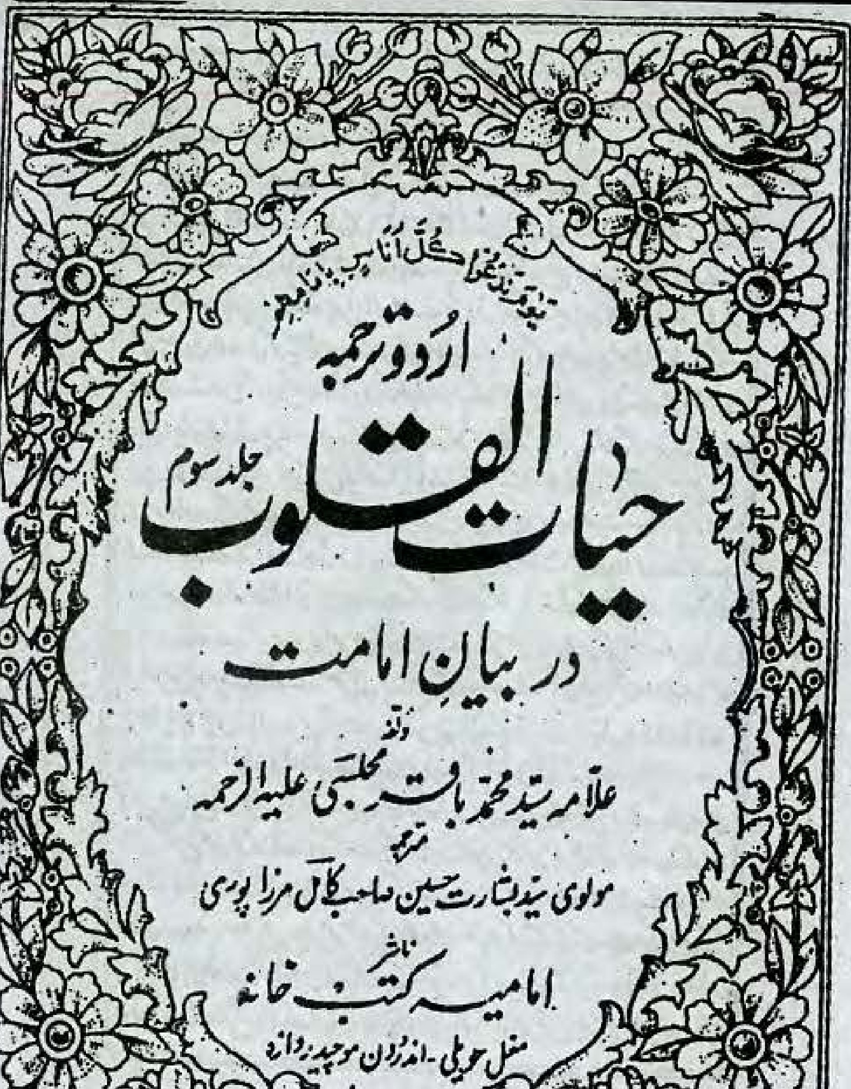

اردو ترجمہ

حیات القلوب جلد سوم

در بیانِ امامت

تالیف

علامہ سید محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم

مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری

ناشر

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی - اندرون موچی دروازہ

حلقہ نمبر 42 لاہور 8

شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا اقرار نہ کرنے والا مشرک ہے

کی ہے کہ خدا نے لوگوں کو روز الست اپنی معرفت پر پیدا کیا ہے اور توحید لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیُّ اللّٰہِ پر یہاں تک داخل
توحید ہے اور اگر امامت امیر المومنین کا اقرار نہیں کیا ہے خدا کی وحدانیت کا اس
اقرار درست نہیں ہے اور وہ مشرک ہے۔

ایضاً بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس ارشاد
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا
لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا کی تفسیر میں روایت ہے یعنی جو لوگ
ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ان کا کفر زیادہ ہوا تو
ممکن نہیں کہ خدا ان کو بخشے اور نہ ان کی راہ خیر و نجات کی جانب ہدایت فرمائے گا
حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت اول و دوم و سوم کے حق میں نازل ہوئی ہے جو ابتدا میں
زبانی ایمان لائے پھر کافر ہو گئے یعنی اپنے کفر کو ظاہر کیا جس وقت کہ پیغمبر خدا نے
ان پر ولایت امیر المومنین پیش کیا اور فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی جس کا
میں مولا اور حاکم ہوں اس کے علی مولا اور پیشوا ہیں۔ پھر جب حضرت نے ان کو بیعت
کرنے کے لئے فرمایا تو مجبوراً زبان سے اقرار کیا اور بیعت بھی کی۔ اس کے بعد
جبکہ پیغمبر نے رحلت فرمائی تو بیعت سے پھر گئے اور کفر میں ترقی حاصل کی اور ان لوگوں
پر جنہوں نے غدیر خم میں امیر المومنین سے بیعت کی تھی سختی کی کہ فلاں کی بیعت کریں، یا
امیر المومنین پر بیعت کے لئے سختی کی لہٰذا اس گروہ کے لئے قطعی خیر و نیکی اور ایمان کا
کچھ جز باقی نہیں رہا اور اس آیت اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ مِّنْ بَعْدِ
مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدَی الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَھُمْ وَ اَمْلٰی لَھُمْ (پ ۲۶ سورہ محمد آیت ۲۵)
کی تفسیر میں فرمایا کہ بیشک جو لوگ دین سے برگشتہ ہو گئے اپنے پیچھے لوٹ گئے یعنی اسی
حالت کفر پر جس پر کہ تھے اس کے بعد جبکہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی شیطان نے ان
کے لئے ضلالت کو زینت دی اور ان کی آرزوئیں دراز کر دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ
وہ اول و دوم و سوم ہیں۔ امیر المومنین کی ولایت اختیار کرنے کے ایمان سے برگشتہ ہو گئے
ایضاً انہی حضرت نے اس ارشاد رب العزت وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ
نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (پ سورہ الحج آیت ۲۵) کی تفسیر میں فرمایا یعنی جو شخص امر حرام کا

عبارت: توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی امیر المومنین ولی اللہ پر یہاں تک داخل توحید ہے اور اگر امامت امیر المومنین کا اقرار نہیں کیا ہے، خدا کی وحدانیت کا اس کا اقرار درست نہیں ہے اور وہ مشرک ہے (معاذ اللہ)

شیعہ حضرات کی مستند تفسیر قرآن کا ٹائٹل جس میں لکھا ہے کہ:

جب قرآن پر اعراب لگائے گئے تو شراب خور خلفاء راشدین کی خاطر قرآن میں تبدیلی کی گئی

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ

قرآن مجید مترجم

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

الحمد للہ کہ ترجمہ بامحاورہ جسکی محبان اہلبیت کو مدت سے آرزو تھی معہ فوائد
تفسیری مطابق مذہب اہل بیت از مستفادات دقیقہ شناس رموز قرآنی متکلم و
مناظر لاثانی جناب مولانا مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی اعلی اللہ مقامہ
بحسن اہتمام و سعی لاکلام حاجی آغا سید احمد صاحب کربلائی
و مشہدی دہلوی۔

افتخار بکڈپو رجسٹرڈ کرشن نگر لاہور

قرآن میں شراب خور خلفاء راشدین کی خاطر تبدیلی (نعوذ باللہ)

فِيْ سُنْۢبُلِهٖ ۔ یعنی معنی ہیں کہ اناج کو اسکی بال میں رہنے دینا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ایک نصیحت تھی جسکو تعبیر سے کوئی تعلق نہ تھا حضرت یوسف علیہ السلام کی اس نصیحت سے نہ صرف اہل مصر نے فائدہ اٹھایا بلکہ تمام اہل عالم کو ایسا قاعدہ معلوم ہوا جس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس غلہ کو زیادہ زمانہ تک رکھنا منظور ہو اسکے محفوظ رکھنے کی اس سے زیادہ اچھی کوئی صورت نہیں کہ اس کو اسکی بال میں رکھا جائے۔ اس نصیحت کی قدر و قیمت تجربہ کار لوگ سے پوچھئے ۱۲۰

۲ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ یعنی يَعْصِرُوْنَ کو معروف پڑھا جیسا کہ آپ موجودہ قرآن شریف میں دیکھتے ہیں ۔ حضرت نے فرمایا ۔ وائے ہو تجھ پر وہ کیا نچوڑیں گے کیا شراب نچوڑیں گے اس شخص نے عرض کی یا امیر المومنین پھر میں اسے کیونکر پڑھوں فرمایا خدا کی قسم یوں نازل فرمائی ہے يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يُعْصَرُوْنَ یعنی يُعْصَرُوْنَ کو مجہول بتلایا جس معنی ہیں یہ فرمایا کہ انکو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائیگا اور دلیل اس امر پر خدا کا یہ قول ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا اور ہم نے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا

قول مترجم۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خوار خلفا کی خاطر يُعْصَرُوْنَ کو يَعْصِرُوْنَ سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کیلئے انکے کرتوت کی معرفت اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم انکو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنیوالے کا عذاب کم نہ کرو ان جہاں کو اصل حال سے مطلع کر دو ۔ قرآن مجید کو اسکی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر علیہ السلام کا حق ہے اور انہی کے وقت میں اسکا اعلان پڑھا جائیگا ۱۲

پارہ ۱۲ — ۳۷۹ — یوسف ۱۲

وَسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ

دبلی پتلی گائیں کھاگئیں اور سات ہری بھری بالوں کو سات سوکھی بالیں لپیٹے

اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

لوگوں کے پاس پلٹ کے جاؤں تو وہ بھی جان لیں (کہ تعبیر بتلانیوالے ایسے ہوتے ہیں)

تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ

کہ تم سات برس تک لگاتار کھیتی کرتے رہو گے پس جیسے تم اس کھیتی کو کاٹو

فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

ں تھوڑے سے غلہ کے جو تمہارے کھانے میں آئے باقی سب کو بالوں ہی میں

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

اس کے بعد سات برس سختی کے آئیں گے جن میں سوائے اس تھوڑ

لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا

بیج وغیرہ کے لئے رکھتے ہو اور جو کچھ جمع کیا ہوگا سب کھا

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ

پھر اس کے بعد ایک ایسا برس آئیگا کہ جس میں لوگ

النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ

ع ۷ / ۱۶

ب ہو جائیں گے اور جس میں وہ نچوڑیں گے ۔ بادشاہ نے

ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ

حکم دیا کہ تعبیر کرنیوالے کو میرے پاس لاؤ جب شاہی قاصد

منزل ۳

عبارت: معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خور خلفاء کی خاطر "یعصرون" کو "یعصرون" سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لئے ان کے کرتوت کی معرفت اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والے کا عذاب کم نہ کرو وہاں جہاں ان کو اصل حال سے مطلع کر دو۔

شیعہ حضرات کی کتاب کا ٹائٹل صفحہ جس میں شیعہ فرقے کے
دو من گھڑت عقیدے بیان کئے گئے ہیں

تذکرۃ الائمہ «ع»

یا

ائمہ معصومین علیہم السلام

تألیف:

عالم بزرگوار محمّد باقر مجلسی «رض»

خدانے جبرائیل کو علی کی طرف بھیجا، وہ غلطی سے محمد ﷺ کی طرف چلے گئے

تذکرۃ الائمہ یا ائمہ معصومین تالیف محمد باقر مجلسی ایران

فارسی ابوذر غفاری مقداد بن اسود کندی جابر بن عبدالله انصاری مالک اشتر نخعی اویس قرنی محمد بن ابی بکر یمنی حجر بن عدی اسدی عزیز بن عدی حاتم الطائی عمرو خزاعی عروة المرادی عمار بن یاسر محمد بن سوهان العبدی عامل بن واثله کنانی احنف بن قیس تمیمی حارث بن قدامه سعدی خالد بن معمر السدوسی خلق جهان ﷺ وجود شریف آن حضرت چهار طایفه شدند طایفه در محبت افراط کردند واو را خدا دانستند که ایشان را غالی میگویند و اینها پنج فرقه شدند اول راملوفه گویند وایشان قایلند که واگذاشت حقتعالی اکثر کارها را بعلی مثل قسمت ارزاق عباد و حاضر شدن در احتضار عباد و غیره هر چه میخواهد میکند و ایجاد مینماید خدارا در آن دخلی نیست دویم سبائیه است گویند عبدالله سبا از نصیریان بآنحضرت گفت:

انت انت یعنی انت اله و از آنحضرت گریخت و بساباط مدائن رفت. در لشکر فرستاد و برخی از اصحاب او را گرفت آوردند و آن حضرت فرمود گودی کندند و در آنجا کردند و ایشان را میسوزانیدند و ایشان گفتند که یقین زیاده شد که تو خدائی و ما را بآتش میسوزانی و چون آنحضرت را کشتند گفتند مرده است بلکه در زیر ابر است و رعد او از اوست و برق تازیانه او بزیر خواهد مد و دشمنان را خواهد کشت و آنکه ابن ملجم کشت علی نبود بلکه شیطان بود بصورت علی شده بود.

طایفه سیم غرابیه گویند وایشان گویند خدا جبرئیل را بعلی فرستاد او بغلط بمحمد رفت از آنکه بمحمد بعلی غراب که بغراب مانند چهار مرد راشریطیه گویند ایشان گویند خدا در نبی وعلی و فاطمه و حسن و حسین فرود آمد و علی الهیست و طایفه پنجمین قایلند به پنج نفر کمراد سلمان و مقداد و اباذر وعمار و عمرو بن امیه ضمیری باشد گویند این پنج نفر موکلند بر مصالح عالم ازجانب علی که او اله است مقدمه که در بصره واقع شد هفتاد نفر از طایفه هنود آمدند بخدمت آنحضرت و گفتند بزبان هندی که تو خدائی حضرت فرمود که من خدا نیستم من بنده خدایم ایشان قبول نکردند حضرت ایشان را در چاهها کرده واز دود کشت و آنچه قلندران میگویند که هفتاد مرتبه نصیر را کشت و زنده کرد و او میگفت او خدائی بود بعداز آن از جانب خدا ندا رسید که کل عالم بنده منند گویا این بنده تو باشد معاذ الله که کفر و زندقه است خدا بی نیاز است از آنکه شریک داشته باشد.

اصل عبارت: خدا جبرئیل را بعلی فرستاد او بغلط بمحمد رفت

ترجمہ: خدانے جبریل کو علی کے پاس وحی دے کر بھیجا اور وہ غلطی سے محمد کے پاس چلا گیا۔

اصلی قرآن حضرت علی کے پاس تھا، اسے ابوبکر نے قبول نہ کیا

روی آن قرآنها نویسانیدند.

وصاحب جامع اصول از زید بن ثابت نقل میکند که بعد از آنکه مصاحف را نوشتیم آیه رجال صدقوا ما عاهدالله علیه را بآخر نسخه ابن ثابت یافتیم و ملحق کردیم ومنقولست از حضرت صادق علیه السلام که در سوره احزاب فضایح مردان بسیار از قریش بود بزرگتر بزرگتر از سوره البقره بود ایشان تحریف دادند و کم کردند و در احادیث مسطور است که اگر قرآن امیر المؤمنین که در نزد ائمه علیهم السلام است بمؤمنان میدادند که بخوانند ومصحف جمع عثمان رانخوانند مفاسد عظیم بر این مترتب میشد اول اینکه کتابِ خدا دو تامیشد جمعی قبول میکردند و بعضی قبول نمیکردند. خلایق یکسر بکفر اصلی خود برمیگشتند دوم آنکه مخالفان برقرآن صحیفها نوشتند. سیم آنکه آنحضرت نمیتوانست که قرآن خود را رواج دهد از برای آنکه عالم را ظلمت کفر و غلبه معاندان گرفته بود و چهارم آنکه مؤمنان قبول‌میکردند از ترس خلفای ثلثه و اعیان وانصار اظهار نمیتوانستند نمود وهمیشه قرآن مخفی بود و کمتر قبول میکردند این قرآنرا برای آنکه قرآن ایشان شهرت کرده بود. پنجم آنکه امیرالمؤمنین بعد از وفات حضرت رسول (ص) قرآنرا جمع کرد و در کیسه گذاشت و سر آنرا مهر کرد و آورد بنزد ابوبکر قبول نکردند گفتند ما را بقرآن تو احتیاجی نیست و در صحاح سته ایشان مشهور است

و علی هذا القیاس و از تفسیر تازه مولانا فتح الله رحمة الله

بعضی از آیات دزدیده را و دو سوره از سوره قرآنی از صحف عبدالله بن مسعود نوشته بودند و در این رساله بیان مینماید:

السوره النورین بسم الله یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالنورین الذی انزلنا هما یتلوان علیکم آیاتی و یحذرانکم عذاب یوم عظیم نوران بعضها من بعض وانا السمیع العلیم ان الذین یوفون بعهدالله و رسوله لهم جنات النعیم و الذین یکفرون من بعد ما آمنوا بنقض میثاقهم و ما عاهدهم الرسول علیهم یقذفون بالجحیم اذ ظلموا انفسهم و عصوا الوصی اولئک یسقون من الحمیم ان الله نور السموات والارض بما شاء و اصطفی من الملائکة و الرسل و جعل من المؤمنین اولیاء من خلقه یفعل ما یشاء لا اله الا هوالرحمن الرحیم قد مکر الذین من قبلهم برسلهم

اصل عبارت: امیر المومنین بعد از وفات حضرت رسول (ص) قرآن راجمع کرد ودر کیسه گذاشت وسر آنرامہر کرد واورد بنزد ابوبکر قبول نکرد

ترجمہ: رسول اللہ کی وفات کے بعد امیر المومنین نے قرآن کو جمع کیا اور مہر لگا کر ابوبکر کے پاس لائے اور اس نے اس قرآن کو قبول نہیں کیا۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب سے تحریفِ قرآن کا ثبوت

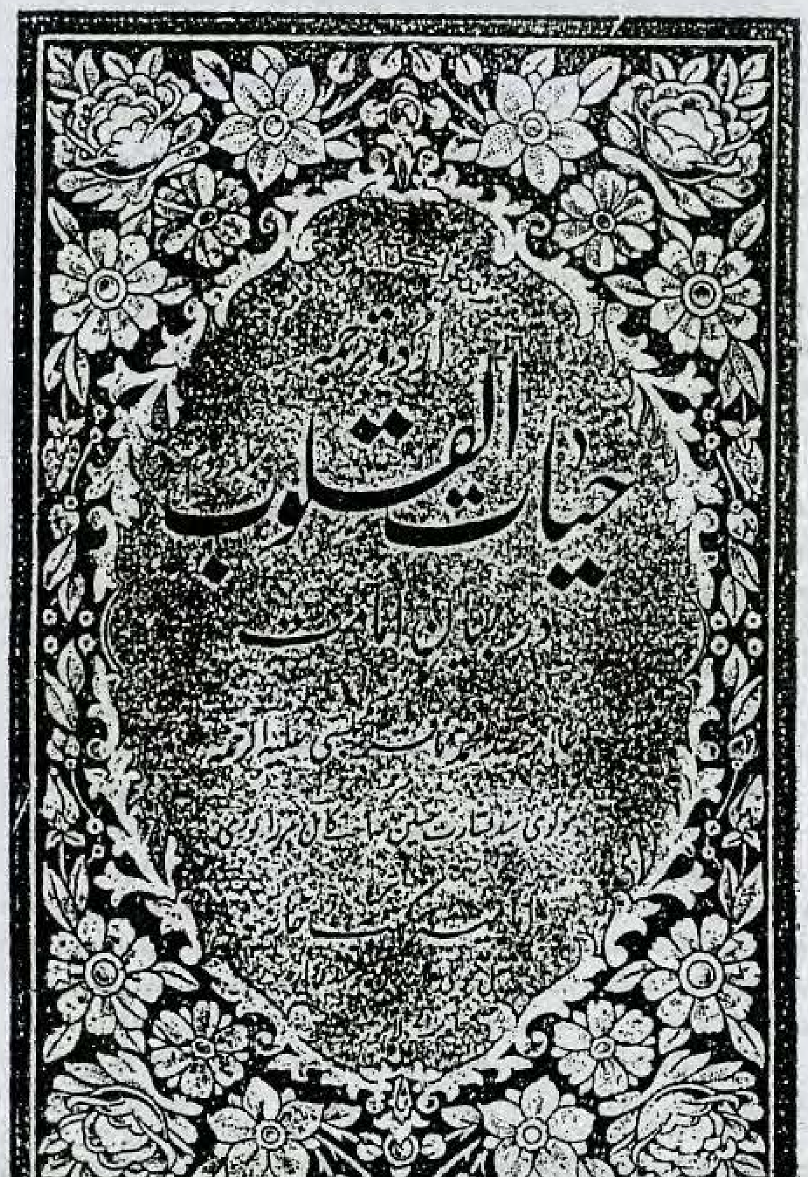

قرآنی آیات سے آلِ محمد کو نکال دیا گیا (معاذ اللہ)

زبدہ حیات القلوب جلد سوم باب ۱۴۰ فصل ۴ بندوں پر احمد آل ابراہیم میں برگزیدہ اولیٔ

علی بن ابراہیمؒ نے تفسیر میں بیان کیا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے وآل ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سے خارج کر دیا ہے۔

شیخ طوسیؒ نے مجالس میں بسند معتبر ابراہیم بن عبدالصمد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادقؑ کو اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا وآل ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین یعنی آل محمد کو قرآن سے نکال دیا حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ کتاب تاویل الآیات میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ وائے ہو ان لوگوں پر کہ جب آل ابراہیم و آل عمران کو یاد کرتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور جب آل محمد کو یاد کرتے ہیں تو ان کے قلوب مکدر ہو جاتے ہیں اُس خدا کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے ستر پیغمبروں کے مثل عمل کیا ہو گا تو خدا اس کے عمل کو قبول نہ کرے گا اگر اس کے نامۂ عمل میں میری اور علی بن ابیطالب کی محبت و ولایت نہ ہو۔

ایضاً۔ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا ابا الحسن مجھ کو اس وصیت سے آگاہ فرمایئے جو آپ کو حضرت رسولؐ نے فرمائی ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے تمہارے لئے دین حق کو انتخاب کیا اور تمہارے لئے اس کو پسند فرمایا اور تم پر اپنی نعمت [illegible] کیونکہ تم ان کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل تھے اور بیشک خدا نے اپنے پیغمبر کو وحی کی کہ وہ مجھے وصیت فرمائیں تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت یاد رکھو میرے اماں کی رعایت کرنا۔ میرے عہد کو وفا کرنا میرے [illegible] کو ادا کرنا میری سنت کو زندہ رکھنا اور لوگوں کو میرے دین کی طرف [illegible] کیونکہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور پسند کیا تو مجھے اپنے بھائی موسیٰ کی دعا یاد آگئی اور میں نے دعا کی کہ خداوندا میرے واسطے میرے اہل سے ایک وزیر قرار دے جس طرح جناب موسیٰؑ کے نے ہارون کو وزیر قرار دیا تھا تو خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ علیؑ کو میں نے تمہارا وزیر اور مددگار اور تمہارے بعد تمہارا خلیفہ

عبارت: شیخ طوسی نے مجالس میں بسند معتبر ابراہیم بن عبدالصمد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق کو اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا "ان اللہ اصطفیٰ ادم و نوحا و ال ابراھیم و ال عمران و ال محمد علی العالمین" لیکن آل محمد کو قرآن سے نکال دیا کہ یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے (معاذ اللہ)

تحریف قرآن کا اعتراف اور شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں گستاخی

حیات القلوب جلد دوم از باقر مجلسی مطبع نو لکشور

میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک اُن سے تمسک رکھو گے اور انہی کے ساتھ رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ دونوں خدا کی کتاب اور میری عترت ہے جو میرے اہلبیت ہیں اور یہ دونوں تمہارے درمیان میرے خلیفہ ہیں اور یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچیں پھر وہاں تم سے پوچھوں گا کہ تم نے ان کی رعایت کیسی کی چنانچہ اس روز چند اشخاص کو میرے حوض سے دور کریں گے اور منع کریں گے جس طرح کہ لوگ اونٹوں کو پانی پینے کے وقت اجنبی اونٹوں کو حوض سے بھگا دیتے ہیں۔ اس وقت انہی میں سے کچھ لوگ کہیں گے کہ میں فلاں اور میں فلاں ہوں۔ تو میں ان کے جواب میں کہوں گا کہ میں تم کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔ تمہارے ناموں سے واقف ہوں لیکن میرے بعد تم مرتد ہوگئے اور دین سے نکل گئے تھے پس تمہارے لئے خدا کی رحمت سے دوری اور عذاب الٰہی سے نزدیکی ہو۔ یہ فرما کر حضرت منبر سے نیچے آئے اور اپنے حجرۂ مقدسہ میں تشریف لے گئے اور ابوبکر و عمر میں پوشیدہ تھے لوگ باہر نکلتے نہ تھے یہاں تک کہ جناب رسول خدا نے وفات پائی اور انصار نے حقوق اہلبیت رسالت سے انکار اور ان کے حق کو جو خدا نے ان کے لئے مقرر فرمایا تھا غصب کرنے کے ارادہ کے سلسلہ میں کیا جو کچھ کیا اور یہی سبب ہوا کہ دوسرے منافقین نے خلافت غصب کر لی اور رسول خدا کے ایک خلیفہ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا اور دوسرے کے ساتھ جو کتاب خدا تھی تحریف کی اور تغیر و تبدل کیا اور جس طرح چاہا الٹ پلٹ کر دیا۔ اس روایت کے راوی انصاری سے حذیفہ نے کہا اے انصاری اس امر عظیم میں جو میں نے تم سے بیان کیا عبرت و نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کی خدا ہدایت کرنا چاہے۔ انصاری نے کہا مجھے اس دوسری جماعت کے لوگوں کے نام بتائیے جو صحیفہ کی تحریر میں شریک متفق تھے اور اس پر اپنی گواہیاں ثبت کی تھیں۔ حذیفہ نے کہا کہ وہ ابوسفیان، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ بن خلف، سعید بن العاص، خالد بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ، بشیر بن سعد، سہیل بن عمرو، حکیم بن حزام، صہیب بن سنان، ابوالاعور سلمی، مطیع بن اسود مدری اور کچھ اور لوگ تھے جن کی تعداد اور نام مجھ کو یاد نہیں ہیں۔ پھر اس جوان انصاری نے کہا اے حذیفہ اصحاب رسول میں اس گروہ کی کیسی قدر و منزلت تھی کہ ان کے سبب سے تمام صحابہ دین سے پھر گئے۔ حذیفہ نے کہا یہ لوگ قبیلوں کے سردار اور اعیان کے بزرگ تھے اور اس جماعت کے ہر فرد کی اتباع عظیم مخلوق کرتی تھی کہ لوگ ان کی باتیں سنتے اور اطاعت کرتے تھے اور ان کے خبیث دلوں کی گہرائیوں میں ابوبکر کی محبت جاگزیں تھی جس طرح بنی اسرائیل کے دلوں میں بچھڑے اور سامری کی محبت جاگزیں ہو گئی تھی جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ یعنی ان کی بے ایمانی کی وجہ سے بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں گھول کر پلا دی گئی۔ پس جس طرح بنی اسرائیل نے سامری کو پیشوا بنا لیا اور ہارون کو کمزور بنا دیا۔ پھر اس سعادت مند جوان انصاری نے کہا کہ خداوند عالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ہمیشہ ان کو دشمن رکھوں گا اور ان سے اور ان کے کاموں سے خدا کے نزدیک بیزاری کا اظہار کرتا رہوں گا اور ہمیشہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں رہوں گا تاکہ جلد مجھ کو شہادت نصیب ہو انشاء اللہ۔ پھر اس نے حذیفہ سے رخصت چاہی اور جناب امیر کی خدمت میں

عبارت 1: جو کتاب خدا تھی تحریف کی اور تغیر و تبدل کیا اور جس طرح چاہا الٹ پلٹ کردیا (معاذ اللہ)

شیعہ فرقے کا عقیدہ: کتاب کا ٹائٹل جس میں لکھا ہے کہ اصل قرآن امام مہدی کے پاس ہے، موجودہ قرآن غیر اصل ہے

ذکار الاذہان بجواب جلاء الاذہان

ہزار تمہاری دس ہماری

مصنف

عبدالکریم مشتاق ادیب فاضل

شائع کردہ:-

رحمت اللہ بک ایجنسی (ناشران و تاجران کتب)

بمبئی بازار، نزد خوجہ مسجد دربار امام باڑہ کھارادر کراچی

شیعہ فرقے کا عقیدہ: اصل قرآن امام مہدی کے پاس ہے، موجودہ قرآن غیر اصل ہے

مراد تمہاری دس ماری (ذکاء الاذہان بجواب جلاء الاذہان) مصنف عبد الکریم مشتاق رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی

۵۵۳

ہوا یا صحیح سالم ہوا اسے بھی اللہ کا کلام مانتے ہیں جب کہ تم صرف موجود کو مانتے حاضر کو تسلیم کرتے ہو۔ اور غیب کے منکر بنتے ہو۔ قرآن تمہارا سالم ہوا یا ہمارا۔؟

اعتراض [illegible]۔ تفسیر صافی صفحہ ۱ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا اصلی قرآن کے ظہور کا وقت بھی معلوم ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

نعم اذا قام القائم من ولدی یظہرہٗ	ہاں جب میری اولاد میں سے امام مہدی اٹھیں گے تو اس قرآن کو ظاہر کریں گے۔
(تفسیر صافی صفحہ ۱ سطر ۲۲)	

معلوم ہوا کہ حضرت مہدی والا قرآن اور ہے اور موجودہ قرآن اور ہے پس جس پر تمہارا ایمان ہے وہ موجود نہیں اور جو موجود ہے اس پر آپ حضرات کا ایمان نہیں تفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

جواب [illegible]۔ بلاشبہ جو نسخہ قرآن امام مہدی علیہ السلام کے پاس ہے وہ پورا ہے اس میں تمام منسوخ آیات اور موجودہ آیات اسی ترتیب سے موجود ہیں جس طرح وحی کی گئیں اور تمام تفسیری نوٹ اور وضاحتیں اس نسخہ میں ہیں اس میں حضور ؐ کی بیان کردہ مکمل تشریح موجود ہے اس میں ماضی حال اور مستقبل کی تمام باتیں موجود ہیں۔ اور وہ جامع نسخہ ہے کہ جس میں ہر خشک و تر کا بیان جمع ہوا ہے۔ اور آپ حضرات کا اس مطابق ترتیب نزولی قرآن پر ایمان نہیں بلکہ صرف اس قرآن موجود پر ایمان ہے جس کا آپ ہی کے بقول کثیر حصہ جاتا رہا ہے لیکن آپ کا ایمان غیر سالم قرآن پر ہے اور ہمارا مکمل و سالم قرآن پر ایمان ہے جو ابھی تک سے جدا نہیں ہوا۔ اسی لئے زمانہ ظہور مہدی میں یہ قرآن ظاہر ہوگا۔ اور باطل کو مٹائے گا۔ اور خدا کی ضمانت کو ثابت کرے گا کہ اس میں ہر خشک و تر کا بیان ہے اور اسے کوئی غیر طاہر مس بھی نہیں کر سکتا ہے مگر صرف مطہرین اسے چھو سکتے ہیں۔ جب امام اس قرآن کو ظاہر کریں گے تو دنیا سے باطل بھاگ اٹھے گا۔ اور حق کا غلبہ آجائے گا۔ قرآن مجید جو اس وقت

اصل عبارت: بلاشبہ جو نسخہ قرآن امام مہدی کے پاس ہے، وہ پورا ہے، اس میں تمام منسوخ آیات اور موجودہ آیات اسی ترتیب سے موجود ہیں، جس طرح وحی کی گئیں (معاذ اللہ)

شیعہ فرقے کا من گھڑت استدلال

شیعہ فرقے کا من گھڑت استدلال: مولا علی قرآن سے افضل ہیں (معاذ اللہ)

وسیلہ انبیاء جلد دوم از غالب حسین کربلائی جعفری دارالتبلیغ ساندہ لاہور

اضطراب اور تمام بے چینی یکسر کافور ہو گئی ہے۔

ان عبارات سے واضح ہوا کہ جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہ لائے حضرت علی علیہ السلام نے آنکھیں نہ کھولیں۔ اس سے وضح ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خدا کی طرف سے پڑھ کر آئے تھے کہ جب تک رسول اکرم تشریف نہ لائیں آنکھیں نہیں کھولنا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمارے بچوں میں اور اہل بیت نبوت کے بچوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کو لینے نہیں گئے بلکہ آگے آگے رسول ہیں پیچھے پیچھے قرآن ہے لیکن جو بھی قرآن کو لینے نہیں گیا وہ آج علی کو لینے کے لئے آ رہے ہیں اب بیعطا آپ فرمائیں کہ قرآن افضل ہے یا حضرت علی علیہ السلام

بدر الدجیٰ کی پہلی نظر شمس الضحیٰ پر

● کشفی، سید محمد صالح — کوکب دری ص ۲۲۳ سطر ۲۰ — امامیہ کتب خانہ — لاہور

جب محبوب کردگار کے گیسوئے شکبار کی خوشبو مشام حیدر کرار میں پہنچی آپ کے جمال جہاں آرا کی زیارت کے لئے آنکھیں کھول دیں اور سلام و تحیت کی رسم ادا فرما کر آپ کے مدح و ثنا میں زبان کھولی

● صائم چشتی — مشکل کشا جلد ا ص ۲۹ سطر آخر — چشتی کتب خانہ — فیصل آباد

بچے نے فوراً اپنی خوبصورت آنکھیں کھول کر اپنے بھائی کے چہرے پر گاڑ دیں اور مسکرانے لگا۔ یہ معاملہ دیکھ کر متحیر رہ گئی۔

ص ۳۱ سطر ۱۔ اس واقعہ سے صاف طور پر واضح ہے کہ جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں آنے کے بعد اپنی پہلی نگاہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کے سوا کسی اور چیز پر ڈالنا گوارا ہی نہ کرتے تھے اور یہ بھی جناب علی علیہ السلام کا ایک مخصوص اعزاز ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔

اُن کی صائم ہے ولادت کی جگہ حرم کعبہ ؞ آنکھ کھولی ہے تو چہرۂ محمد دیکھا

● جیلانی، سید امیر — حادثہ کربلا ص ۱۵ سطر ۲۲ — کوٹ کلاں — فیصل آباد

ان کی آواز سن کر بچہ بھی کہ ان کی گود میں چلا جاتا ہے اور ان کا اضطراب اور تمام بے چینی یکسر کافور ہو گئی ہے، آنکھیں کھول دیں اور کمال سکون سے چہرۂ پُر نور کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

تو خورشید کا و من سیارۂ تو ؞ سراپا نورم از نظارۂ تو

آغوش تو دورم نا تمام ؞ تو قرآنی و من سپارۂ تو

شیعہ فرقے کا عقیدہ: کتاب کا ٹائٹل جس میں لکھا ہے کہ آل محمد ﷺ اولاد آدم نہیں ہیں

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی
ایرانی اعلی اللہ مقامہا و مترجمہ علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی مقدمہ و حاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابو البیان
مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

شیعہ فرقے کا عقیدہ: آل محمد ﷺ، اولادِ آدم سے نہیں ہیں

۵۹

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ
فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ
بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (عمران) بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں
تمہارے رب کی آیات لے کر۔ بیشک میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندے مٹی سے ان
میں پھونک مارتا ہوں وہ پرندے جاندار بن جاتے ہیں اللہ کے حکم سے اور میں اکمہ اور برص
کے مریض کو شفا دیتا ہوں مردے کو زندگی دیتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو وہ میں بتاتا ہوں جو
جو تمہارے گھروں میں پوشیدہ ہے وہ میں جانتا ہوں میں یہ کام کیوں کرتا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ
میں اللہ کا عبد ہوں انبیاء کرام کو قرآن نے عباد کہا ہے اور اللہ کے یہ عبد ہوتے اصل عباد
اور اللہ معبود۔ مگر مولوی نے ان افعال کو معجزہ کہہ کے تمام مفہوم عبادت بدل دیا۔ حالانکہ
یہ معبود نہیں ان کی عبادت ہیں اور جو ان عِبَادُ الرَّحْمٰنِ کا سردار یہ امور سکھانے والا وہ انبیاء
ہے۔ مگر ان جیسا نہیں لال پتھر ہے مگر پتھر جیسا نہیں یہ عبد ہیں اور وہ عبدہٗ ہے اسی لئے
کہا گیا ہے عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر۔ انسانی برادری کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر در معبود پر
جھکا دیا۔ ایک سجدہ کی ڈیوڑھی پر جبیں ریز کر دیا غفلت کو دور کر دیا نفس کی نجاست کو دور کر کے نیکی
کر دیا ایمان کا لباس پہنا کر ایمان کا طغرٰی ان کے چہروں پر لگا کر کے اللہ کا ایسا عبد بنا جیسا کہ
اللہ چاہتا تھا اور یہ جماعت کہلائی عِبَادُ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔ اور ان کے سردار میں وہ جو عبد نہیں
بلکہ عبدہٗ ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے لازم ہے یہ کہنا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی
دیتا ہوں بیشک محمد اس کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ عِبَادُ اللّٰهِ الصَّالِحِیْن۔ جماعت
کے سردار ہیں محمد اور آل محمد علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل آدم اور اولاد آدم سے وعدہ
لیا تھا کہ میری عبادت کرنا۔ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمد
آل محمد نے جس سے یہ پتہ چلتا ہے جب آدم اور اولاد آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمد
و آل محمد علیہم السلام اس وقت آدم اور اولاد آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی
جنس سے نہیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں اگر یہ بھی اولاد آدم میں آتے
بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روز ازل وعدہ میں بھی آ جاتے مگر یہ آتے نہیں جس سے روز
روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولاد آدم اور ہے محمد و آل محمد علیہم السلام اور ہے۔

عبارت: جماعت کے سردار محمد ﷺ اور آل محمد علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل آدم اور اولادِ آدم سے وعدہ لیا تھا کہ میری عبادت کرنا، شیطان کی عبادت نہ کرنا، جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمد و آلِ محمد علیہم السلام اس وقت آدم اور اولادِ آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمد اور آلِ محمد علیہم السلام اس وقت آدم اور اولادِ آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی جنس سے نہیں اور محمد و آلِ محمد علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں۔ اگر یہ بھی اولادِ آدم میں آتے بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روزِ اول وعدہ میں بھی آتے مگر یہ بھی آئے نہیں جس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولادِ آدم اور ہیں محمد اور آلِ محمد علیہم السلام اور ہے

شیعہ فرقے کا عقیدہ: حضرت علی تمام انبیاء سے افضل ہیں (معاذ اللہ)

۷۰

خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی وجہ سے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب) بعد آپ کے آپ کی اہل بیت کو درجہ ولایت حاصل ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (مائدہ) سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ...... قائم کرتا ہیں نماز اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ سنیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے یہ آیت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں ہے ان کے علاوہ کسی نے حالت رکوع میں زکوٰۃ نہیں دی۔ زیر آیت تفسیر کبیر اگرچہ لوگوں نے رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دے کر کوشش بھی کی۔ کہ کوئی ایک آیت ان کے متعلق بھی نازل ہو حضرت عمر خطاب فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مجھے بھی آرزو ہوئی کہ ایک ایسی میرے متعلق نازل ہو۔ اس خیال سے میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں سائلین کو دیں۔ مگر کبھی وہ آیت نازل نہ ہوئی۔ پس جناب امیر اور دیگر اہل بیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول کے بقول اس آیت کے ولی ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ان پر اطلاق نبوت و رسالت اس لئے نہیں کہ نبوت جناب محمد مصطفیٰ پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں لیکن معیار نبوت و رسالت سب اہل بیت میں تھا۔ اگر نبوت و رسالت ختم نہ ہوتی تو یہ بارہ کے بارہ ائمہ اہل بیت بھی نبی و رسول ہوتے۔

معیار ولایت مطلقہ معلوم ہو کہ لفظ ولی کے معنی بادشاہ، متصرف، غالب ہادی نگہبان وارث دوست کے ہیں۔ اور قرآن پاک میں بھی یہی معنی مراد ہیں فاللہ ھو الولی (شوریٰ) پس خدا ہی بالذات اور حقیقی بادشاہ ہے۔ مالھم من دونہ من ولی ولا یشرک فی حکمہ احدا (کہف) نہیں ہے ان کے لئے سوائے اس خدا کے کوئی بادشاہ۔ پس چاہئے کسی کو اس کے حکم میں شریک کیا جائے قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السمٰوات والارض وھو یطعم ولا یطعم (انعام) اے رسول فرما دے سوائے خدا کے میں کسی کو کیوں اپنا بادشاہ بناؤں وہ ہی آسمانوں زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ مالک من اللہ من ولی ولا واق (رعد) نہیں تیرے لئے کوئی بھی خدا کے سوا بادشاہ اور نگہبان۔ وھو الولی الحمید (شوریٰ) اور وہی متصرف۔ غالب تعریف کیا ہوا ہے ومن یضلل اللہ فما لہٗ من ولی من بعدہ (شوریٰ) اور جس کو

اصل عبارت: پس جناب امیر اور دیگر اہلبیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول بقول اس آیت کے ولی ہیں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں (معاذ اللہ)

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل:

شیعہ فرقے کے نزدیک جو شخص چار مرتبہ متعہ کرے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے

جزء دوم تفسیر کبیر

منهج الصادقین

فی الزام المخالفین

تالیف عالم ربانی مولی فتح اللہ کاشانی قدس سرہ

با مقدمہ و پاورقی دانشمند محترم آقای حاج سید ابو الحسن مرتضوی

و تصحیح جناب آقای علی اکبر غفاری

حق چاپ با این حواشی محفوظ است

از انتشارات:

کتابفروشی علمیہ اسلامیہ

طہران خیابان ناصر خسرو

تلفن ۵۰۳۰۰

شیعہ فرقے کے نزدیک جو شخص چار مرتبہ متعہ کرے وہ رسول اللہ ﷺ کے درجے کو پہنچ جاتا ہے

منہج الصادقین (تفسیر کبیر) جلد دوم تالیف عالم ربانی فتح اللہ کاشانی (طبع ایران)

(ج۲) جزء پنجم (۴۹۳)

دوزخ آزاد شود وهر که دو بار متعه کند چهار دانگ او از آتش دوزخ آزاد شود وهر که سه بار متعه کند همه او از آتش دوزخ آزاد شود. ونیز آورده که و قال النبی ﷺ من تمتع مرة امن من سخط الجبار ومن تمتع مرتین حشر مع الابرار ومن تمتع ثلاث مرات زاحمنی فی الجنان؛ یعنی هر که یکبار متعه کند ایمن شود از خشم خدای قهار وهر که دو بار متعه کند محشور شود با نیکوکاران وهر که سه بار متعه کند مزاحمت ومقارنت وهمنشینی کند با من در روضهٔ جنان در درجه رضوان وایضاً آورده که ومن تمتع مرة کان درجته کدرجة الحسین ؑ ومن تمتع مرتین فدرجته کدرجة الحسن ؑ ومن تمتع ثلاث مرات کان درجته کدرجة علی بن ابیطالب ؑ ومن تمتع اربع مرات فدرجته کدرجتی؛ یعنی هر که یکبار متعه کند درجهٔ او چون درجهٔ حسین ؑ باشد وهر که دو بار متعه کند درجهٔ او چون درجهٔ حسن ؑ باشد وهر که سه بار متعه کند درجه او چون درجهٔ علی بن ابی طالب ؑ باشد وهر که چهار بار متعه کند درجهٔ او مانند درجه من(۱) باشد. وایضاً قال من خرج من الدنیا ولم یتمتع جاء یوم القیمة وهو اجدع؛ یعنی هر که از دنیا بیرون رود ومتعه نکرده باشد روز قیامت گوش وبینی بریده وبد حالت محشور شود و این حدیث با حدیث اول اگر چه سابقاً مذکور شد اما بجهت تعدد رواة مکرر واقع شد. و از سلمان فارسی ومقداد اسود کندی وعمار یاسر رضی الله عنهم مرویست که گفتند روزی نزد رسول الله ﷺ بودیم که آنحضرت برخاست وخطبهٔ برخواند وآداب حمد وثنای الهی بتقدیم رسانید ونفس نفیس خود را یاد فرموده بر خود صلوات داد وبعد از آن بوجه کریم خود بما التفات فرموده گفت بدرستی که برادرم جبرئیل ؑ نزد من آمد وتحفهٔ از نزد پروردگار بمن آورد وآن تمتع زنان مؤمنه است وپیش از من این تحفه را بهیچ پیغمبری ارزانی نداشته ومن شما را بآن امر میکنم پس آن سنت منست در زمن من وبعد از من هر که آنرا قبول کند وبآن عمل کند واحیای آن نماید از من باشد ومن از وی و هر که مخالفت نماید بآنچه بآن امر کرده‌ام بخدای مخالفت کرده وبدانید ای مردمان که اگر اهل این مجلس کسی باشد که تکذیب آن نماید بجهت بغض او بمن پس من گواهی میدهم که او از اهل دوزخ است پس لعنت خدای بر کسی باد که مخالفت من کند در این هر که انکار آن کند انکار نبوت من

---

۱ احادیث را که شیخ اجل عظیم الشان محقق ثانی شیخ علی بن عبدالعالی قدس الله روحه در رسالهٔ متعهٔ خود ذکر فرموده بطر سلامت عامی ومقام بلند محقق در تحقیق وسخنی که سهو مصطلح شد.

اصل عبارت اور اس کا ترجمہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں

اصل عبارت:

من تمتع مرہ کان درجتہ کدرجۃ الحسین علیہ السلام ومن تمتع مرتین فدرجتہ کدرجۃ الحسن علیہ السلام ومن تمتع ثلاث مرات کان درجتہ کدرجۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام ومن تمتع اربع مرات فدرجتہ کدرجتی

ترجمہ: یعنی جو ایک بار متعہ کرے گا اس کا درجہ حسین علیہ السلام کی طرح ہوگا اور جو دو بار متعہ کرے گا، اس کا درجہ حسن علیہ السلام کی طرح ہوگا اور جو تین بار متعہ کرے گا اس کا درجہ علی بن ابی طالب کی طرح ہوگا اور جو چار بار متعہ کرے گا اس کا درجہ میرے (محمد علیہ السلام) کے درجے کی طرح ہوگا

شیعہ فرقے کی اس کتاب کا ٹائٹل جس میں لکھا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو ولایتِ علی کے انکار کی سزا ملی

المجلد الاول

من كتاب البرهان

فى تفسير القرآن

لمؤلفه

العلامة الثقة الثبت المحدث الخبير والناقد البصير

السيد هاشم بن السيد سليمان بن سيد اسماعيل بن سيد عبد الجواد الحسينى

البحرانى التوبلى الكتكانى المتوفى فى سنة ١١٠٧ او ١١٠٩ رضوان الله عليه

الطبعة الثانية

طبع على نفقة الصالح الوفى المخلص الصفى

خادم احاديث الائمة المعصومين .

الحاج ابو القاسم بن محمد تقى

المشتهر بالسالك وفقه الله لمرضاته آمين

وقف على تصحيحه محمود بن جعفر الموسوى الزرندى

بمعاونة الثقة الصالح الشيخ نجى الله بن كريم الله التفرشى البازدبانى .

[illegible] ، بچاپخانه آفتاب، بطبع رسید

شیعہ فرقے کا عقیدہ: حضرت یونس علیہ السلام کو ولایتِ علی کے انکار کی سزا ملی

باب الألف بعده السين من البطون والتأويلات

والأئمة كثيرة و مما يدل على تأويله بالشيعة صريحاً ما سيأتي في الشراب من تفسير العياشي عن الصادق عليه السلام انه قال في حديث له عند تفسير قوله تعالى: فيه شفاء للناس يعني في العلم الخارج من الائمة عليهم السلام شفاء للشيعة و مع الناس و هم والله اعلم بهم ملعم الخبر. ومما يؤيده ما مر فيه ما سيأتي في السمير والقرحة وصرحنا بها على كون المسلمين بالشاهين تلك الانواع لامن نوع الانسان كما صرح به خبر التنسلي ايضاً.

ثم مما يدل على الاخير اعني ارادة المشاهين من الناس في بعض الآيات ما في كنز الفوائد عن ابي الحسن الاول عليه السلام انه قال في قوله تعالى: و لتكونوا شهداء على الناس اي بما قطعوا يعني الناس من رحمكم وشهوا من حقكم ومزقوا من كتاب الله و جعلوا حكم غيركم بحكم الغير فلهم.

يونس — هو من انبياء بني اسرائيل ذكره الله في القرآن باسمه و بلقبه وهو ذو النون الذي حبسه الله في بطن الحوت كما سيأتي قصته مفصلة في سورته وفي سورة الصافات و قد مرت في الفصل الرابع من المقالة الثانية من المقدمة الاولى رواية حبة العرني و فيها ان يونس انكر ولاية علي عليه السلام فحبسه الله في بطن الحوت حتى اقر بها و في خبر آخر يأتي في سورة الصافات انه قال لما كلف بالولاية: كيف اتولى من لم اره ولم اعرفه.

وفي خبر آخر انه توسل في بطن الحوت بمحمد وعلي و آلهما الائمة عليهم السلام فانجاه الله تعالى.

الارض — لعموم تأويلها بالدين و بالائمة عليهم السلام و بالشيعة وبالقلوب التي هي محل العلم وقراره و باخبار الامم الماضية الذي سيأتي انها قد استعملت في بعض التأويلات بل في مواضع عديدة بمعناها المتعارف لهذا الكل مقام مقام مناسب و ان اردت الادلة.

فدليل الاول ما في تفسير القمي في قوله تعالى: الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها حيث قال: اي دين الله وكتابه واسع فتنظروا فيه و دلالته ايضاً على تأويل المهاجرة بالتمسك بالقرآن والدين و النظر فيها ظاهرة. وما رواه الصدوق باسناده عن ابي عبدالله عليه السلام انه سئل عن قوله تعالى: او لم يسيروا في الارض قال معناه اولم ينظروا في القرآن الخبر. ودلالته على تأويل السير بالنظر ايضاً واضحة كما سيأتي في السير ولاح من الخبر الاول فلا تغفل.

و دليل الثاني ما رواه الصدوق ايضاً في كتاب الاختصاص كما مر في الفصل الرابع من المقالة الثانية من المقدمة الاولى عن جابر عن الباقر عليه السلام انه قال في قوله تعالى: فانتشروا في الارض يعني بالارض الاوصياء امر الله بطاعتهم و ولايتهم كما امر بطاعة الرسول ﷺ و امير المؤمنين صلوات الله عليه كنى الله في ذلك عن اسمائهم فسماهم بالارض.

القول الظاهر ان مراده عليه السلام تأويل الانتشار ايضاً بالولاية والاطاعة و يحتمل ان يكون المراد الانتشار اليهم بالطاعة ومن مؤيدات هذا التأويل ما رواه علي بن ابراهيم في تفسيره عن ابي عبدالله عليه السلام انه قال في قوله تعالى: اولم يسيروا في الارض فينظروا الآية اي اولم ينظروا في اخبار الامم الماضية.

القول مبني هذا الاستدلال على ما هو المتبادر من ظاهر الخبر لحتى تأويل السير بالنظر كما هو المصرح به في سند التأويل الاول واما احتمال ان يكون المراد بيان معنى قوله تعالى فينظروا الى آخر الآية فيه انه غير موافق لسياق ذلك الحديث فتأمل ولا تغفل عن احتمال ان يكون المراد في هذا الخبر باخبار الامم مافي القرآن منها وحينئذ يتوافق الخبران ويتحد التأويلان والله يعلم و سيأتي في الجنة والظلمات ما يدل على تأويل الارض بالشيعة حيث روى ما يدل على تأويل قوله تعالى: ولا حبة في ظلمات الارض بالولد في بطن امه و يؤيده قوله تعالى: هو الذي جعلكم خلائف في الارض .. و ما يدل على الاخير من استعمالها في بعض التأويلات بمعناها المتعارف ما رواه جابر عن الباقر عليه السلام انه سئل عليه السلام عن قوله تعالى: اولم يسيروا في الارض فقال هل الله في رجل يسير

عبارت: ان يونس انكر ولاية علي فحبسه الله في بطن الحوت حتى اقر بها

ترجمہ: بے شک یونس نے علی کی ولایت کا انکار کیا تو اللہ نے اسے مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا حتی کہ اسے رہائی اس وقت ملی جب اس نے ولایت علی کا اقرار کیا۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ فرقے کا نظریہ: حضرت علیؓ کے در کے بھکاری تو اولوالعزم پیغمبر ہیں

انسائیکلوپیڈیا حضرت علیؑ

براہین الطالب فی معرفت علی بن ابی طالبؑ

جلد ا

خلقت نورانیہ

مؤلف جناب مولانا طالب حسین کرپالوی

جعفریہ دار التبلیغ امامیہ بارگاہ سانده کلاں لاہور

شیعہ فرقے کا عقیدہ: حضرت علی کے در کے بھکاری تو اولوالعزم پیغمبر ہیں

خلقت نورانی جلد اول از مولانا غالب حسین کربلائی جعفری دار التبلیغ امام بارگاہ لاہور

۲۰۱

نبی اور صلب ابو طالب سے نکالتے وقت علی کو امام بنا دیا۔

حدیث کے اس جملے سے واضح ہو گیا کہ خدا نے امامت علی کا اعلان خلقت ابو البشر جناب حضرت آدم سے تقریباً چودہ ہزار سال پہلے کر دیا تھا۔ اللہ یہ فیصلہ فرما دیا تھا کہ اب کوئی حضرت علی کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر اپنی جبینیں نیاز خم نہ کرنا۔ پس محمد کے سوا جو ہے اس کا امام علی ہے لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ علم میں حلم میں فصاحت میں بلاغت میں، شجاعت میں عدالت میں بلکہ ہر صفات حسنہ میں حضرت علی سے راہنمائی حاصل کریں اور اس میں کوئی عار بھی نہیں ہے کیونکہ خدا نے خود اپنی اور سب کتاب میں ان کے در پر آنے اور اپنے مسائل حل کرانے کا حکم فرما دیا ہے۔ لہٰذا آپ کو چاہیے کہ آپ ہر حاجت [illegible] حضرت علیؑ [illegible] حاصل کریں اور جب آپ ان کے در پر آئیں گے تو وہاں آپ کو انبیاء جھولیاں پھیلائے ملیں گے، جنوں کی صدائیں ملیں گی اور ملائکہ کی آوازیں سنائی دیں گی۔ کوئی مانگ رہا ہے اور کوئی مراد پوری ہونے پر شکریہ ادا کر رہا ہے غرضیکہ حضرت علی کے در کے بھکاری تو اولوالعزم پیغمبر ہیں آپ کیوں شرما رہے ہیں۔ آپ کے قدموں میں زنجیریں کیوں پڑ گئی ہیں۔ آپ ان کو توڑ کر آگے بڑھیے شہر علم کا در اور حکمت کا گھر آپ کے لیے کھلا ہے۔ آپ جھول پھیلائیں اور بھر بھر کر لائیں پھر جائیں اور بھر کر لائیں یقیناً آپ تھک جائیں گے لیکن امام کے خزانے میں کمی نہیں آئے گی۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اب نبوت ختم ہو گئی ہے اور امامت شروع ہو رہی ہے اور امامت جناب حضور اکرم کے امام حضرت علی اور ان کے بعد ان کی اولاد سے گیارہ امام ہیں جو کہ محافظ نظام مصطفیٰ اور دنیا کی بقا ہیں۔ حضور اکرم نے متعدد مقامات پر بالوضاحت فرما دیا کہ میرے بعد امامت کا وارث علی ہے، امامت کا مالک علی ہے، امامت کا داتا علی ہے۔ لہٰذا امام وہ ہو گا جو علی والا ہو گا۔ جو حضرت علی کی مخالفت کرے گا امام بننا تو کجا وہ مومن تک نہیں بن سکتا لہٰذا امام وہی ہو گا جس کا نام متعین علی کرے۔ اعلان نبی کرے اور تصدیق علی کرے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ امامت حضرت علی کا اعلان قبل از خلقت دو عالم نبوت جناب محمد مصطفیٰ کے ساتھ ہوا لہٰذا حضور اکرم کے سوا حضرت علی تمام مخلوق کے امام ہیں۔

حضور اکرم نے حدیث نور میں امامت کا ذکر فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ امام وہ ہو گا جو نور ہو گا لہٰذا لوگ جسے بھی امام بنانا چاہیں پہلے اس کا نور ہونا ثابت کریں۔

عبارت: کوئی مانگ رہا ہے اور کوئی مراد پوری ہونے پر شکریہ ادا کر رہا ہے، غرض یہ کہ حضرت علی کے در کے بھکاری اولوالعزم پیغمبر ہیں، آپ کیوں شرما رہے ہیں۔

شیعہ فرقے کی اس مستند کتاب کا ٹائٹل جس میں شیعہ فرقے کا نظریہ لکھا ہے کہ امام مہدی، سیدہ عائشہ کو زندہ کر کے حد جاری کریں گے

ترجمه جلد سیزدهم

از کتاب

(((بحـــار الانوار)))

از تالیفات

علامه مجلسی

ترجمه مرحوم محمد حسن بن محمد ولی اردمیه

رحمة الله علیه

بسرمایه آقای حاج سید اسمعیل کتابچی و اخوان

فرزندان مرحوم حاج سید احمد کتابچی مؤسس

کتابفروشی اسلامیه

تهران - خیابان ۱۵ خرداد (بوذرجمهری) تلفن ۵۲۱۹۶۶-۵۳۵۴۴۸

حق چاپ و عکسبرداری از این نسخه محفوظ است

۱۳۶۰ هجری شمسی

چاپ افست اسلامیه

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کا نظریہ: امام مہدی سیدہ عائشہ کو زندہ کر کے (کوڑے مارینگے) حد جاری کرینگے

هر اهلبیت را جواب دهند؛ هست که بکرده های اهل خود شاهد اسعد برای امثال ایشان شناخته کنند۔ مولف گوید مراد از نجیب همه انبیاء (ع) است یا قائم ؑ است تنها و اول اظهر است در نظر شیخ صدوق در کتاب علل الشرایع از پدرش و ابن ولید در یکجا ایشان از برقی او از ابی زهیر شبیب بن انس او از بعض اصحاب صادق ؑ روایت نموده اند گفته که ابوحنیفه بخدمت آنحضرت داخل شد بار فرمود خبرده بمن از قول خدای تعالی "سیروا فیها لیالی و ایاما آمنین" یعنی در روی زمین شبها و روزها راه بروید در حالتی که در امن هستید آنحضرت از او پرسید این امنیت در کدام سرزمین است از بقعه های روی زمین ابوحنیفه در جواب گفت چنان گمان دارم که آن سرزمین مابین مکه و مدینه باشد پس آنحضرت باصحاب خود متوجه شده فرمود آیا میدانید در بین مکه و مدینه سر راه خلایق بریده میشود و اموالشان از ایشان گرفته میشود و از خودشان خاطر جمع نمیشوند تا اینکه کشته میگردند ایشان عرض کردند آری چنین است که میفرمائی - راوی گوید پس ابوحنیفه ساکت گردید بعد از آن آنحضرت نیز فرمود که یا اباحنیفه خبرده بمن از قول خدای تعالی "من دخله کان آمنا" یعنی هر که بآنجا داخل شد در امن میباشد آنحضرت از او پرسید آن سرزمینی که هر که بآنجا داخل شود در امن است کدام است ابوحنیفه گفت کعبه آنحضرت فرمود آیا از این قضیه خبر داری که حجاج بن یوسف پسر زبیر را در کعبه بالای منجنیق گذاشته و او را کشت آیا بنابراین پسر زبیر در امن بود - راوی گوید پس ابوحنیفه نیز ساکت شد وقتیکه ابوحنیفه از مجلس آنحضرت بیرون رفت ابوبکر حضرمی بخدمت آنحضرت عرض کرد فدای تو شوم جواب این دو مسئله چیست فرمود یا ابابکر آیه "سیروا فیها لیالی و ایاما آمنین" عبارت است از سیر کردن و راه رفتن با قائم ؑ ما اهلبیت یعنی کسانیکه در ایام ظهورش در خدمتش راه میروند در امن میباشند و معنی آیه "و من دخله کان آمنا" اینست که هر که به بیعت قائم ؑ داخل گردد و بدست مبارکش دست زند و داخل اصحاب آنحضرت شود هر آینه در امن می باشد تا آخر حدیث

در کتاب علل الشرایع از ماجیلویه او از عم خویش او از برقی او از پدرش او از محمد بن سلیمان او از داود بن نعمان او از عبدالرحیم قصیر روایت کرده او گفت ابوجعفر بمن فرمود آگاه باش که قائم ما ؑ چون قیام نماید هر آینه حمیرا یعنی عایشه زنده گردانیده شده بخدمت آنحضرت آورده میشود تا اینکه بار تازیانه حد بزنند و تا اینکه انتقام فاطمه (ع) دختر محمد ﷺ را از او بستاند عرض کردم فدای تو شوم برای کدام معصیت باو حد میزنند فرمود برای افترا گفتنش بمادر ابراهیم ؑ رسول خدا ﷺ عرض کردم چگونه شد که خدای تعالی آن حد را تا قیام قائم ؑ تأخیر نمود فرمود که تأخیر آن از این راه است که خدا محمد ﷺ را برای خلق رحمت فرستاده

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل

شیعہ فرقے کے نزدیک سیدہ حفصہ کافرہ اور سیدہ عائشہ منافقہ ہیں

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہن منافقہ تھیں

حیات القلوب جلد اول از ملا محمد باقر مجلسی امامیہ کتب خانہ لاہور

باب چہارم فصل دوم حضرت نوح علیہ السلام ۱۹۳ حیات القلوب جلد اول

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے اُترے ابلیس نے ان کے پاس آ کر کہا کہ زمین میں کسی شخص کا احسان مجھ پر آپ کے احسان سے زیادہ نہیں ہے آپ نے ان فاسقوں پر لعنت کی اور سب کو جہنم میں پہنچا دیا اور مجھ کو ان کے گمراہ کرنے کی محنت سے راحت بخشی۔ لہٰذا دو خصلتیں آپ کو تعلیم کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ ہرگز کسی پر حسد نہ کیجئے کیونکہ حسد نے میرے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔ دوسرے حرص ہرگز نہ کیجئے کیونکہ حرص نے آدمؑ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ نے اپنی قوم پر بددعا کی اور وہ ہلاک ہو گئی تو شیطان نے آپ کے پاس آ کر کہا کہ آپ کا مجھ پر ایک احسان ہے چاہتا ہوں کہ اس کا عوض دوں۔ نوحؑ نے کہا کہ میں اس بات سے نفرت رکھتا ہوں کہ تجھ پر احسان کروں۔ بتا کہ احسان کیا ہے۔ ابلیس نے کہا یہ کہ آپ نے اپنی قوم پر نفرین کی اور غرق کر دیا۔ اب کوئی باقی نہیں ہے جسے میں گمراہ کروں۔ اور اب مجھ کو راحت ہے جب تک کہ دوسرا قرن آئے پھر گمراہ کروں گا۔ نوحؑ نے فرمایا اس کا عوض کیا ہے؟ کہا جن حالتوں پر میرے قابو کے موقع ہیں یاد رکھئے ان تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت ہو تو میں اس سے بہت قریب رہتا ہوں: جبکہ وہ غصہ میں ہو۔ جبکہ دو آدمیوں کے درمیان حکم کرتا ہو۔ اور جس وقت بندہ کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام حیوانات کو کشتی میں داخل کر رہے تھے بکری نے نافرمانی کی تو آپ نے اس کو کشتی میں پھینک دیا اس کی دُم ٹوٹ گئی۔ اسی وجہ سے اس کی شرمگاہ کھلی رہ گئی۔ اور گوسفند نے کشتی میں داخل ہونے میں سبقت کی تو نوحؑ نے اس کی دُم اور پشت پر ہاتھ پھیرا اس سبب سے اس کی دُم بڑی اور چوڑی ہو گئی جس سے اس کی شرمگاہ پوشیدہ رہی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف دُنیا میں سب سے بلند ایک پہاڑ تھا اور

(حاشیہ صفحہ ...) ان کی وفات کا باعث ہو۔ اسی طرح اس آیت میں حق تعالیٰ نے جس میں کہ حفصہ و عائشہ کی مثال بیان کی ہے فرمایا ہے کہ ان عورتوں کی مثال زنِ نوحؑ و لوطؑ کی سی ہے۔ وہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے تصرف میں تھیں پھر ان دونوں نے ان سے خیانت کی تو ان بندوں نے عذابِ خدا سے بچانے میں ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ اور ان عورتوں سے کہا گیا کہ دوزخ کی آگ میں جہنم والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور خاصہ و عامہ کے طریق پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ ان دو زنانِ نوحؑ و لوطؑ کی، عورتوں کی خیانت یہ تھی کہ وہ کافرہ تھیں اور کافروں سے مومنوں کی چغلخوری کرتی تھیں اور اپنے شوہروں کو آزار پہنچاتی تھیں بدکاری اور خیانت نہ تھی۔ ۱۲ منہ

عبارت: اسی طرح اس آیت میں حق تعالیٰ نے جس میں کہ حفصہ اور عائشہ کی مثال بیان کی ہے فرمایا ہے کہ ان عورتوں کی مثال زنِ نوح و لوط کی سی ہے۔ وہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے تصرف میں تھیں۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک حضرت عائشہ منافقہ تھیں (معاذ اللہ)

باب شصت و چهارم حالات بعد از وفات سرور کائنات ۸۶۷ حیات القلوب جلد دوم

انگنده و در میان خانه گذاشتند و هر گروهی که داخل خانه میشدند بر دور آنجناب می ایستادند و صلوات
بر آنجناب میفرستادند و برای او دعا میکردند و بیرون میرفتند پس گروهی دیگر داخل میشدند چون همه
از صلوات بر آنجناب فارغ شدند حضرت امیرالمؤمنین داخل قبر آنجناب شد و فضل بن عباس
را نیز با خود بقبر برد چون آنجناب را بر روی دست خود گرفت که داخل قبر کند در این حال مردی از
انصار از بنی الحبلی که او را اوس ابن خولی میگفتند از بیرون خانه نگاه کرد و گفت سوگند میدهم شما را که
حق ما را قطع مکنید و بعد شما ما را از موت محروم مکنید ما نیز از این خدمت بهره ببرید پس حضرت
امیرالمؤمنین او را نیز طلبید و داخل قبر کرد و او در جنگ بدر حاضر شده بود و مادری به سیدی که جنازه آنجناب
را در کجای قبر گذاشتند حضرت فرمود که نزد پای قبر گذاشتند و از آنجا داخل قبر کردند و در کتاب احتجاج
و کتاب سلیم بن قیس هلالی از سلمان روایت کرده اند که چون حضرت امیرالمؤمنین از غسل و کفن حضرت
رسول فارغ شد داخل خانه کرد مرا و ابوذر و مقداد و فاطمه و حسن و حسین را و خود پیش ایستاد و ما در
عقب آنجناب صف بستیم و بر آنجناب نماز کردیم و عایشه منافقه هم در آن حجره بود و مطلع نشد
[illegible]
میکرد و بر آنجناب صلوات میفرستادند و بیرون میرفتند تا آنکه جمیع مهاجران و انصاری که حاضر بودند
بر آنجناب نماز کردند اول واقع شد و در کتاب کفایة الاثر بسند معتبر از [illegible] روایت کرده است
که چون هنگام وفات حضرت رسول شد علی بن ابیطالب را طلبید و راز بسیاری با او گفت پس فرمود
که یا علی تو وصی منی و وارث منی و حق تعالی بتو عطا کرده است علم و فهم مرا و چون من از دنیا بروم
ظاهر خواهد شد برای تو کینه های دیرینه که در سینه های جماعتی پنهان است و غصب حق تو خواهند نمود پس
حضرت فاطمه و حسن و حسین گریستند حضرت با فاطمه فرمود که ای بهترین زنان چرا میگریی گفت ای پدر
میترسم که حق ما را بعد از تو ضایع کنند و حرمت ما را رعایت نکنند حضرت فرمود که بشارت باد ترا ای
فاطمه که تو اول کسی خواهی بود که از اهلبیت من بمن ملحق میگردی گریه مکن و اندوهناک مباش چه بدرستیکه
تو بهترین زنان اهل بهشتی و پدر تو بهترین پیغمبران است و پسر عم تو بهترین اوصیای پیغمبران است و دو پسر
تو بهترین جوانان اهل بهشت اند و حق تعالی از صلب حسین نه امام بیرون خواهد آورد که همه مطهر و معصوم
باشند و از ما خواهد بود مهدی این امت پس با علی بن ابیطالب خطاب کرد که یا علی غسل
و کفن مرا غیر تو کسی متوجه نشود حضرت امیر گفت یا رسول الله که مرا مدد خواهد کرد در غسل
فرمود که جبرئیل معاونت تو خواهد کرد و فضل بن عباس آب بدست تو بدهد و [illegible]

اصل عبارت: و عایشه منافقه هم در ان حجره بود

ترجمہ: اور اس وقت عائشہ منافقہ بھی حجرے میں تھی۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

حضور ﷺ کو حضرت عائشہ وحفصہ نے زہر دیا، شیعہ فرقے کا الزام

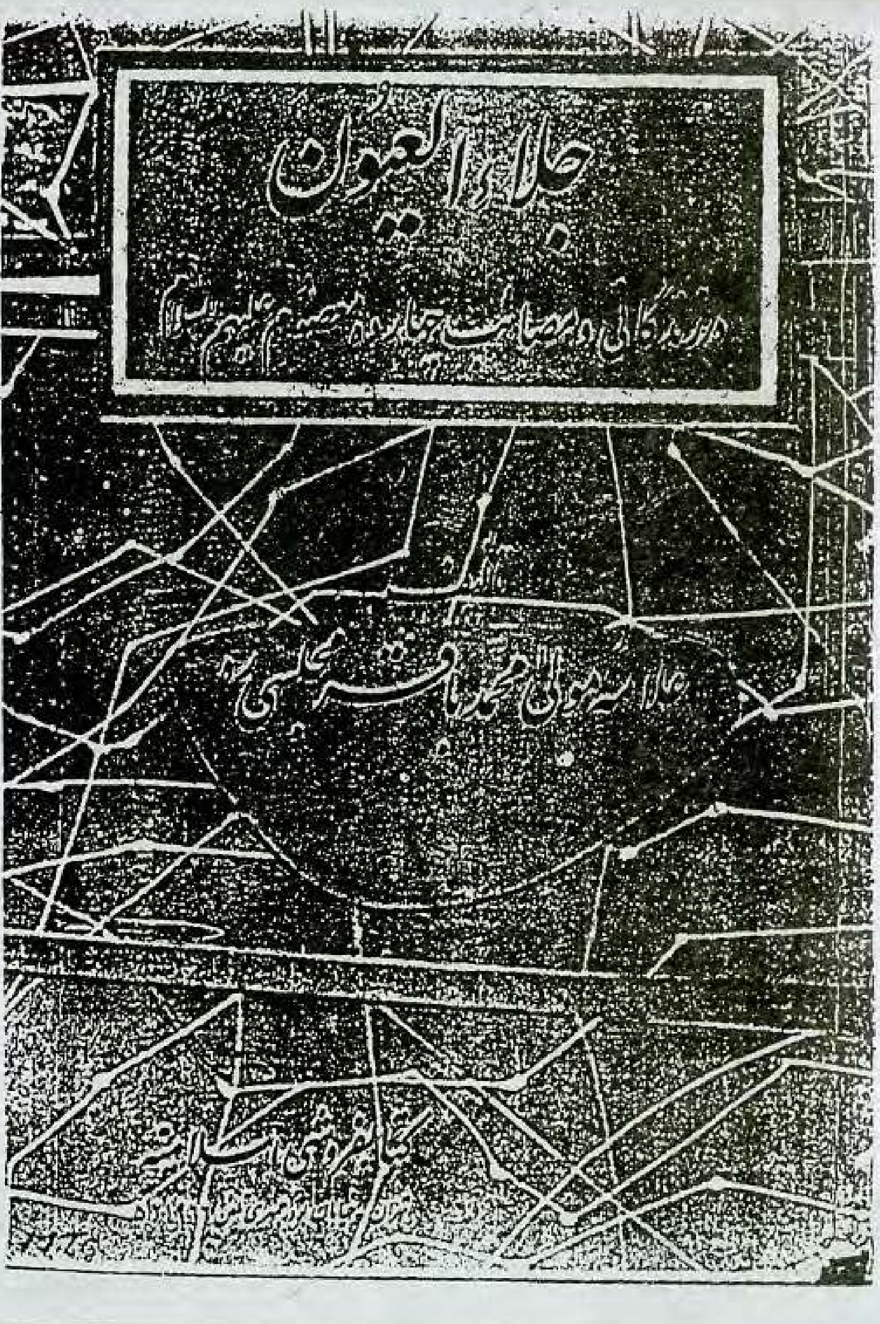

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر حضور علیہ ﷺ کو زہر دینے کا الزام

جلاء العیون (فارسی) ملا محمد باقر مجلسی کتاب فروشی اسلامیہ ۔ ایران

دادند آنحضرت را در دست بزغالهٔ چون حضرت لقمهٔ تناول فرمود آن گوشت بسخن آمد و گفت یارسول الله مرا بزهر آلوده‌اند پس حضرت در مرض موت خود می‌فرمود که امروز پشت مرا درهم شکست آن لقمه که درخیبر تناول کردم و هیچ پیغمبری و وصی پیغمبر نیست مگر آنکه بشهادت از دنیا میرود. و در روایت معتبر دیگر فرمود که زن یهودیه آنحضرت را زهرداد درذراع گوسفندی چون حضرت قدری از آن تناول فرمود آن ذراع خبرداد که من زهر آلودم پس حضرت آنرا انداخت و پیوسته آن زهر در بدن آنحضرت اثر می‌کرد تا آنکه بهمان علت از دنیا رحلت نمود.

وعیاشی رحمه الله بسند معتبر از حضرت صادق ؑ روایت کرده است که عایشه وحفصه علیهما اللعنة آنحضرت را بزهر شهید کردند ومحتملست که هر دو زهر درشهادت آنحضرت دخیل بوده باشد.

وشیخ مفید وشیخ طوسی وشیخ طبرسی وسایر محدثان خاصه و عامه روایت کرده‌اند که چون حضرت رسالت ﷺ از دنیا رحلت نمود منافقان مهاجران وانصار مانند ابوبکر و عمر و عبدالرحمن بن عوف وامثال ایشان اهلبیت آن حضرت را برآنحال گذاشتند وبتعزیت ایشان نپرداختند ومتوجه تجهیز آنحضرت نگردیدند ورفتند بسقیفهٔ بنی ساعده ومتوجه غصب خلافت شدند وباین سبب اکثر ایشان نماز بر آنحضرت رادرنیافتند وامیرالمومنین ؑ بریره را بنزد ایشان فرستاد که بنماز آنحضرت حاضر شوند و ایشان نرفتند تا آنکه بیعت خود را وقتی تمام کردند که حضرت را دفن کرده بودند چون صبح شد فاطمه ؑ فریاد برآورد که واسوء صباحاه یعنی روز بدیا که روز تست چون ابوبکر لعین این سخن را شنید از روی شماتت گفت که روز تو بدترین روزهاست. پس آن ملاعین فرصت را غنیمت شمردند که امیرالمومنین ؑ متوجه تغسیل وتجهیزودفن آنحضرتست وبنی هاشم بمصیبت آن حضرت درمانده‌اند. پس رفتند بایکدیگر اتفاق کردند که ابوبکر را خلیفه گردانند چنانچه درحیات حضرت رسول ﷺ چنین توطئه کرده

اصل عبارت: وعیاش بسند معتبر از حضرت صادق...... (الخ)

ترجمہ: عیاش نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کیا کہ عائشہ وحفصہ نے آنحضرت کو زہر دے کر شہید کیا اور اس بات کا احتمال ہے کہ حضور کی شہادت میں ان دونوں کے دیئے گئے زہر کا عمل دخل تھا۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ فرقے کے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق من گھڑت نظریات،

انہی کی مستند کتاب سے ملاحظہ فرمائیں

ترجمه جلد سیزدهم

از کتاب

(((بحـــار الانوار)))

از تالیفات

علامه مجلسی

ترجمه مرحوم محمد حسن بن محمد ولی ارومیه

رحمة الله علیه

بسرمایه آقای حاج سید اسمعیل کتابچی و اخوان

فرزندان مرحوم حاج سید احمد کتابچی مؤسس

کتابفروشی اسلامیه

تهران ــ خیابان ۱۵ خرداد (بوذرجمهری) تلفن ۵۲۱۹۶۶ ــ ۵۲۵۳۲۸

حق چاپ و عکسبرداری از این نسخه محفوظ است

۱۳۶۰ هجری شمسی

چاپ افست اسلامیه

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

امام مہدی نئی شریعت لائیں گے اور نئے احکامات جاری کریں گے

بحار الانوار سیزدہ جلد دوم تالیف علامہ محمد باقر مجلسی طبع ایران

علامات ظهور ۵۹۷۰

در حالتیکه اسباب جنگ در بر کرده اند و بآنحضرت میگویند که از هر جا که آمده بآنجا برگرد ما را باولاد فاطمه احتیاج نیست پس آنحضرت شمشیر کشیده و همهٔ ایشان را بقتل میرساند پس از آن داخل کوفه میشود جمیع منافقان را که شکاکند عرصهٔ تیغ بیدریغ میگرداند و قصرها و عمارتهای ایشانرا خراب میکند و آنانرا که یاری میکنند بقتل میرساند تا بحدیکه خدای عزوجل راضی شود. در کتاب مذکور ذکر نموده که ابوخدیجه از صادق علیه السلام روایت کرده که آنحضرت فرمود که چون قائم علیه السلام قیام میکند امر تازه و احکام تازه میآورد چنانچه رسول خدا در اول اسلام خلائق را بامر جدید دعوت نمود در کتاب مذکور آورده که علی بن عقبه از پدرش روایت کرده گفت وقتیکه قائم علیه السلام قیام میکند با عدالت حکم مینماید و در عصر او ظلم و ستم از میان خلائق برداشته میشود و راهها امن میباشد و زمین برکتهای خویش را بیرون میآورد و هر حق از باطل خود بر گردانده میشود و اهل هیچ دین باقی نمیماند مگر اینکه اظهار اسلام میکنند و بایمان مشهور و معروف میباشند آیا نشنیده قول خداوند سبحانه را « وله اسلم من فی السموات والارض طوعاً و الیه ترجعون » یعنی کسانیکه در آسمانها و زمین هستند از صمیم قلب بخداوند کردگار مطیع و منقاد میشوند و برگشت شما بسوی او خواهد شد و در میان خلایق بطریق داود و محمد صلی الله علیه و آله حکم میکند پس در اینوقت زمین خزینه های خود را ظاهر و برکت خویشرا آشکار میگرداند و در اینوقت مردی از شماها کسی پیدا نمیتواند بکند که صدقهٔ باو بدهد یا احسان در حق وی نماید زیرا که همهٔ مؤمنان غنی و مالدار میباشند بعد از آن فرمود که دولت ما آخر دولتها است و هیچ طایفه که برای ایشان سلطنت مقرر شده باقی نمیماند مگر اینکه پیشتر از ما سلطنت میکنند برای اینکه نگویند در وقتیکه حسن سلوک و رفتار ما را می بینند که اگر ما هم بسلطنت میرسیدیم هر آینه بطریقه و سیرت ایشان رفتار میکردیم و اینست معنی قول خدای تعالی « والعاقبة للمتقین » یعنی عاقبت کار برای متقیانست پس آخر دولتها دولت ائمه (ع) میباشد

در کتاب مذکور ذکر نموده که ابی بصیر از باقر علیه السلام در حدیث طولانی روایت کرده که آنحضرت فرمود که چون قائم علیه السلام قیام میفرماید بکوفه میآید و چهار مسجد در آنجا خراب میکند و مسجد کنگره دار در روی زمین باقی نمیماند مگر اینکه کنگره های آنرا خراب میکند و آنها را بی کنگره میگذارد و راههای بزرگ را یعنی شاهراهها را وسیع میگرداند و هر پنجره که مشرف براهست آنرا میشکند و میزابها را و ناودانها را که مشرف براهها اند برهم میزند و بدعتی باقی نمیگذارد مگر اینکه آنرا زایل میگرداند و برمیدارد و سنتی باقی نمیگذارد مگر اینکه آنرا برپا میدارد و شهر قسطنطنیه و چین و کوههای دیلم را مسخر میگرداند پس هفت سال

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

امام مہدی نبوت کا دعوئ کریں گے کہ اللہ کے حکم سے نبی مرسل بنا کر بھیجا گیا ہوں

بحار الانوار تصنیفات علامہ باقر مجلسی ناشر کتابفروشی اسلامیہ تہران ایران طبع [illegible]

خروج آنحضرت — [illegible]

وعلامت همه اینها در حتی است در کتاب قرب الاسناد از ابن سعد اواز ازدی روایت کرده او گفت که من وابو بصیر بخدمت صادق علیه السلام داخل شدیم وعلی بن عبدالعزیز هم با ما بود پس بخدمت آنحضرت عرض کردم که آیا توئی صاحب ما فرمود که آیا صاحب شما هستم یعنی صاحب شما نیستم زیرا که صاحب شما قائم علیه السلام است یا اینکه صاحب شما چرا نیست. تا آنکه احمد طبرسی در کتاب احتجاج از یزید بن وهب جهنی از امام حسین بن علی بن ابیطالب از پدرش سلام الله علیهما روایت نموده که آنحضرت فرمود که خداوند در آخر زمان ورود روزگار یکه ما ندیده‌ایم خواهد است و میان تمامی خلایق مردی را مبعوث میگرداند واورا با ملائکه خود مدد میکند و یاران وی را از چیزهای بد نگاه میدارد و در مقابل رایج و خبش یاری میکند و نصرت میدهد و اورا بر همه اهل زمین غالب میگرداند تا اینکه از راه میل و رغبت یا از راه اجبار و اکراه دین اسلام را قبول نمایند زمین را پر از عدل وقسط ونور وبرهان میگرداند همه اعالی شهرها پادشاه یعنی وی میآیند کافری نمیماند مگر اینکه ایمان میآورد و بدکرداری نمیماند مگر صالح و نیکو کار میشود ودرندگان خود با وزندگان مسالمه میکنند و زمین نباتات خود را ظاهر میسازد و آسمان برکتش را نازل میگرداند وخزائن زمین برای وی ظاهر وآشکار میشوند چهل سال بمابین مشرق ومغرب مالک میشود پس طوبی بلد برای کسیکه ایام آنحضرت را یابد وکلام اورا بشنود مؤلف گوید که اخبار مختلفه که در خصوص بیان مقدار ایام سلطنت آنحضرت وارد شده بعضی از آنها محمول است بمدت سلطنتش یعنی همه مدت سلطنتش فلان مقدار میشود وبعضی از آنها بر زمان استقرار دولت محمول است وبعضی دیگر محمول است بر حساب سال زمانه که در نزد ما است وبعضی بر سال زمان آنحضرت که طولانی اند محمول است والله یعلم. شیخ صدوق در کتاب کمال الدین از محمد بن ابراهیم بن اسحق او از حسین بن منصور او از محمد بن هرون هاشمی او از احمد بن عیسی او از احمد بن سلیمان بن علوی او از موسی بن هشام او از ابراهیم بن محمد بن سنقه او از جعفر او از جعفر او از پدرش امیرالمؤمنین علیه السلام روایت نموده که آنحضرت فرموده که رسول خدا صلی الله علیه وآله فرمود که مهدی از ما اهل بیت است خدا کار اورا در یکشب درست میکند و در روایت دیگر چنین نیز وارد است که خدا کار اورا در یک شب اصلاح میکند در کتاب مذکور از طالقانی او از جعفر بن مالک او از حسن بن محمد سماعه او از احمد بن حرث او از مفضل بن عمر او از صادق علیه السلام او از پدرش علیه السلام روایت نموده که آنحضرت فرمود که در وقتیکه قائم علیه السلام قیام میکند این آیه را تلاوت میفرماید ففررت منکم لما خفتکم فوهب لی ربی حکما وجعلنی من المرسلین یعنی از شما گریختم در وقتیکه از شما ترسیدم پس پروردگار من بمن حکم وعلم عطا فرمود ومرا از جمله فرستادگان [illegible]

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

امام مہدی دعویٰ کریں گے کہ رب نے مجھے نبوت وپیغمبری عطا فرمائی ہے

کردم اینها را دروقتی خواهم کرد که درعلم خود پنهان و مستور کرده‌ام و از واقع شدن اینها
چاره نیست در آزمان ترا رحمه سوارگان و پیادگان لشکر ترا هلاک خواهم نمود پس بعد هرچه
میخواهی بکن پس بدرستیکه تو تا روز وقت معلوم از جملهٔ مهلت دادهٔ شدگانی مولف گوید
ظاهر اینست که این علامات مذکوره با هلاک نمودن شیطان و تابعان او درهمهٔ ایام پیغمبر واجب
او واقع نمیشود بلکه کفایت میکند اینکه دربعضی اوقاتی که بعد از بعثت پیغمبر است واقع شود
و اینوقت نیست مگر خلافت قائم (ع) چنانچه در اخبار سابق گذشته و بعد از این هم مذکور
خواهد شد ـ و سیدعلی بن عبدالحمید در کتاب الغیبه باسناد خود از باقر (ع) روایت نموده که آن
حضرت فرمود چون قائم ما اهلبیت ظهور میکند این آیه را تلاوت میفرماید « ففررت منکم
لما خفتکم فوهب لی ربی حکماً » یعنی دروقتی که از شماها فرار نمودم پس پروردگار من بمن
و پیغمبری عطا فرمود پس از هلاکت نفس خود ترسیدم فرار کردم وقتی که خدای تعالی بمن اذن
داد و کار مرا اصلاح نمود ظهور کردم و بنزد شما آمدم ـ و باسناد خود از احمد بن محمد ایادی
او رفع حدیث بابی بصیر نموده او از صادق (ع) روایت کرده که آن حضرت فرمود که اگر
قائم (ع) خروج نماید بعد از آنکه بسیاری از خلایق او را انکار کرده‌اند هر آینه درصورت
جوان بنزد ایشان بر میگردد و در اعتقاد امامتش ثابت قدم نمی‌شود مگر هر آن مؤمنی که
خدای تعالی در عالم ذر اول عهد و پیمان گرفته باشد ـ و باسناد خود تا سماعه او از صادق (ع)
روایتکرده که آن حضرت فرمود که گویا قائم را می‌بینم که در کوه ذی‌طوی با برهنه ایستاده
مانند موسی بن عمران انتظار میکشد تا اینکه بمقام ابراهیم (ع) میاید و در آنجا دعا میکند
و باسناد خود از حضرمی او از باقر (ع) روایت کرده که آنحضرت فرمود جبرئیل در سمت دست
راست و میکائیل از جانب دست چپش راه میروند و نیز از آن حضرت روایت نموده که آنحضرت
فرمود که چون قائم (ع) قیام میکند داخل کوفه میشود هر آینه در آنوقت هیچ مؤمن نمیماند
مگر اینکه در آنجا میباشد ـ و از کتاب فضل بن شاذان او رفع حدیث نموده از سعد او از امام
حسن عسکری (ع) روایت نموده که آن حضرت فرمود که محل و جای یکقدم از زمین کوفه
دوستتر است در نظر من از یکباب خانه که درمدینه باشد ـ و از فضل بن شاذان او از صعصعه بن
اصبغ روایت کرده او گفته که از صادق (ع) شنیدم میفرماید که هرکس در کوفه خانه دارد
آنرا نگه بدارد و از دست ندهد ـ و باسناد خود از باقر (ع) روایتکرده که آن حضرت فرمود
که مهدی (ع) در شهر حیره منهزم میگرداند سفیانی را در زیر درختی که شاخهایش کشیده و
دراز است ـ و باسناد خود تا به بشیر نبال او از صادق (ع) روایت کرده که آنحضرت فرمود آیا

امامت کے متعلق شیعہ فرقے کے نظریات انہی کی مستند کتاب سے ملاحظہ فرمائیں

الأصول

من

الكافي

تأليف

ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق

الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وعلق عليه علي أكبر الغفاري

نهض بمشروعه

الشيخ محمد الآخوندي

الطبعة الثالثة

١٣٨٨

الجزء الأول

الناشر

دار الكتب الإسلامية

مرتضى آخوندى

طهران - بازار سلطاني

تلفن ٢٠٤١٠

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کا عقیدہ: امام پر وحی نازل ہوتی ہے

الاصول من الكافي جلد اول تأليف ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق الكليني المتوفى ٣٢٨ طبع ايران

ج ١ — كتاب الحجّة — ـ١٧٦ـ

﴿ باب ﴾

﴿ الفرق بين الرسول و النبي والمحدث ﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن ثعلبة بن ميمون ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عزَّ وجلَّ : «وكان رسولاً نبيّاً» ، ما الرسول وما النبيّ ؟ قال : النبيُّ الّذي يرى في منامه ويسمع الصوت ولا يعاين الملك ، والرَّسول الّذي يسمع الصوت ويرى في المنام ويعاين الملك ، قلت : الإمام ما منزلته ؟ قال : يسمع الصوت ولا يرى ولا يعاين الملك ، ثمَّ تلا هذه الآية : «وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبيّ» «ولا محدَّث»[1] .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرَّار قال : كتب الحسن بن العبّاس المعروفيّ إلى الرِّضا عليه السلام : جعلت فداك أخبرني ما الفرق بين الرسول والنبيّ والإمام ؟ قال : فكتب أو قال : الفرق بين الرسول والنبيّ والإمام أنَّ الرَّسول الّذي ينزل عليه جبرئيل فيراه ويسمع كلامه وينزل عليه الوحي وربّما رأى في منامه نحو رؤيا إبراهيم عليه السلام ، والنبيُّ ربّما سمع الكلام وربّما رأى الشخص ولم يسمع ، والإمام هو الّذي يسمع الكلام ولا يرى الشخص .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن الأحول قال سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرَّسول والنبيّ والمحدَّث ، قال : الرَّسول الّذي يأتيه جبرئيل قبلاً[2] فيراه ويكلّمه فهذا الرَّسول ، وأمّا النبيُّ فهو الّذي يرى في منامه نحو رؤيا إبراهيم ونحو ما كان رأى رسول الله صلى الله عليه وآله من أسباب النبوَّة قبل الوحي حتّى أتاه جبرئيل عليه السلام من عند الله بالرسالة و كان محمّد صلى الله عليه وآله حين جمع له النبوَّة وجاءته الرسالة من عند الله يجيئه بها جبرئيل ويكلّمه بها قبلاً ، ومن الأنبياء من جمع له النبوَّة ويرى في منامه ويأتيه الروح ويكلّمه ويحدّثه ، من غير أن يكون يرى في اليقظة ، وأمّا المحدَّث فهو الّذي يحدَّث فيسمع ، ولا يعاين ولا يرى في منامه .

(١) قوله : « ولا محدث » انما هو في قراءة اهل البيت عليهم السلام وهو بفتح الدال المشددة (لح)
(٢) قبلا بضمتين و بفتحتين و بكسرة وفتح اي عيانا و مقابلة. (لح)

اصل عبارت: قلت ...... الخ

ترجمہ: میں نے پوچھا امام کا کیا مرتبہ ہے تو انہوں نے کہا کہ امام آواز سنتا ہے اور وہ فرشتے کو نہ تو دیکھتا ہے اور نہ اس کا معائنہ کرتا ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث**

(محدث) کے الفاظ آیت قرآنی میں نہیں ہیں۔ یہ شیعوں کا جانب سے اضافہ ہے

تقیہ کے متعلق شیعہ فرقے کا من گھڑت نظریہ انہی کی مستند کتاب سے ملاحظہ فرمائیں

الاُصول

من

الكافي

تأليف

ثقة الاسلام ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق
الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وعلق عليه علي اكبر الغفاري

نهض بمشروعه

الشيخ محمد الآخوندي

الجزء الأول

الطبعة الثالثة
١٣٨٨

الناشر
دار الكتب الاسلامية
مرتضى آخوندي
تهران - بازار سلطاني
تلفن ٢٠٤١٠

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کا عقیدہ: بحالت تقیہ (جھوٹ) جو امام کہے اس پر عمل کریں

الاصول من الکافی جلد اول تالیف ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی المتوفی ۳۲۸ طبع ایران

﴿باب سؤال العالم وتذاكره﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن مجدور أصابته جنابة فغسّلوه فمات قال: قتلوه ألا سألوا فإنّ دواء العيّ السؤال [1].

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز عن زرارة ومحمّد بن مسلم وبريد [2] العجليّ قالوا: قال أبو عبدالله عليه السلام لحمران بن أعين [3] في شيء سأله: إنّما يهلك الناس لأنّهم لا يسألون.

٣ ـ عليُّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن ميمون القدّاح، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال: إنّ هذا العلم عليه قفل ومفتاحه المسألة.

عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثله.

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى بن عبيد، عن يونس بن عبدالرحمن عن أبي جعفر الأحول، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا يسع الناس حتّى يسألوا ويتفقّهوا ويعرفوا إمامهم، ويسعهم أن يأخذوا بما يقول وإن كان تقيّة.

٥ ـ عليُّ، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عمّن ذكره، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: أفّ لرجل لا يفرّغ نفسه في كلّ جمعة لأمر دينه فيتعاهده ويسأل عن دينه، وفي رواية أخرى لكلّ مسلم.

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عبدالله بن سنان، عن

(١) المجدور: المصاب بالجدري ـ بضم الجيم وفتح الدال وكسر الراء ـ وهو داء معروف، وقوله: «قتلوه» اي كان فرضه التيمم فمن أمر بغسله أو تولى ذلك منه فقد أعان على قتله. وقوله: «ألا» في «ألا سألوا» ـ بتشديد اللام ـ حرف تحضيض واذا استعمل في الماضي فهو للتوبيخ واللوم ويمكن ان يكون بالتخفيف، استفهاماً توبيخاً. والعيّ ـ بفتح المهملة وتشديد الياء ـ الجهل وعدم الاهتداء لوجه المراد والتحيّر. «آت».

(٢) بالباء المضمومة والراء المفتوحة والياء الساكنة والدال مصغراً.

(٣) بفتح الهمزة وسكون العين المهملة وفتح الياء بعدها النون.

اصل عبارت: عن ابی عبداللہ...... وان کان تقیۃ تک)

ترجمہ: ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے گنجائش نہیں ہے حتیٰ کہ وہ سوال کریں اور سمجھیں اور اپنے امام کو پہچانیں اور ان کے لئے گنجائش ہے کہ وہ امام کی ہر بات کو لے لیں اگرچہ وہ بطور تقیہ کوئی بات کرتا ہو۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ فرقے کی مستند کتاب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر زنا کا الزام

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

کتاب مستطاب ... مشتمل بر ... قلوب اہل ایمان ... حالات فخر کائنات

خلاصہ موجودات ... محمود ... خاتم المرسلین و رحمۃ للعالمین صلوات اللہ ... علیہ وعلی آلہ الطاہرین

جلد دوم

حیات القلوب

از تصنیفات

قدوۃ المحدثین زین السالکین عمدۃ المجتہدین شیخ الاسلام والمسلمین العالم الربانی آخوند ملا محمد باقر

المجلسی الاصفہانی طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ بہ تصحیح علمائے شیعہ کارکنان مطبع

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ ... حسن ... انطباع یافت

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر زنا کا الزام

رفت گوشتش پاره شد و خون از بالشش روان شد پس بیمار و دست و پایش ورم کرد تا آنکه زانوهایش
مجروح شده بود و ناخنها ... پس بناچار در زیر درخت خاری قرار گرفت پس وحی بر رسول خدا نازل شد که آن
منافق در فلان موضع است و حضرت رسول حضرت امیرالمومنین را طلبید و فرمود تو و عمار و دیگری
بروید و مغیره را در زیر فلان درخت بکشید و بروایت دیگر حضرت زید و زبیر را فرستاد پس چون بآن
موضع رسیدند بروایت اول حضرت امیرالمومنین او را بقتل رسانید و بروایت ثانی زید بن حارثه
با زبیر گفت بگذار که من او را بکشم که او دعوی کرد که برادرم را کشته است و برادرش از برادر جناب حمزه
بود زیرا که حضرت رسول زید و حمزه را با یکدیگر برادر کرده بود و چون عثمان منافق خبر قتل او را شنید نزد
دختر حضرت رسول بخانه آمد و گفت تو پدر خود را خبر کردی که مغیره در خانه من است تا او کشته شد آن
مظلومه قسم خورد و سوگند یاد کرد بخدا که من خبر برای حضرت نفرستادم و آن منافق تصدیق او نکرد و چوب
جهاز شتر را گرفت و بسیار براو زد و او را شکسته و مجروح گردانید پس آن مظلومه بخدمت پدر خود فرستاد
و از عثمان شکایت کرد و حال خود را بآنحضرت عرض کرد حضرت در جواب او فرستاد که حیای خود را
نگاه دار که بسیار قبیح است که زنی که صاحب نسب و دین باشد هر روز شکایت از شوهر خود نماید پس چند مرتبه
دیگر فرستاد و بخدمت آنحضرت شکایت کرد و در هر مرتبه حضرت چنین جواب فرمود تا آنکه در مرتبه چهارم
فرستاد که این منافق مرا کشت در این مرتبه آنحضرت علی بن ابی طالب را طلبید و فرمود که شمشیر خود را
حمایل کن و برو بخانه دختر عم خود و او را بنزد من بیاور و اگر آن منافق مانع شود او را بشمشیر خود بکش
و حضرت بیتابانه از عقب او روانه شد و از شدت اندوه گویا حیران گردیده بود و چون حضرت رسول
بدر خانه عثمان رسید حضرت امیرالمومنین آن شهیده مظلومه را بیرون آورده بود و چون نظرش بآنحضرت
افتاد صدا بگریه بلند کرد و حضرت نیز از مشاهده حال او بسیار گریست و او را با خود بخانه آورد و چون
داخل شد پشت خود را گشود و بپدر بزرگوار خود نمود حضرت دید که پشتش تمام سیاه و مجروح گردیده است
پس حضرت سه مرتبه فرمود که چرا او را کشت خدا او را بکشد و این در روز یکشنبه بود و چون شب شد
آن منافق در پهلوی جاریه دختر رسول خوابید و با او زنا کرد پس روز دوشنبه و سه شنبه آن مظلومه
در بستر بود و در آخر روز چهارشنبه باعلای درجات شهیدان ملحق گردید پس مردم برای
نماز آن شهیده حاضر شدند و حضرت رسول با جنازه او بیرون آمد و حضرت فاطمه زهرا صلوات الله
علیها را امر فرمود که با زنان مؤمنان همراه جنازه او بیایند و آن بیحیای منافق نیز همراه جنازه بیرون
آمده بود چون نظر مبارک حضرت براو افتاد فرمود که هر که دیشب در پهلوی جاریه خوابیده است

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک ابوبکر و عمر و عثمان سے نفرت کرنے والا جنتی ہے

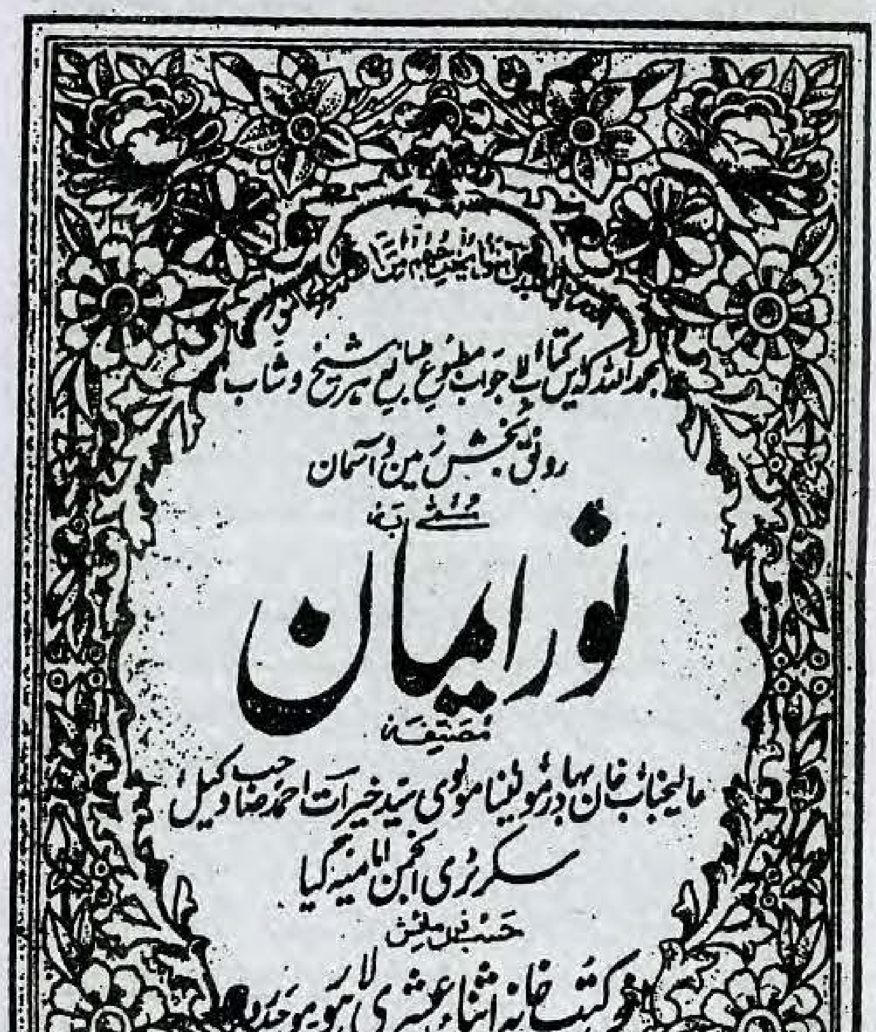

بحمد اللہ کہ یں کتاب لاجواب مطبوع طبائع ہر شیخ و شاب

رونق بخش زمین و آسمان

مسمّٰی بہ

نورِ ایمان

مصنّفہ

عالیجناب خان بہادر مولینا مولوی سید خیرات احمد صاحب وکیل

سکرٹری انجمن امامیہ گیا

حسب فرمائش

کتب خانہ اثنا عشری لاہور موچی

کوچہ

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

خلفائے ثلاثہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہو نہیں سکتے، نہ بزرگانِ دین ہو سکتے ہیں

نور ایمان از مولوی سید خیرات احمد سیکرٹری انجمن امامیہ کتب خانہ اثنا عشری لاہور

۱۹۲

سمائی حضرت صلعم کے داماد اور ابن عم حضرت علی بجز عمر بھر حضرت کے ساتھ رہے۔ اور عمر بھر کفر میں سینہ سپر رہے۔ اور جن کو خود حضرت نے بھی پہلے قبل تمام عالم کا مولیٰ قرار دیا تھا۔ ایک دم برطرف کر دیئے گئے!!

الواحد القہار!! الٰہی تیری پناہ!!

مختصر یہ کہ اس معاملہ کو جہاں تک سوچو، جہاں تک غور کرو تو یہی صرف یہی نکلتا ہے کہ خلافت محض ایک دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ اور اس کو مذہب سے کوئی واسطہ یا سروکار نہیں محی الدین۔ وا رے کیا خوب کہی! ہم لوگ اب تو برابر دیکھتے ہیں۔ کہ فرانس امریکہ وغیرہ جمہوری سلطنتوں میں ایک پریزیڈنٹ کے بعد دوسرا پریزیڈنٹ لوگوں کا بنایا ہوا سارے ملک کا مالک ہو جاتا ہے۔ اور سارے ملک پر حکمرانی کرتا ہے اس لئے کوئی شک نہیں کہ انتظام سلطنت میں ڈیما کریسی (DEMOCRACY) کو بہت کچھ دخل ہے۔

اعلیٰ رضا یہ بات تو ہمیں خود کہنی تھی، کہ مذہب سنت جماعت کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ پولیٹیکل پارٹی ہے۔ جس طرح فرانس و امریکہ میں سلطنت کو خدا اور رسول سے کوئی تعلق نہیں ویسے ہی سنت جماعت کو خدا یا رسول سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

لیکن اس کو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ رسالت امامت خلافت عبادت وغیرہ جتنی وراثت کے مذہبی امور ہیں۔ جن کو دین اور دنیا دونوں سے تعلق رہتا ہے ان کا حاکم اعلیٰ صرف حقیقی جل شانہ ہے جس کے احکام اور قوانین اس کی کتاب پاک میں مندرج اور منضبط ہیں۔ اور اس کے ناظم اسی حقیقی جل شانہ کے رسل و انبیاء و ائمہ کرام ہوتے ہیں۔ ان امور میں بشر کو دست اندازی کا مطلق حق نہیں ہے جیسا میں کہہ چکا ہوں اور قرآن سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ حضرت موسیٰ بلا اجازت خداوند کے اپنے بھائی حضرت ہارون کو اپنا وزیر مقرر نہیں کر سکتے تھے۔ اور نہ ڈیما کریسی یعنی جمہور کو ایسا اختیار تھا کہ کسی شخص کو حضرت موسیٰ کا وزیر مقرر کر دیتے۔ اس لئے جس طرح فرانس اور امریکہ کے پریزیڈنٹ مذہبی امور میں انہیں ملکوں کے مسلمانوں کے پیشوا نہیں ہیں۔ اسی طرح حضرت خلفائے ثلاثہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہو نہیں سکتے۔ اور جس طرح فرانس اور امریکہ کے پریزیڈنٹ وہاں کے بزرگان دین نہیں ہیں۔ اسی طرح خلفائے ثلاثہ ہم تم مسلمانوں کے بزرگان دین ہو نہیں سکتے جس طرح ڈیما کریسی کو یہ اختیار نہیں۔ کہ کسی لڑکے کو کسی شخص کا پسر متبنیٰ بنا دے اسی طرح اس کو یہ اختیار نہیں۔ کہ کسی شخص کو نبی یا خلیفہ یا امام بنا دے۔ یہ سب خدا کا "PREROGATIVE" یعنی حق و رعت ہے۔

عبارت: جس طرح فرانس اور امریکہ کے پریزیڈنٹ مذہبی امور میں انہیں ملکوں کے مسلمانوں کے پیشوا نہیں ہیں، اسی طرح حضرات خلفائے ثلاثہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہو نہیں سکتے اور جس طرح فرانس اور امریکہ کے پریزیڈنٹ وہاں کے بزرگان دین نہیں ہیں۔ اسی طرح خلفائے ثلاثہ ہم تم مسلمانوں کے بزرگان دین ہو نہیں سکتے (معاذ اللہ)

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کا عقیدہ: خلفائے ثلاثہ سے نفرت کرنے والا جنتی ہے (معاذ اللہ)

نور ایمان از مولوی سید خیرات احمد سیکرٹری انجمن امامیہ کتب خانہ اثنا عشری لاہور

نورایمان ۳۲۱

مذہب وہی ہے۔ جو تیرے حبیب پاک کی بیٹی سیدہ معصومہؑ کا مذہب تھا۔ اور ہم خلفائے
اس لئے ناراض ہے کہ وہ معصومہؑ ناراض رہیں۔ اس مذہب کی حقیقت ان معصومہؑ سے پوچھ
لی جائے۔ جو جواب ان کا ہے۔ وہی جواب ہم لوگوں کا ہے۔ کیونکہ ان معصومہؑ نے تو سب
سیرت اصحاب ثلاثہ کو بچشم خاص ملاحظہ فرمایا تھا۔ جب ان معصومہؑ نے ان کی اچھی بُری
باتوں کو دیکھ کر ان کی پیروی نہ کی۔ بلکہ ناراض رہیں۔ اور اسی حالت میں انتقال فرمایا
تو ہم لوگ جو بارہ سو برس کے بعد پیدا ہوئے۔ اس سے زیادہ کیا جواب دے سکتے
ہیں۔ الغرض ہم لوگوں کی برأت تو اس طرح پر انشاء اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔ کیونکہ
جب باوجود نفرت رکھنے اصحاب ثلاثہ سے جناب خاتون جنت سیدۃ النساء اہل جنت ہیں
جیسا بخاری شریف میں مندرج ہے۔ تو ہم لوگ کیوں اسی فعل کی وجہ سے بہشت سے
نکالے جائیں گے۔ کیونکہ خداوند عالم عادل ہے۔ اور عادل کی عدالت سب پر یکساں ہوتی ہے۔
علاوہ اس کے ان واقعات سے ایک ” مسئلہ اہم “ بھی حل ہوتا ہے۔ یعنی ایک حدیث ضعیف
مگر مشہور ہے کہ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ منجملہ
ان کے ایک ناجی ہے اور باقی سب ناری۔ تو اس حدیث کی بنا پر ہر فرقہ کہہ رہا ہے اور زعم
کر رہا ہے۔ کہ ہمارا فرقہ ناجی ہے اور بقیہ سب ناری ہیں۔ اب یہاں پر ہیں جو عقدہ کتابوں
تو یہ مسئلہ اس طرح پر حل ہو جاتا ہے۔ کہ جس فرقہ کا ایک شخص بھی بقول جملہ فرقوں کے جنتی
ہو گا۔ تو بیشک وہ فرقہ جنتی ہو گا۔ کیونکہ جب ایک شخص باوجود اس خاص مختلف فیہ اعتقاد کے جنتی
ہوا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ دوسرا شخص اسی اعتقاد والا جنتی نہ ہو۔ باقی ہر شخص کے دیگر اعمال
و افعال علیحدہ امر ہے۔ اور وہ تو ہر فرقہ میں ہے بعد اس کے یہ بات تو ذہن میں آتی ہے۔ کہ ایک
شخص شیعوں کا اعتقاد رکھنے والا یعنی اہلبیتؑ سے محبت رکھنے والا۔ اور خلفاء سے نفرت
کرنے والا یقینی جنتی ہے۔ بلکہ اس سے جنت کی زینت ہے۔ اور اس کو جنتی نہ کہنا یا نہ سمجھنا
باعتقاد جملہ فقہائے اسلام کے کفر ہے۔ یعنی جناب فاطمہ زہراؑ باوجود نفرت رکھنے ساتھ اصحاب
ثلاثہ کے صرف جنتی نہیں ہیں بلکہ سردار زنان جنت ہیں پس یہ بات مثل بدیہات کے ثابت ہوئی
کہ اصحاب ثلاثہ سے نفرت کرنے والا فرقہ بوجہ اس اعتقاد کے ناری ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ جب
ایک فرد یقینی جنتی ہوا تو دوسرے افراد اسی اعتقاد والے ناری کیوں ہونے لگے۔ اس لئے نتیجہ
یہ ہوا۔ کہ فرقہ شیعہ یقینی ناجی ہے باقی تو دانی خداوند۔

محی الدین۔ لیکن اس میں ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ جناب سیدہ نے یہ ایک گناہ
کیا۔ لیکن ان کی اور خوبیوں نے اس عیب کو ڈھانپ دیا اور حق تعالیٰ نے معاف کیا اور اس

اصل عبارت: اور خلفاء سے نفرت کرنے والا یقینی جنتی ہے بلکہ اس سے جنت کی زینت ہے اور اس کو جنتی نہ کہنا یا نہ سمجھنا باعتقاد جملہ فقہائے اسلام کے کفر ہے

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ مولوی نے اپنی کتاب میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو زانی لکھا (معاذ اللہ)

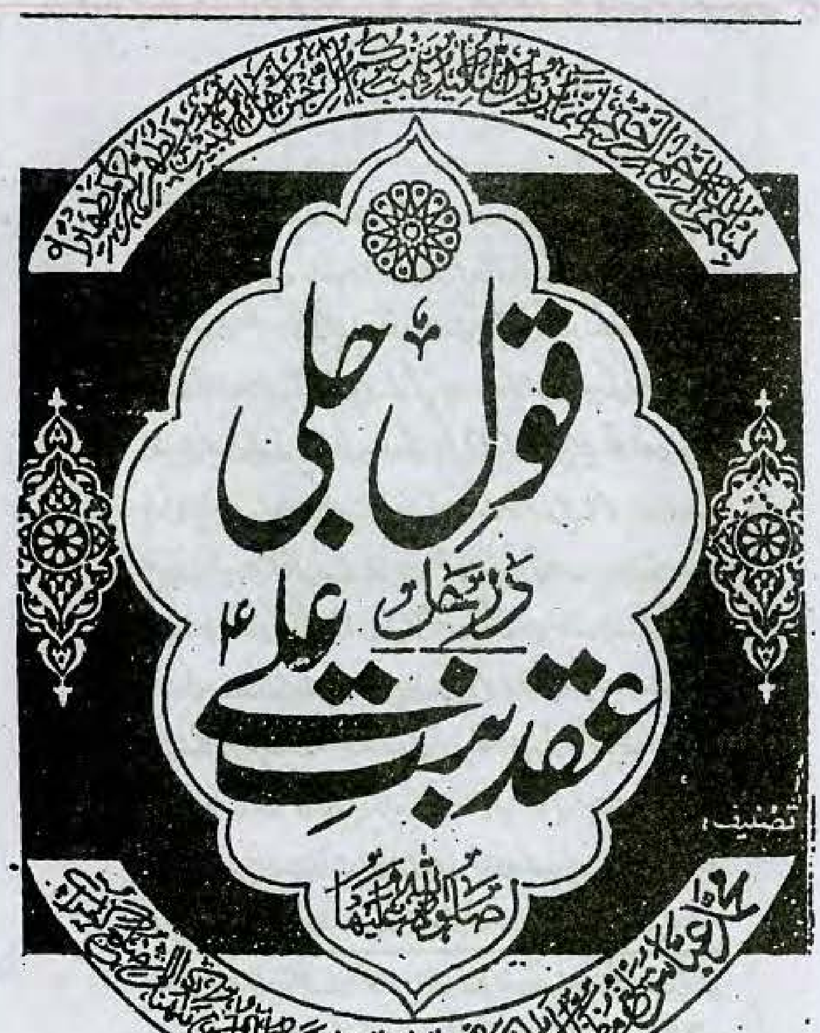

قول جلی

در جواب

عقد سب علی

تصنیف

تقریظ: مبلغ اسلام علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ پرنسپل مدرسۃ الواعظین لاہور

ناشر: انجمن حیدریہ (رجسٹرڈ) ○ نارنگ سیدال تحصیل چکوال ○ ضلع جہلم

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو زانی لکھا (معاذ اللہ)

نقل عمل در حل عقد بنت علی از محمد عباس پرنسپل مدرسہ باقر العلوم ضلع گجرات ناشر انجمن حیدریہ ضلع جہلم

قارئین۔ ماتم کے مخالف ملاؤں کے جب بزرگ فوت ہوئے تو ان پر نوحہ
اور ماتم حضرت عمر کے سامنے ہوا بلکہ گریبان بھی چاک ہوئے اور حضرت عمر جیسے
سخت گیر نے انہیں منع نہ کیا اور اگر شہادت امام حسینؑ کو یاد رکھنے کے لئے ماتم کیا
جائے تو ان ملاؤں کو تکلیف ہونے لگتی ہے۔ اور خالد بن ولید کی تعریف اہلسنت
حضرات بہت کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کے حاکم اوّل کے خاص چیلے تھے اور برسر اقتدار
پارٹی اپنے حزب مخالف اہلبیت نبوت کو ان کے مقاصد میں ناکام اور ان کے
حقوق پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اسے استعمال کرتی تھی جب دروازہ سیدہ
بنت رسول مقبول کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی تو یہ خالد وہاں بھی حکومت
وقت کی مدد کے لئے حاضر تھا۔ اور بیرون مدینہ بھی جو قبائل اہلبیت نبوت کی
حمایت کا دم بھرتے تھے۔ مثلاً مالک بن نویرہ کا قبیلہ۔ تو ان کو کچلنے کے لئے بھی
حکومت وقت نے اسی خالد بن ولید کو استعمال کیا اور اہل بیت نبوۃ کے وفاداروں
کے قتل عام سے حکومت وقت اتنی خوش ہوئی کہ اس کے واجب القتل گناہ سے
بھی چشم پوشی کی گئی۔ کیونکہ مالک کے قتل کے بعد خالد نے اس کی بیوی سے زنا کیا
تھا اور اسی پر وزیر اعظم نے اسکو معزول کرنے کا مشورہ دیا تھا لیکن صدر گرامی
نے اس کے جرم سے چشم پوشی بھی کی اور اپنے خصوصی امتیازات سے سیف اللہ کا لقب
بھی عطا کیا۔ اب یہ خالد مرتا ہے اور اس کا ماتم ہو رہا ہے ساری اہلسنت کی
تنظیمیں خاموش ہیں اس لئے کہ اپنی پارٹی کا آدمی ہے۔ مذمت ماتم والی یہ ساری

اصل عبارت: مالک کے قتل کے بعد خالد نے اس کی بیوی سے زنا کیا

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ فرقے کی مستند کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لعنت کی گئی (معاذ اللہ)

(کتاب)

مصائب النواصب

(در رد نواقض الروافض)

(تالیف)

قاضی سید نوراللہ شوشتری

شہید سنہ ۱۰۱۹ قمری هجری

« ترجمہ »

آقا میرزا محمد علی مدرس رشتی چهار دهی نجفی

متوفی سنہ ۱۳۳٤ قمری هجری

(نگارش وحواشی)

(آقای مرتضی مدرسی چهاردهی)

برمایۂ :

آقای حاج سید احمد کتابچی مدیر

کتابفروشی وچاپخانۂ اسلامیه

(تهران - خیابان بوذرجمهری)

تلفن ٦٩١٦

چاپخانۂ اسلامیه

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس: حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لعنت اور فتویٰ کفر

مصائب النواصب در رد نواقض الروافض از قاضی نور اللہ شوشتری 1019 ہجری (طبع تہران)

-۲۴۴-

(لعن)

مولف نواقض نوشت که از رسم و عادت شیعیان لعن بر صحابه و زنهای حضرت همه می میباشد که آنرا بجای نماز واجب قرار دادند تا آنجا که شاه طهماسب صفوی که بسن شصت و پنج سالگی رسیده بود در تمام مدت عمرش یك رکعت نماز نخوانده فقط در روز های عاشورا نماز میخواند و از ترس طعن مسلمانان بهانه می آورده و میگفت چون وسواس دارم نماز من مشکل است و هر گاه نماز بخوانم امر سلطنت مشکل و مختل میگردد و شاید ثواب لعن داعی شد که ترك نماز کند و نمیدانیم که امور سلطنت شهریار صفوی چگونه بود

مترجم گوید ثواب لعن در نزد شیعه بیشتر از آنست که در اینجا نقل شود با این وصف لعن را مستحب دانند و بواسطه لعن گفتن دیگر ترك واجب ننمایند و آنرا بدل واجب هم ندانند لعن الله الکاذبین و شاه طهماسب صفوی فسق بود چه دخلی به عقیده شیعه داشت و فاسق و کافر در جهان بسیارند که نباید در حساب دین گذاشت.

مولف مصائب نوشت در نوشته نواقض اطلاقاتی است که همه ممنوع میباشد یکی بر همه صحابه و زنان حضرت رسول ص لعن نکنند مگر به بعضی از آنان و دیگری لعن بجای عبادت واجب نیست بلکه در بعضی از اوقات مکروهه مشغول بآن ذکر شوند و سوم نسبت ترك صلوة به شاه طهماسب صفوی دروغ و افتراء است چه شهریاری با کدامین ورستکار بود !!

مولف نواقض نوشت یکی از عادات ایشان است که گویند با لعن فاروق هر گونه بیماری شفا یابد

«حکایت» پسر ابن افضل ترك قاضی عسکر وفات کرده بود به تعزیت او شتافتم دیدم گروهی از رافضیان در آنجا حضور داشتند که ملاجان پسر [illegible] متخلص بصدق بکذوب استر آبادی هم بود و شخصی از مردم شیراز بر خاست و از فقر و فاقه خود در نزد قاضی شکایت میکرد و شکوه را بجرازا کشانید ملاجان برای اینکه دل مرا بشکند به بینوا گفت هفتاد مرتبه لعن عمر نما نابیچارگی تو تبدیل به غنا گردد و خود تجربه نموده و در نزد هر شیعه هم تجربه شد آن تیره بخت بیچاره ناامید از مجلس بیرون رفت و بعد از ساعتی ملاجان داد سخن داد کنایهٔ بمن زده و گفت در این دولت صفوی اهل سنت و جماعت از بزرگان و ثروتمندند و شیعیان در بیچارگی و بینوائی بسر میبرند و شروع کرد بسوگند خوردن که با زن و بچه خود از بینوائی هفتهٔ دو سه دفعه بیشتر گوشت نمیخورند گفتم سبحان الله مگر تو نبودی که میگفتی از خواص لعن بر عمر ثروت

شیعہ فرقے کی اس مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

جس میں حضرت ابوبکر وعمر کی شان میں سنگین گستاخیاں کی گئیں

کتاب

حق الیقین

از تالیفات

مرحوم علامہ مجلسی قدہ

بسرمایہ

آقای حاج سید محمود کتابچی

مدیر

کتابفروشی علمیۃ اسلامیہ طہران

خیابان ناصر خسرو

تلفن ۲۳۳۰۰

چاپخانہ حیدری

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کا عقیدہ: شیطان (ابلیس) سے بڑھ کر شقی ترین بد بخت ابوبکر وعمر (معاذ اللہ)

حق الیقین جلد اول، دوم تالیف عالم ربانی ملا محمد باقر مجلسی طبع ایران

(۵۰۹) در بیان جهنم و عقوبات آن ( )

النفوس زوجت حضرت باقر (ع) فرموده است واما اهل بهشت پس ایشان را جفت میکند
با خیرات حسان واما اهل جهنم را هر یک از ایشان را جفت میکند با شیطانی که او را گمراه
کرده است وحق تعالی فرموده است فانذرتکم نارا تلظی لا یصلیها الا الاشقی الذی کذب و
تولی یعنی پس ترسانیدم شما را از آتشی که پیوسته افروخته است و زبانه میکشد ملازم
آن آتش نیست مگر شقی ترین مردم آنکس که تکذیب کرد پیغمبر را و پشت گردانید بر
حق و از علی بن ابراهیم از حضرت صادق (ع) مرویست در تفسیر این آیات که در جهنم وادئی
هست و در آن وادی آتشی هست که نمیسوزد بآن آتش و ملازم آن نمیباشد مگر شقی ترین
مردم که عمر است که تکذیب کرد رسول خدا را در ولایت علی (ع) و پشت گردانید از ولایت او
و قبول نکرد بعد از آن فرمود که آتشها بعضی از بعضی پست تر است و آتش این وادی مخصوص
فلسیان و دشمنان اهلبیت است و مؤید این است آنکه شیخ مفید در کتاب اختصاص از حضرت
صادق (ع) روایت کرده است که حضرت امیر المؤمنین (ع) فرمود که روزی بیرون رفتم به پشت
کوفه و قنبر در پیش روی من راه میرفت تا که ابلیس پیدا شد گفتم من یاد که عجب پیری گمراه
شقی هستی تو گفت چرا این را میگوئی یا امیر المؤمنین (ع) بخدا سوگند که ترا حدیثی نقل کنم
از خودم و از خداوند عزوجل و در مابین ما ثالثی نبود بدرستیکه چون مرا بزمین فرستاد
بسبب آن خطائی که کردم چون بآسمان چهارم رسیدم ندا کردم که الهی و سیدی گمان
ندارم که از من شقی تر خلقی آفریده باشی حق تعالی وحی فرمود بسوی من که بلکه آفریده ام
خلقی را که از تو شقی تر است برو بسوی خازن جهنم تا بنماید ترا او را و جای او را پس رفتم
بسوی مالک و گفتم خداوند ترا سلام میرساند و میفرماید که بمن بنمای کسی را که از من
شقی تر است مالک مرا برد بسوی جهنم و سرپوش بالای جهنم را برداشت آتشی سیاه بیرون آمد
که گمان کردم که مرا و مالک را خواهد خورد مالک بآن گفت که ساکن شو ساکن شد پس
مرا برد بطبقه دویم آتشی بیرون آمد که از آن سیاه تر و گرم تر بود گفت ساکن شو ساکن شد
و همچنین بهر مرتبه ای که میبرد از مرتبه سابق تیره تر و گرم تر بود تا بطبقه هفتم برد آتشی از آن
بیرون آمد که گمان کردم که مرا و مالک را و جمیع آنچه خدا آفریده است خواهد سوخت
پس دست بر دیده های خود گذاشتم و گفتم ای مالک امر کن او را که سرد و ساکن شود والا
میمیرم مالک گفت تو نه خواهی مرد تا وقت معلوم پس صورت دو مرد را دیدم که در گردنهای ایشان
زنجیرهای آتش بود و ایشان را از جانب بالا آویخته بودند و بر سر آنها گروهی ایستاده بودند و
گرزهای آتش در دست داشتند و بر سر ایشان میزدند گفتم ای مالک اینها کیستند گفت مگر نه

اصل عبارت: حق تعالیٰ فرماتا ہے: فانذرتکم نارا تلظی لایصلها الا الاشقی الذی کذب وتولی

ترجمہ: حضرت صادق سے مروی ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے، اس کی آگ میں سب سے بڑا شقی یعنی عمر جائے گا کہ اس نے رسول خدا اور ولایت علی کی تکذیب کی اور ان کی ولایت کو پس پشت ڈال دیا اور اسے قبول نہیں کیا...... الخ

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: جہنم کے سات دروازوں سے ایک دروازہ ابوبکر، عمر ہیں

حق الیقین تالیف علامہ باقر مجلسی طبع (قدیم ایران)

(۵۰۰) حق الیقین ( )

زقوم جهنم بعوض طعام خورند و بقلابهای آتش بدنهای ایشانرا بدرند و گرزهای آهن بر سر ایشان کوبند و ملائکه بسیار غلیظ بسیار شدید ایشانرا در شکنجه دارند و بر ایشان رحم نمیکنند و بروی ایشانرا در آتش میکشند و باشیاطین ایشانرا در زنجیر میکنند و در غلها و بندها ایشانرا مقید میسازند اگر دعا کنند دعای ایشان مستجاب نمیشود و اگر حاجتی طلبند بر آورده نمیشود و این است حال جمعی که بجهنم میروند و از حضرت امام جعفر صادق علیه السلام منقولست که جهنم را هفت در است از یک در فرعون و هامان و قارون که کنایه از ابوبکر و عمر و عثمان است داخل میشوند و از یک در دیگر بنی امیه داخل میشوند که مخصوص ایشانست و کسی با ایشان در این باب شریک نیست و یکدر دیگر باب لظی است و یکدر دیگر باب سقر و یکدر دیگر باب هاویه است که هر که از آن در داخل شود هفتاد سال در جهنم فرو میرود پس جهنم جوشی میزند ایشانرا بطبقهٔ بالای جهنم میافکند پس هفتاد سال دیگر فرو میروند و ابدالآباد حال ایشان چنین است در جهنم و یک دردی است که از آن دشمنان ما و هر که با ما جنگ کرده و هر که یاری ما نکرده داخل جهنم میشوند و این در بزرگترین درهاست و گرمی و شدتش از همه بیشتر است

و بسند معتبر منقولست که از حضرت صادق علیه السلام پرسیدند از فلق فرمود که دره ایست در جهنم که در آن هفتاد هزار خانه است و در هر خانه هفتاد هزار حجره است و در هر حجره هفتاد هزار مار سیاه است و در شکم هر ماری هفتاد هزار سبوی زهر است و جمیع اهل جهنم را بر این دره گذار میافتد و در حدیث دیگر فرمود که این آتش شما که در دنیاست یکجزو است از هفتاد جزو از آتش جهنم که هفتاد مرتبه آنرا باب خاموش کرده اند و باز افروخته است و اگر چنین نمیکردند هیچکس طاقت نزدیکی آن نداشت بدرستی که جهنم را در روز قیامت بصحرای محشر خواهند آورد که صراط را بر روی آن بگذارند پس جهنم فریادی در مجشر بر آورد که جمیع ملائکهٔ مقربین و انبیاء مرسلین از بیم آن بزانو در آیند و در حدیث دیگر منقولست که غساق وادیست در جهنم که در آن سیصد و سی قصر است و در هر قصری سیصد خانه است و در هر خانه چهل زاویه است و در هر زاویه ماریست و در شکم هر ماری سیصد و سی عقربست و در نیش هر عقربی سیصد و سی سبوی زهر است و اگر یکی از آن عقربها زهر خود را بر جمیع اهل جهنم بریزد از برای هلاک همه کافی است و در حدیث دیگر منقولست که درکات جهنم هفت مرتبه است (اول) جحیم است که اهل آن مرتبه را بر سنگهای تافته میدارند که دماغ ایشان مانند دیگ میجوشد (دوم مرتبه دوم) لظی است که حقتعالی در وصف آن میفرماید که بسیار کشنده

اصل عبارت: واز حضرت امام جعفر صادق (الخ)

ترجمہ: امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ایک میں سے ایک دروازہ فرعون، ہامان اور قارون کے لیے اور کنایۃً اس سے مراد ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں، یہ اس دروازے سے جہنم میں داخل ہوں گے۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس: امام زین العابدین، علی بن حسین پر ابوبکر و عمر کی تکفیر کا الزام

(۵۲۲) حق الیقین ( )

بکش میان خود و میان اهل عالم هر که مخالف تو باشد در ولایت و امامت اهلبیت زندیق است هرچند از نسل محمد ﷺ و علی و فاطمه ؑ باشد و بسند حسن کالصحیح دیگر فرمود که هر که مخالفت شما کند واز ریسمان ولایت بدررود ازاو بیزاری بجوئید هرچند از نسل علی وفاطمه ؑ باشد ودر عقاب الاعمال ازآنحضرت روایتکرده است که حقتعالی علی ؑ را نشانهٔ میان خود وخلقش قرار داده است وبغیر او نشانی نیست هر که متابعت او کند مؤمنست وهر که انکار او کند کافراست وهر که شك دراو کند مشرکست وایضاً ازآن حضرت منقولست اگر انکار حضرت امیر ؑ کنند جمیع هر که در زمین است خدا همه راعذاب کند وداخل جهنم کند وایضاً دراکمال الدین از حضرت کاظم ؑ مرویست که هر که شك کند درمعرفت امام هرزمان بشخص او و نعت او کافرشده است بجمیع آنچه خدا فرستاده است ودر کتاب اختصاص ازحضرت صادق ؑ منقولست که ائمه بعدازپیغمبرما دوازده نجیبند که ملك باایشان سخن میگوید هر که یکی ازایشانرا کم کند یازیاد کند از دین خدا بدر میرود وبهره ای ازولایت ما ندارد و درتقریب المعارف روایتکرده که آزاد کردهٔ حضرت علی بن الحسین ؑ ازآنحضرت پرسید که مرا برتو حق خدمتی هست مرا خبرده ازحال ابوبکر وعمر حضرت فرمود هردو کافر بودند و هر که ایشانرا دوست دارد کافراست، وایضاً روایتکرده استکه ابوحمزه ثمالی ازآنحضرت از حال ابوبکر و عمر سؤال کرد فرمود که کافرند وهر که ولایت ایشانرا داشته باشد کافراست ودراین باب احادیث بسیار است ودر کتب متفرقه اسـوا کثردر بحارالانوار مذکوراست واما اصحاب کبائر ازشیعه امامیه که گناهان کبیره کرده باشند بی توبه مرده باشد خلافی نیست میان علمای امامیه که ایشان مخلد درجهنم نخواهند بود و شفاعت رسول خدا ﷺ وائمه البته باکثر ایشان ملحق خواهد شد چنانکه گذشت واما آنکه آیا بعضی از ایشان ممکن است داخل جهنم شوند و شفاعت بایشان ملحق نگردد یا آنکه بفضل خدا هیچیك داخل جهنم نمیشوند و عقاب ایشان یا در دنیا است یا در وقت مردن یا در قبر یا در محشر واحادیث دراینباب اختلاف وابهام بسیار دارد و گویا سبب اختلاف وابهام آنستکه شیعه جرأت برارتکاب کبایر و معاصی ننمایند و معتزله اهل سنت را اعتقاد آنستکه اصحاب کبایر درجهنم خواهند بود واحادیث و اخبار درنفی این قول بسیار است چنانکه ابن بابویه بسند حسن کالصحیح ازحضرت کاظم ؑ روایتکرده است که مخلد درجهنم نخواهد بود احدی مگراهل کفر وانکار واهل ضلال واضلال وشرك و کسی که اجتناب از گناهان کبیره کرده باشد ازمؤمنان اورا از گناهان صغیره سؤال نمیکنند حق

اصل عبارت کا ترجمہ: علی بن حسین کے آزاد کردہ غلام نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کی خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا: وہ دونوں کافر ہیں اور جو انہیں اپنا دوست کہے، وہ بھی کافر ہے۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس: شیعہ فرقے کے نزدیک: فرعون وہامان سے مراد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں (معاذ اللہ)

حق الیقین جلد اول، دوم تالیف عالم ربانی ملا محمد باقر مجلسی طبع ایران

(۳۶۴) حق الیقین ( )

او یا رد گفتهٔ او میشنودند میگفتند کاهن است وساحر است و دیوانه است و بخواهش خود
سخن میگوید وهر که با او جنگ کرده باشد همه را بجزای خود میرساند وهمچنین برمیگرداند
یکیک از ائمه را تا صاحب الامر ع، وهر که یاری ایشان کرده تا خوشحال شوند وهر که از
ایشان دوری کرده تا آنکه پیش از آخرت بعذاب وخواری دنیا مبتلا گردند ودر آنوقت ظاهر
میشود تأویل آیهٔ کریمه که ترجمهاش گذشت و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض
تا آخر آیه.

مفضل پرسید که مراد از فرعون وهامان در این آیه چیست حضرت فرمود که مراد
ابوبکر وعمر است مفضل پرسید که حضرت رسول خدا ﷺ وامیر المؤمنین با حضرت صاحب
الامر ع، خواهند بود فرمود که بلی ناچار است که ایشان جمیع زمین را بگردند حتی پشت
کوه قاف وآنچه در ظلمات است وجمیع دریاها را تا آنکه هیچ موضعی از زمین نماند مگر
آنکه ایشان طی نمایند ودین خدا را در آنجا برپا دارند پس فرمود که گویا میبینم ای مفضل
آنروز را که ما گروه امامان نزد جد خود رسول خدا ﷺ ایستاده باشیم وبآنحضرت شکایت
کنیم از آنچه بر ما واقع شد از امت جفاکار بعد از وفات آنحضرت و آنچه بما رسانیدند از
تکذیب ورد گفتههای ما ودشنام دادن ولعن کردن ما وترسانیدن ما بکشتن وبیرون کردن خلفای
جور ما را از حرم خدا ورسول به شهرهای ملک خود وشهید کردن ما بزهر وحبس گردانیدن
ما پس حضرت رسالت پناه گریان شود وبفرماید که ایفرزندان من نازل نشده است بشما
مگر آنچه بجد شما پیش از شما واقع شده بود پس ابتداء کند حضرت فاطمه ع وشکایت کند
از ابوبکر وعمر که فدک را از من گرفتند وچندانکه حجتها بر ایشان اقامه کردم سود نداد
ونامهای که تو برای من نوشته بودی برای فدک عمر گرفت بحضور مهاجر وانصار وآب دهن
نجس خود را بر آن انداخت وپاره کرد ومن بسوی قبر تو آمدم ای پدر وشکایت کردم و
ابوبکر وعمر بسوی سقیفه بنی ساعده رفتند و با منافقان اتفاق کردند وخلافت را از شوهر من
امیر المؤمنین ع غصب کردند پس چون که آمدند او را به بیعت ببرند واو ابا کرد هیزم بر در
خانه ما جمع کردند که اهلبیت رسالت را بسوزانند پس من صدا در دادم که ای عمر این چه
جرأتست که برخدا ورسول میمائی که نسل پیغمبر را از زمین براندازی عمر گفت
بس کن ای فاطمه که محمد حاضر نیست که ملائکه بیایند وامر ونهی از آسمان بیاورند علی
را بگو بیاید وبیعت کند واگر نه آتش میاندازم در خانه و همه را میسوزانم پس من گفتم
خداوندا من بتو شکایت میکنم اینکه پیغمبر تو از میان رفته وامتش همه کافر شدهاند وحق ما

اصل عبارت کا ترجمہ: حضرت نے فرمایا کہ اس آیت میں فرعون اور ہامان سے مراد ابوبکر اور عمر ہیں۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

امام مہدی، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو قبر سے نکال کر سزا دیں گے

کرده‌اند گویند دو مصاحب و هم خوابهٔ او ابوبکر و عمر پس حضرت صاحب در حضور خلق
از روی مصلحت پرسد که کیست ابوبکر و کیست عمر و چه سبب ایشان را از میان جمیع خلایق
با جدم دفن کرده‌اند و گاه باشد که دیگری باشد که در اینجا مدفون شده باشد پس مردم گویند
ای مهدی آل محمد غیر ایشان کسی در اینجا مدفون نیست ایشان را برای همین در اینجا دفن
کرده‌اند که خلیفهٔ رسول خدا و پدر زنان آنحضرت بودند پس فرماید آیا کسی هست که اگر
ببیند ایشان را بشناسد گویند بلی ما بصفت میشناسیم باز فرماید که آیا کسی هست که شک داشته
باشد در اینکه ایشان اینجا مدفون شده گویند نه پس بعد از سه روز امر فرماید که دیوار را بشکافند
و هر دو را از قبر بیرون آورند پس هر دو را با بدن تازه بدر آورد بهمان صورت که داشته‌اند
پس بفرماید که کفنهارا از ایشان بدر آورند و بگشایند و ایشان را آویزان کنند بر درخت خشکی
پس برای امتحان خلق در حال آن درخت سبز شود و برگ برآورد و شاخه هایش بلند شود
پس جمعی که ولایت ایشان داشته‌اند گویند که اینست والله شرف و بزرگی و ما رستگار شدیم
بمحبت ایشان و چون این خبر منتشر شود هر که در دل بقدر حبه‌ای از محبت ایشان داشته باشد
حاضر شود پس منادی از جانب قائم ﷺ ندا کند که هر که این دو مصاحب و دو همخوابه
رسول خدا را دوست میدارد از میان مردم جدا شود و یکطرف بایستد پس خلق دو طایفه شوند
یکی دوستدار ایشان و یکی لعنت کننده بر ایشان پس حضرت فرماید بر دوستان ایشان که
بیزاری جوئید از ایشان و اگر نه بعذاب الهی گرفتار میشوید ایشان جواب گویند ای مهدی آل
رسول ﷺ ما پیش از آنکه بدانیم که ایشان را نزد خدا قرب و منزلتی هست از ایشان بیزاری
نکردیم چگونه امروز بیزار شویم از ایشان و حال آنکه کرامت بسیار از ایشان بر ما ظاهر شد
و دانستیم که مقربان درگاه حقند بلکه از تو بیزاریم و از هر که بتو ایمان آورده است و از
هر که ایمان بایشان نیاورده است و از هر که ایشان را از این خواری بدر آورده و بردار کشیده
است پس حضرت مهدی امر فرماید باد سیاهی را که بایشان وزد و ایشان را بهلاکت رساند
پس فرماید که آن دو ملعون را بزیر آورند و بایشان باذن الهی زنده گرداند و امر فرماید خلایق
را که جمع شوند پس هر ظلمی و کفری که از اول عالم تا آخر شده گناهش را بر ایشان لازم آورد
و زدن سلمان فارسی را و آتش افروختن بدر خانه امیرالمؤمنین ﷺ و فاطمه و حسن و حسین (ع)
برای سوختن ایشان و زهر دادن امام حسن و کشتن امام حسین و اطفالش و پسر عمان
ایشان و یاران او و اسیر کردن ذریهٔ رسول و ریختن خون آل محمد در هر زمانی و هر خونی که
بناحق ریخته شده و هر فرجی که بحرام جماع شده و هر سودی و حرامی که خورده شده و

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ فرقے کے مولوی نے اپنی کتاب میں حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو منافق لکھا (معاذ اللہ)

تذکرۃ الائمہ ؑ

یا

ائمہ معصومین علیہم السلام

تالیف :

عالم بزرگوار محمدؐ باقر "مجلسی" رض

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس جس میں لکھا ہے کہ
ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہما سمیت چودہ آدمی منافقین اور لعنتی تھے (معاذ اللہ)

ملا محمد باقر مجلسی [illegible] ۳۱

برادری که فوت شد زن اوبدون نکاح مال برادر دیگر بود و چند کس را در عوض یک کس میکشتند و بعضی از ایشان عبادت ملئکه و بعضی عبادت ستارهٔ شعرا میکردند و دختر خواهر و جمع بین الاختین و شراب و زنا را حلال میدانستند و زنان بظهار حرام میدانستند و نکاح شغا در مذهب ایشان جایز بود و اعتقاد به معاد و قیامت وحشر و نشر و بعضی آن انبیاء و دوزخ نداشتند و آنحضرت چنین دین را بر طرف کرد.

دشمنان آنحضرت درایام نبوت که امر او بر عناد و تکذیب داشتند عتبه بود و شیبه و ابوسفیان بن صخر بن حرب و ابوالحکم و ابوجهل و ولید بن مغیره بن ابی العاص بن و ایل سهمی و ولید بن عتبه بن ربیعه خال معاویه و هند بنت عتبه زوجه ابی سفیان و ابی لهب عم آنحضرت و حمالة الحطب زوجه او وعاص بن سعید بن العاص بن امیه و طعمه بن عدی بن نوفل اینجماعت از رؤس اهل ضلالت بودند و از شیاطین قریش نوفل بن خویلد بود و زمعه بن اسود وحرث بن زمعه و نضر بن حارث بن کلده بن عبدالدار و این ملعون این بود که میفرستاد بولایت عجم وحکایت ملوک کیان و پهلوانان گبران را مینوشتند و برای او میفرستادند و آن میگفت محمد قصه و حکایات یاران گذشته را نقل میکند و انا احدث بحدیث رستم و اسفندیار و اینرا بر اعراب می خواند و مردم را متصرف میکرد و اینقسم جماعت بسیارند که ذکر ایشان باعث طول کلام میشود.

دیگر از جمله معاندین و دشمنان اصحاب دین اصحاب عقبه اند که در قصد کشتن آن حضرت و خرابی دین او میکوشیدند و ایشان چهارده نفر بودند از منافقین مکه و مدینه ابوبکر و عمر و عثمان و طلحه بن عبدالله و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیده بن جراح و معویة بن ابی سفیان و عمرو بن عاص و غیر قریش پنج نفر بودند. ابو موسی اشعری و مغیره بن شعبه و اوس بن الحدثان و ابوطلحه انصاری لعنة الله علیهم من الاولین و الاخرین دیگر از جمله دشمنان آنحضرت جماعتی بودند که در ایام حیات آنحضرت و بعد از دعوت نبوت کردند از آنجمله مسلمه کذاب است که عرب او را رحمن الیمامه ناحیه است میان حجاز و نجد و بهترین ولایات عرب است از جمله محصولات و مسلمه در زمان رسول خدا مدعی نبوت بود و خلق بسیار برو گرویدند و ازو معجزه طلبیدند و قارورهٔ سرتنگ

اصل عبارت: شخ چہاردہ نفر ...... (الخ) ترجمہ: مکہ اور مدینہ کے چودہ افراد منافق تھے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح، معاویہ بن ابوسفیان، عمر بن العاص اور منافقین میں سے غیر قریش یہ پانچ افراد تھے۔ ابوموسیٰ اشعری، مغیرہ بن شعبہ، اوس اور ابوطلحہ انصاری (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) آگے اس بدبخت نے یہ جملہ لکھا ہے (لعنة اللہ علیہم من الاولین والآخرین)

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل ٹائٹل عکس

شیعہ فرقے کا نظریہ: تین صحابہ کے سوا سب کافر تھے (معاذ اللہ)

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

اردو ترجمہ

حیات القلوب جلد دوم

مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزاپوری

—— جس میں ——

پیغمبر آخر الزمان کے ... و کمال حالات، خلقت نور، ولادت، معجزات ارضی و سماوی، غزوات و سرایا، معراج، مباہلہ، علمائے نجران کا آپس میں مناظرہ، بادشاہان وقت کو دعوت اسلام، نیز دیگر واقعات تا وفات آنحضرت و فضائل و مناقب اہلبیت علیہم السلام نہایت تفصیل سے درج ہیں۔

—— ناشر ——

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی - اندرون موچی دروازہ

حلقہ ۲ ——— لاہور

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: تین صحابہ کرام کے سوا سب کافر تھے (معاذ اللہ)

حیات القلوب اردو ترجمہ جلد دوم موئف علامہ باقر مجلسی ناشر امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم ۹۲۳ الحادیؓ باب بعض اکابر صحابہ کے فضائل

چار اشخاص کی مشتاق ہے۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ حضرتؐ سے دریافت فرمائیے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اُن سے پوچھوں گا۔ میں اگر اُن چار شخصوں میں ہوا تو خدا کا شکر کروں گا اور اگر اُن میں میرا شمار نہ ہوا تو خدا سے سوال کروں گا کہ مجھے اُن میں سے قرار دے اور میں اُن کو دوست رکھوں گا۔ غرض حضرتؑ روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔ جب ہم آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرتؐ کا سر اقدس دحیہ کلبی کی گود میں ہے۔ جب دحیہ کلبیؓ نے امیرالمومنین کو دیکھا تعظیم کے لیے اُٹھے اور اُن کو سلام کیا اور کہا لو اپنے پسر عم کے سر کو اے امیرالمومنین کہ تم مجھ سے زیادہ سزاوار ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور اپنا سر علیؑ کی گود میں دیکھا تو فرمایا کہ اے علیؑ شاید تم کسی حاجت کے لیے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ جب میں یہاں آیا تو دیکھا کہ آپ کا سر مبارک دحیہ کلبیؓ کی گود میں تھا۔ تو وہ اُٹھے اور مجھے سلام کر کے کہا کہ اپنے پسر عم کے سر کو گود میں لو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے پہچانا کہ وہ کون تھے عرض کی دحیہ کلبی تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیلؑ تھے جنہوں نے تم کو امیرالمومنین کہا۔ جناب امیرؑ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ انس نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت میری اُمت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے لہٰذا فرمائیے کہ وہ کون کون ہیں۔ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم تم اُن میں سے پہلے ہو۔ پھر جناب امیرؑ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ اور وہ تین اشخاص کون ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ مقدادؓ و سلمانؓ اور ابوذرؓ ہیں۔

ابن ادریس نے بسند معتبر مفضل سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادقؑ سے ایک جماعت کے بارے میں دریافت کیا جو آنحضرتؐ کے بعد مرتد ہو گئی تھی۔ میں ہر ایک کا نام لے رہا تھا حضرتؑ فرماتے جاتے تھے کہ دُور ہو میرے پاس سے یہاں تک کہ میں نے حذیفہؓ بن مسعود کا نام لیا حضرتؑ نے ہر ایک کے بارے میں یوں ہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم کرنا چاہتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہیں ہوا تو وہ ابوذر، مقداد اور سلمان تھے۔

عیاشی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا سے رحلت فرمائی چار اشخاص علیؑ بن ابی طالب، مقدادؓ، سلمانؓ اور ابوذرؓ کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ راوی نے پوچھا عمارؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر تم ان کو پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہ ہوا ہو تو وہ یہی تین اشخاص تھے۔

امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ ایک روز صبح کو آنحضرتؐ مسجد میں تشریف فرما تھے اور مسجد صحابہ سے بھری ہوئی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کس شخص نے آج اپنے برادر مومن کی ایسی شان کے شایان مدد کی؟ امیرالمومنین نے فرمایا کہ میں نے۔ حضرتؐ نے پوچھا کیا مدد کی؟ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میرا گذر عمارؓ یاسر کی طرف ہوا ایک یہودی اُن سے لپٹا ہوا تھا جس کا تیس درہم عمارؓ کے ذمہ قرض تھا جب عمارؓ نے مجھ کو دیکھا تو کہا اے برادر رسول اللہ یہ یہودی مجھ سے لڑ رہا ہے اور مجھے اذیت پہنچاتا ہے اور

اصل عبارت: عیاشی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا ﷺ نے دنیا سے رحلت فرمائی، چار اشخاص علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر کے سوا سب مرتد ہو گئے۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ امام کا فتویٰ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کفر میں شک کرنا کفر ہے

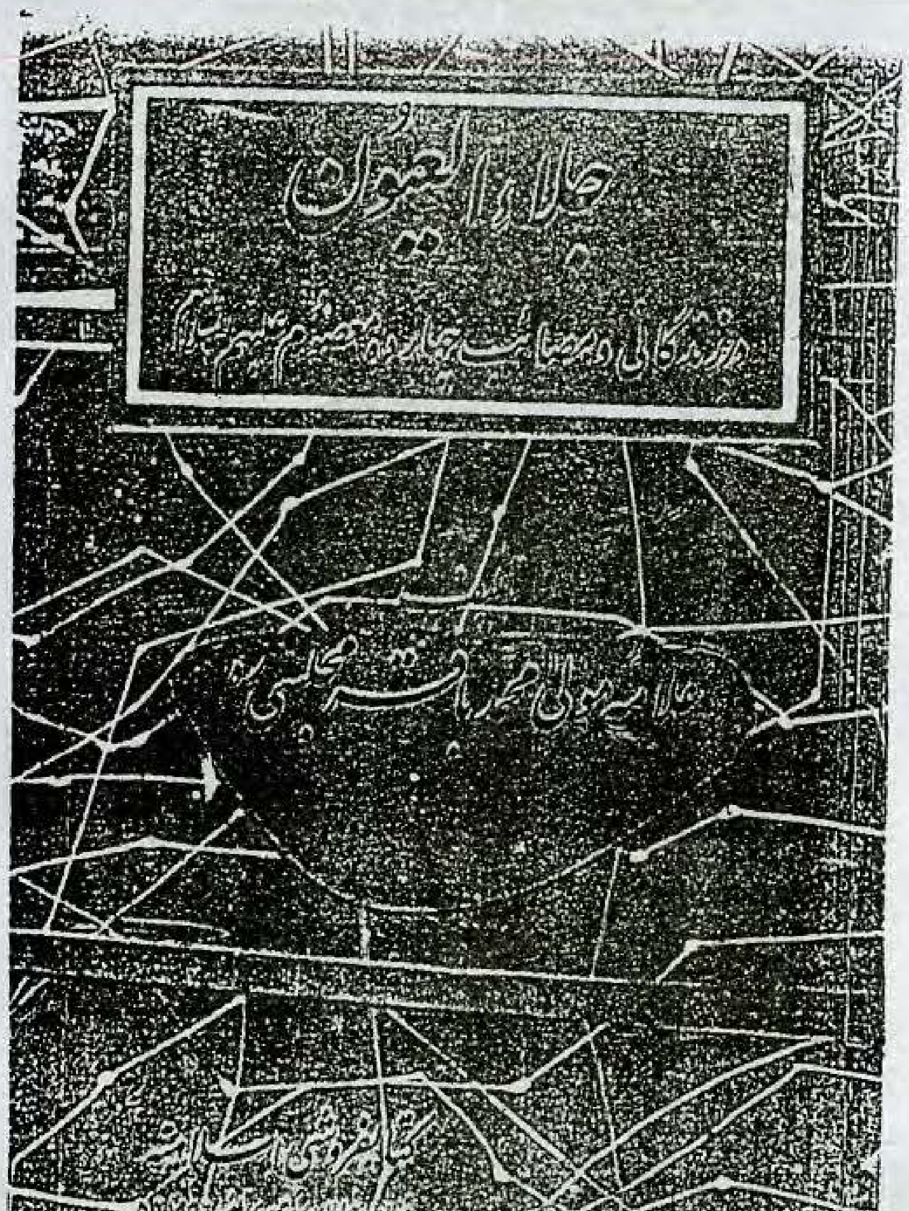

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کفر میں شک کرنا کفر ہے (معاذ اللہ)

جلاء العیون (فارسی) مولی محمد باقر مجلسی کتاب فروشی اسلامیہ۔ ایران

ج ۱ . جریان حدیث دوات و قلم -۶۲-

بس است ، پس اختلاف کردند آنها که در آن خانه بودند بعضی گفتند که قول قول عمر است وبعضی گفتند که قول قول رسول خدا ﷺ است و گفتند در چنین حالی چگونه مخالفت رسول خدا ﷺ روا باشد، پس بار دیگر پرسیدند که آیا بیاوریم آنچه طلب کردی یا رسول اللہ فرمود که بعد ازاین سخنان که من ازشما شنیدم مرا حاجتی بآن نیست ولیکن وصیت میکنم شمارا که با اهل بیت من سلوک کنید ودوراز ایشان نگردانید ایشان برخواستند .

مؤلف گوید : که این حدیث دوات وقلم درصحیح بخاری ومسلم و سایر کتب معتبره اهل سنت مذکور است بطرق متعدده چنین روایت کرده‌اند ایشان از ابن عباس که او گریست آن قدر که آب دیده‌اش سنگریزه مسجد را تر کرد ومی‌گفت که روز پنجشنبه وچه روز پنجشنبه روزی که درد رسول خدا ﷺ شدید شد و گفت بیاورید دواتی و کتفی تا بنویسم از برای شما کتابی که گمراه نشوید بعد از آن هر گز، پس نزاع کردند دراین و سزاوار نبود که نزاع کنند در حضور پیغمبر خود، پس عمر گفت که رسول خدا هذیان می گوید بروایتی دیگر گفت که درد براو غالب شده است نزد شما قرآن هست بس است مارا کتاب خدا .

پس اختلاف کردند اهل آن خانه وبایکدیگر مخاصمه کردند بعضی گفتند بیاورید تا بنویسد رسول خدا ﷺ برای شما کتابی که بعد از آن گمراه نشوید بعضی گفتند که قول قول عمر است چون آوازها بلند شد واختلاف بسیار شد نزد آن حضرت، دلتنگ شد وفرمود که برخیزید ازپیش من، پس ابن عباس می گفت که بدرستیکه مصیبت وبدترین مصیبتها آن بود که مانع شدند میان رسول خدا ﷺ ومیان آنکه آن کتاب را ازبرای ایشان بنویسد بسبب اختلافی که نمودند وآوازها که بلند کردند .

ای عزیز آیا بعداز این حدیث که همه عامه روایت کرده‌اند هیچ عاقل را مجال آن هست که شك کند در کفر عمرو کفر کسی که عمر را مسلمان داند گر بقالی یاعلاقی خواهد که وصیت کند کسی مانع وصیت اوشود مردم براو طعنها می۔

اصل عبارت: ای عزیز...... (الخ)

ترجمہ: اے عزیز کیا اس روایت کردہ حدیث کے بعد کسی عاقل کو مجال ہو سکتی ہے کہ وہ عمر کے کفر میں شک کرے اور عمر کو مسلمان کہنے والے کے کفر میں شک کرے۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا ٹائٹل عکس

شیعہ مولوی کی شانِ ابوبکر و عمر میں کھلی گستاخیاں

اسرار آل محمدؐ

ترجمۂ

اوّلین کتاب شیعہ در زمان امیر المؤمنینؑ

تالیف

سلیم بن قیس

متوفای ۹۰ ق ھ

امام صادقؑ:

هر کس از پیروان و دوستان ما کتاب سلیم بن قیس هلالی را نداشته باشد

چیزی از مسائل امامت ما نزد او نیست و از وسیله‌های ما هیچ

آگاهی ندارد و آن کتاب الفبای شیعه و سرّی از اسرار آل محمد است

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

رسول اللہ ﷺ کے بعد چار کے علاوہ سب مرتد ہو گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ گوسالہ کی مثل عمر سامری کے مشابہ ہے

اسرار آل محمد تالیف سلیم بن قیس کوفی متوفی ۹۰ ہجری مذہب شیعہ کی دنیائے تالیف میں سب سے پہلی اور معتبر کتاب

حدیث ارتداد اصحاب —————— ۲۲

<u>درباره عثمان</u>

عثمان گفت : یا اباالحسن ، آیا نزد تو وابن اصحاب راجع به من حدیثی هست ؟.

علی (ع) فرمود : آری ، از رسولخدا (ص) شنیدم ترا لعن کرد وطلب آمرزش نکرد پس از لعن کردن عثمان خشمگین شد وگفت : من با تو کاری ندارم ، ولکن تو مرا در زمان پیامبر (ص) وبعد از او رها نمی‌کنی ! ..

علی (ع) فرمود : آری خداوند بینی ترا بزمین بمالد .

<u>زبیر بی‌ایمان ! ! ؟</u>

عثمان گفت : قسم بخدا ، از رسولخدا (ص) شنیدم کەفرمود : زبیر از اسلام بر میگردد وکشته میشود .

سلمان میگوید : علی (ع) آهسته بمن فرمود : عثمان راست میگوید . وقضیه اش این است که بعد از قتل عثمان زبیر با من بیعت میکند ، وبعد بیعت مرا میشکند و مرتد کشته میشود ! .

<u>حدیث ارتداد اصحاب جز چهار نفر</u>

سلمان می‌گوید : <u>علی (ع) فرمود : همه مردم بعد از پیامبر (ص) از دین برگشتند بجز چهار نفر .</u>

<u>مردم بعد از پیامبر (ص) دو دسته میشوند : یکدسته بمنزله هارون و پیروانش و دیگری بمنزله گوساله وپیروانش . علی (ع) شبه هارون است ، عتیق (ابوبکر) شبه گوساله وعمر شبه سامری‌اند .</u>

... وشنیدم از رسول الله (ص) کەمیفرمود : گروهی از اصحابم که از اشراف وصاحبان منزلت ومقام از ناحیه من هستند روز قیامت می‌آیند تا از صراط بگذرند . در این هنگام من آنهارا می‌بینم ومیشناسم . آنها نیز مرا می‌بینند ومی‌شناسند . وبرد من اضطراب پیدا میکنند .

در این هنگام می‌گویم : پروردگارا ! اینها اصحاب من‌اند ! جواب میاید : نمیدانی اینها بعد از تو چه کردند . همه اینها وقتی از تو دور شدند به عقب برگشتند واز اسلام رو گردان شدند . من هم میگویم : از رحمت خدا دور باشند .

اصل عبارت کا ترجمہ: حضرت علی نے فرمایا کہ پیغمبر کے انتقال کے بعد چار کے سوا سب آدمی دین سے پھر گئے تھے۔ عتیق یعنی ابوبکر گوسالہ (یعنی اس بچھڑے کی مثل ہے جس کی بنی اسرائیل نے پوجا کی) کی مثل اور عمر سامری کے مشابہ ہے۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بوقتِ وصال کلمہ نہ پڑھ سکے

اسرار آل محمد تالیف سلیم بن قیس کوفی حنفی جو تمام مذہب شیعہ کی دنیائے کائنات میں سب سے پہلی اور مستند کتاب

آتش اسفل السافلین مزدمات باد ! وقتی عمر ، این کلمات را از ابوبکر شنید از نزد وی خارج شد در حالیکه می‌گفت : این مرد (ابوبکر) دیوانه شده !

ابوبکر ، پیامبر را ساحر می‌پنداشت

عمر گفت : تو ، دومی آن دو نفر (پیامبر و ابوبکر) هستی هنگامی که در غار بودند !

ابو بکر گفت : اما برای تو نقل نکردم ، وقتی که با محمد در غار بودیم‌پس گفت : کشتی جعفر و یارانش را (که از راه دریا به حبشه می‌رفتند) می‌بینم که در میان دریا سیر می‌کند . به محمد گفتم : آنرا نشانم بده . آنحضرت دست بصورتم مالید و نگاه کردم و کشتی را دیدم ! با این عمل پیامبر یقین کردم که او ساحر است ! !

عمر ، با شنیدن این سخنان از ابوبکر ، رو به حاضران کرد و گفت : پدرتان هذیان می‌گوید ، آنچه از وی شنیدید پنهان کنید تا اهل بیت پیامبر (ص) شما را سرزنش نکنند !

ابوبکر ، هنگام مرگ قدرت گفتن لا اله الا الله را نداشت .

محمد بن ابوبکر می‌گوید : سپس عمر با برادرم از اطاق خارج شدند تا برای نماز وضو بگیرند . پس از رفتن آنان سخنانی از پدرم شنیدم که ایشان نشنیده بودند . وقتی اطاق خلوت شد به او گفتم : ای پدر ، بگو : لا اله الا الله . گفت : ابدا آنرا نخواهم گفت ، بلکه قدرت ندارم آنرا بگویم تا داخل تابوت شوم ! وقتی اسم تابوت بمیان آمد گمان کردم هذیان می‌گوید ، گفتم : کدام تابوت را می‌گوئی ؟ گفت : تابوتی از آتش با قفل آتشین قفل شده است . دوازده نفر در آنجا هستند که من و این رفیقم از جمله آنها هستیم . گفتم : عمر را میگوئی ؟ گفت : آری ، و ده نفر دیگر در چاهی از جهنم هستیم . بر در آن چاه سنگ بزرگی است که هنگامی که خداوند اراده کند جهنم شعله‌ور شود آن سنگ را بر می‌دارد .

ابو بکر هنگام مرگ بر عمر لعنت کرد

محمد بن ابوبکر گفت : بپدرم گفتم : هذیان می‌گوئی ؟ گفت : نه بخدا ، هذیان نمیگویم . خداوند ابن صهاک (عمر) را لعنت کند ! او مرا از ذکر خدا باز داشت بعد آنکه به من رسیده بود . بد رفیقی بود عمر ، خداوند او را لعنت کند . صورت مرا بزمین

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جس نے مسجد میں سب سے پہلے بیعت کی وہ شیطان تھا

اسرار آل محمد تالیف سلیم بن قیس کوفی متوفی ۹۰ ہجری مذہب شیعہ کی دنیائے کائنات میں سب سے پہلی اور مستند کتاب

بني ساعده با ابوبكر بيعت خواهند كرد بعد از آنكه برسر حق ما اختلاف بيدا مي‌كنند و با دليل ما استدلال مي‌كنند . بعد به مسجد مي‌آيند واول كسي كه با او بيعت مي‌كند شيطان است كه بصورت پير سالخورده‌اي جدي خواهد بود كه اين حرفها را خواهد گفت. بعد خارج شده شياطين خودرا جمع مي‌كند . آنها هم در مقابلش سجده‌كرده‌ومي‌گويند : اي رئيس بزرگ. ما توهمان كسي هستي كه آدم را از بهشت راندي . اوهم مي‌گويد "كدام امت بعد از پيامبرش گمراه نشد ؟! خيال كرده ايد من ديگر راهي برآنان ندارم . نقشه مرا چگونه ديديد آنگاه كه امر خدا را مبني بر اطاعت از علي ، وامر پيامبر را راجع به همين مطلب ترك كردند .

واين همان گفته خداوند است كه فرمود : « ولقد صدق عليهم *ابليس ظنه فاتبعوه الا فريقا من المؤمنين* » يعني : همانا شيطان حدسي كه درباره آنان زده بود بمرحله عمل رسانيد سپس اورا پيروي كردند جز گروهي از مؤمنان .

وفاداران علي (ع)

سلمان ميگويد : چون شب شد علي (ع) فاطمه (ع) را بر الاغي سوار كرد ودست دو فرزندش حسن وحسين را گرفت وبر در خانه همه اهل جنگ بدر از مهاجرين وانصار برد وحق خويش را به آنان ياد آوري كرد واز آنها خواست كه او را ياري كنند .

. هيچكس جواب مثبت نداد مگر چهل وچهار نفر . امام (ع) هم به آنان دستور داد تا هنگام صبح با سرهاي تراشيده واسلحه دردست براي هم پيماني با مرگ آماده شوند ! هنگام صبح جز چهار نفر به پيمان خود وفا نكردند . راوي گويد : به سلمان گفتم آن چهار نفر چه كساني بودند ؟ پاسخ داد : من ، ابوذر ، مقداد ، وزبير .

شب بعد ، باز علي (ع) به سراغ آنان رفت وآنها را از پيمانشان آگاه ساخت . آنها هم وعده فردا صبح را دادند . باز فردا صبح غيراز ما چهار نفر كسي حاضر نبود .

شب سوم نيز نزد آنها رفت ، باز كسي جز ما حاضر نبود .

جمع آوري قرآن بدست امير المؤمنين علي (ع)

امير المؤمنين (ع) چون حيله گري وبي وفائي آنان را ديد ، "خانه نشيني" را برگزيد و مشغول جمع آوري وترتيب قرآن شد واز خانه خارج نشد تا آنرا جمع آوري نمود ، قرآني كه در اوراق ، وپراكنده وپاره پاره بود .

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ مولوی لکھتا ہے کہ حضرت علی کی ولادت کی وجہ سے طوافِ کعبہ واجب ہوا، وہ نہ آتے تو طواف نہ ہوتا

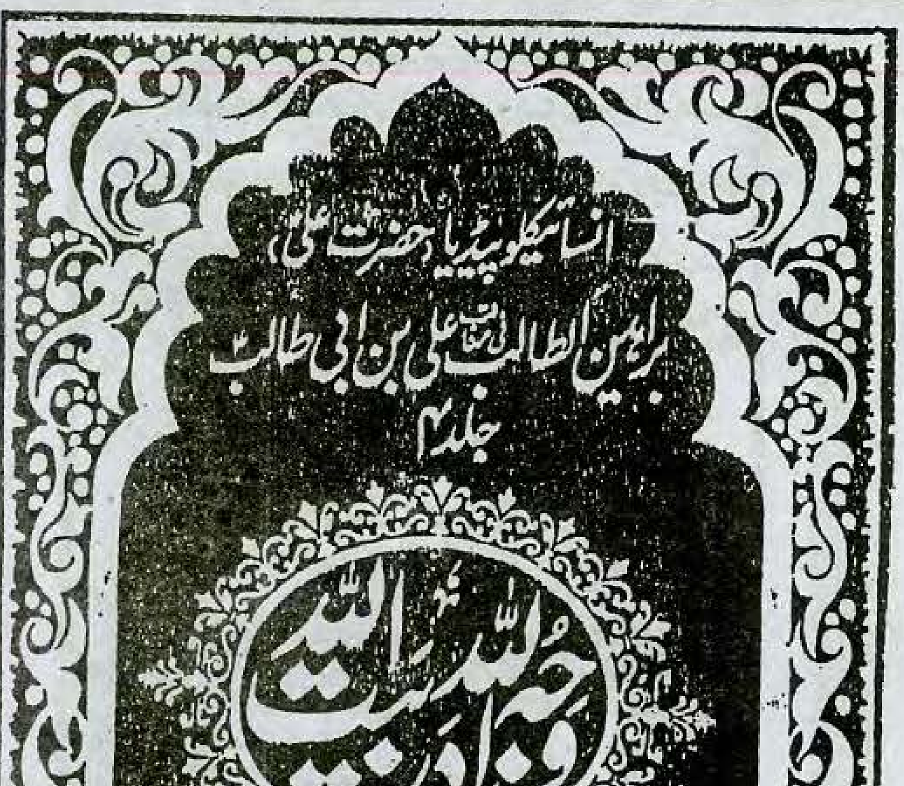

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

تمام حاجیوں پر حضرت علی کا احسان ہے کہ انہوں نے کعبے میں تشریف لاکر اسے طواف کے قابل بنادیا

وجہ اللہ در بیت اللہ جلد چہارم از مولانا طالب حسین کرپالوی جعفری دار التبلیغ انارکلی ساہی لاہور

بت پرستی کے دور مصطفیٰ نے علی مرتضیٰ کے ذریعے کعبے کو پاک کر کے اس قابل بنادیا کہ وہ اب قبلہ مسلمان ہو جائے۔

ظہیر البشیر کی عبارت سے واضح ہوا کہ ولادت حضرت علی علیہ السلام سے کعبے کو ایک خاص شرف حاصل ہوا ہے۔

انشاد بہار بے خزاں کی عبارت سے واضح ہوا کہ ولادت حضرت علی علیہ السلام سے کعبہ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے لئے پرستش گاہ بن گیا۔

مصباح المقربین کے میرانیس کے قطعے سے عیاں ہوا کہ کعبہ نے قبلہ ہونے کا شرف حضرت علی علیہ السلام کے در سے پایا ہے۔

کعبے کا طواف کیوں ہوا

مولانا لطف اللہ نیشاپوری

طواف خانہ کعبہ ازاں شد بر ہمہ واجب + کہ آنجا در وجود آمد علی بن ابی طالب

یعنی کعبے کا طواف تمام مسلمانوں پر واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس جگہ علی بن ابی طالب کا وجود ظاہر ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے کعبے کا طواف واجب ہو گیا۔ یعنی اگر حضرت علی علیہ السلام کعبے میں تشریف نہ لاتے تو کعبے کا طواف واجب نہ ہوتا۔ اور اگر کعبے کا طواف نہ ہوتا تو حج نہ ہوتا۔ لہٰذا یوم اوّل سے لے کر یوم آخر تک کے تمام حاجیوں پر حضرت علی علیہ السلام کا احسان ہے کہ انہوں نے کعبے میں تشریف لا کر اسے طواف کے قابل بنادیا۔

حجر اسود کا بوسہ فرض کیوں ہوا

شاہ ظہیر احمد ظہیر البشیر ص ۲۹ سطر ۲ طبع بدایوں ۱۹۰۸ء

فرض بوسہ سنگ اسود کا ہوا اس واسطے + آپ کے پہلو میں علی مرتضیٰ پیدا ہوئے

حجر اسود مذہبی لحاظ سے ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ اور اس کا بوسہ ارکان حج میں سے ہے لہٰذا اگر حضرت علی علیہ السلام کعبے میں تشریف نہ لاتے تو اس کا بوسہ واجب نہ ہوتا۔

۸۲

اصل عبارت: حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے کعبے کا طواف واجب ہو گیا۔ یعنی اگر حضرت علی کعبے میں تشریف نہ لاتے تو کعبے کا طواف واجب نہ ہوتا۔ اور اگر کعبے کا طواف نہ ہوتا تو حج نہ ہوتا۔ لہٰذا یوم اوّل سے لے کر یوم آخر کے تمام حاجیوں پر حضرت علی علیہ السلام پر احسان ہے کہ انہوں نے کعبے میں تشریف لاکر اسے طواف کے قابل بنادیا۔

شیعہ فرقے کے نزدیک اہلسنت خنزیر کے مشابہ ہیں، کتاب ملاحظہ فرمائیں

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ

الحمدللہ کہ دریں اوان ببرکت اقتران کتاب مستطاب آئینہ حق و ایمان

تحقیق المتین

اردو ترجمہ

حق الیقین

از تصنیفات عالیہ جناب مستطاب ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ

مترجمہ

جناب مولوی سید مجتبیٰ حسین صاحب مرحوم ہاشمی

بحسن اہتمام احقرالانام مولوی غلام عباس مینیجر امامیہ جنرل ایجنسی لاہور

باہتمام لالہ ... پریس لاہور ... چھپی

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: اہلسنت خنزیر کے مشابہ ہے (معاذ اللہ)

تحقیق الیقین اردو ترجمہ حق الیقین از باقر مجلسی طبع غلام عباس مینیجر امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور

باب ۵ مقصد ۸ در ذکر غیبت امام علیہ السلام ۲۰۹

کے ہے جیسا کہ حضرت رسول کی خدمت میں تشبیہ ہوا ہے۔ اور حضرت صادق سے منقول ہے
کہ لوگوں کے لئے وہ زمانہ بھی آئیگا کہ اون کا امام اون سے غائب ہو جائیگا۔ پس خوشا حال
اون لوگوں کا جو کہ اوس زمانہ میں ہمارے امر پر ثابت رہیں۔ اون کا کمتر ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ
اونکو ندا دیگا کہ اے میرے بندو تم نے میرے سر پر ایمان لایا اور میری غیبت کی تصدیق کی
پس تمکو میری جانب سے ثواب نیک و بہتر کی بشارت ہو۔ تم واقعی میرے بندہ و کنیز ہو کہ میں فقط
تم سے عبادت کو قبول کرتا ہوں اور تمہارے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اور تمہارے سبب سے اون
لوگوں کے گناہوں کو بھی تمکو بخش دیتا ہوں اور بس یعنی تمہاری برکت سے اپنے بندوں
کے لئے باقی رہتا ہوں اور تمہارے سبب سے اون سے بلاؤں کو دفع کرتا ہوں۔ اگر تم نہ ہوتے
میں اون پر عذاب نازل کرتا۔ تمادوی نے پوچھا اے فرزند رسول خدا اون زمانہ کے لوگ
جو کام کہ کریں کونسا کام بہتر ہے۔ فرمایا اپنی زبان روکنا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہنا۔
اس بارہ میں جو حدیثیں کہ وارد ہوئی ہیں وہ شمار و احصا کی حد سے زیادہ ہیں۔ علاوہ اس کے
یہ امر کس سے ثابت ہے۔ معلوم ہے کہ آنحضرت کا نفع ظاہرا لوگوں کو نہیں پہونچتا ایسی حیثیت کہ
لوگ آنحضرت کو پہچانیں۔ جیسا کہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ہر سال حج کے لئے تشریف لاتے
ہیں اور لوگوں کو پہچانتے ہیں مگر لوگ آنحضرت کو نہیں پہچانتے۔ اور جب آنحضرت ظاہر ہونگے
اوس وقت لوگ کہیں گے کہ ہم حضرت کو دیکھتے تھے مگر نہیں پہچانتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق
سے منقول ہے کہ اس امر کا صاحب حضرت یوسف سے شبیہ ہے۔ یہ اہلسنت جو کہ خنزیر کے مشابہ
ہیں اس امر کا انکار کیوں کرتے ہیں۔ حضرت یوسف کے بھائی نبی قبل اور دانشمند اور پیغمبروں کے
اسباط تھے وہ سب حضرت یوسف کے پاس گئے اور اون سے کلام اور سودا و معاملہ کیا۔ اور
اور وہ کیا اون کے بھائی تھے اونکو نہ پہچانا تا اینکہ خود انھوں نے جتایا کہ میں یوسف ہوں۔
پس اس امت ملعون کو اس امر میں کیا انکار ہے کہ حق تعالیٰ کو کسی وقت یہ منظور ہو کہ اپنی حجت
کو اون سے پوشیدہ رکھے اور وہ ان کے درمیان تردد کرے اور ان کے بازاروں میں
راہ چلے اور ان کے فرشوں پر قدم رکھے مگر یہ لوگ اوس کو نہ پہچانیں تا اینکہ حق تعالیٰ اوسکو
اجازت دے کہ وہ خود ان کو اپنے سے آگاہ کرے جیسا کہ حضرت یوسف کو اجازت دی تھی کہ

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کا بنیادی عقیدہ: تقیہ (جھوٹ) دین کا جزو ہے اور نوے فیصد دین تقیہ میں ہے

الاصول

من

الكافي

تأليف

ثقة الاسلام ابي جعفر محمد بن يعقوب بن اسحاق

الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وعلق عليه علي اكبر الغفاري

نهض بمشروعه

الشيخ محمد الآخوندي

الناشر

دار الكتب الاسلامية

مرتضى آخوندي

تهران - بازار سلطاني

تلفن ٢٠٤١٠

الجزء الثاني

الطبعة الثالثة

١٣٨٨ هـ

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: 90% (نوے فیصد) دین تقیہ (جھوٹ) میں ہے

(الاصول من الکافی جلد دوم تالیف ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی ٣٢٨ھ - طبع ایران)

-٢١٧- كتاب الإيمان والكفر

﴿ باب التقية ﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم وغيره عن أبي عبدالله ﷺ في قول الله عزَّ وجلَّ : « اُولئك يؤتون أجرهم مرَّتين بما صبروا (قال : بما صبروا على التقيَّة) ويدرؤن بالحسنة السيِّئة[1] » قال : الحسنة التقيَّة والسيِّئة الإذاعة .

٢ ـ ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عمر الأعجمي قال : قال لي أبو عبدالله ﷺ : يا أبا عمر إنَّ تسعة أعشار الدين في التقيَّة ولا دين لمن لا تقيَّة له و التقيَّة في كلِّ شيء إلّا في النبيذ و المسح على الخفّين[1] .

٣ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : قال أبوعبدالله ﷺ : التقيَّة من دين الله ، قلت : من دين الله ؟ قال : إي والله من دين الله ولقد قال يوسف : « أيَّتها العير إنَّكم لسارقون » والله ما كانوا سرقوا شيئاً ولقد قال إبراهيم : « إنّي سقيم » والله ما كان سقيماً .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن خالد ؛ والحسين بن سعيد جميعاً ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى بن عمران الحلبيِّ ، عن حسين بن أبي العلاء عن حبيب بن بشر قال : قال أبو عبد الله ﷺ : سمعت أبي يقول : لا والله ما على وجه الأرض شيء أحبّ إليَّ من التقيَّة ، يا حبيب إنّه من كانت له تقيَّة رفعه الله ، يا حبيب من لم تكن له تقيَّة وضعه الله ، يا حبيب إنَّ الناس إنّما هم في هدنة[3] فلو قد كان ذلك كان هذا[4] .

---

(١) القصص ، ٥٢ ، وصدر الآية « الذين آتيناهم الكتاب من قبله هم به يؤمنون وإذا يتلى عليهم قالوا آمنّا به انه الحق من ربنا انا كنا من قبله مسلمين * اولئك يؤتون ... الآية » .

(٢) ذلك لعدم مسيس الحاجة إلى التقية فيهما إلا نادراً . (في) أو يكون نفي التقية فيهما باعتبار رعاية زمان هذا الخطاب ومكانه وحال المخاطب وعلمه عليه السلام بانه لا يضطر إليهما .

(٣) الهدنة ، السكون والصلح والموادعة بين المسلمين و الكفار وبين كل متحاربين .

(٤) « فلو قد كان ذلك » أي ظهور القائم . وقوله ، «كان هذا » أي ترك التقية (آت) .

اصل عبارت کا ترجمہ: ابوعمر الاعجمی سے روایت ہے کہا مجھ سے ابوعبداللہ علیہ السلام نے: اے ابوعمر بے شک دین کے دس میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں اور سوائے نبیذ اور موزوں پر مسح کرنے کے، ہر چیز میں تقیہ ہے۔

شیعہ فرقے کی مستند کتاب کا اصل عکس

شیعہ فرقے کے نزدیک: تقیہ (جھوٹ) دین کا جزو ہے (معاذ اللہ)

(اصول من الکافی جلد دوم تألیف ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی ۳۲۸ھ - طبع ایران)

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ، عن العبّاس بن عامر عن جابر المكفوف، عن عبد الله بن أبي يعفور، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: اتّقوا على دينكم فاحجبوه بالتقيّة، فإنّه لا إيمان لمن لا تقيّة له، إنّما أنتم في الناس كالنحل في الطير لو أنّ الطير تعلم ما في أجواف النحل ما بقي منها شيء إلّا أكلته ولو أنّ الناس علموا ما في أجوافكم أنّكم تحبّونا أهل البيت لأكلوكم بألسنتهم ولنحلوكم [1] في السرّ والعلانية، رحم الله عبداً منكم كان على ولايتنا.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عمّن أخبره، عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ: «ولا تستوي الحسنة ولا السيّئة» قال: الحسنة: التقيّة والسيّئة: الإذاعة [2]، وقوله عزّ وجلّ: «ادفع بالّتي هي أحسن السيّئة [3]» قال: الّتي هي أحسن التقيّة، «فإذا الّذي بينك وبينه عداوة كأنّه وليّ حميم [4]».

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن الحسن بن محبوب، عن معلّى بن سالم، عن أبي عمرو الكنانيّ قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: يا أبا عمرو أرأيتك لو حدّثتك بحديث أو أفتيتك بفتيا ثمّ جئتني بعد ذلك فسألتني عنه فأخبرتك بخلاف ما كنت أخبرتك أو أفتيتك بخلاف ذلك بأيّهما كنت تأخذ؟ قلت: بأحدثهما وأدع الآخر، فقال: قد أصبت يا أبا عمرو أبى الله إلّا أن يعبد سرّاً [5] أما والله لئن فعلتم ذلك إنّه [ل]خير لي ولكم، [و] أبى الله عزّ وجلّ لنا ولكم في دينه إلّا التقيّة.

٨ ـ عنه، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن درست الواسطي قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: ما بلغت تقيّة أحد تقيّة أصحاب الكهف إن كانوا ليشهدون الأعياد ويشدّون الزنانير [6] فأعطاهم الله أجرهم مرّتين.

٩ ـ عنه، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ بن فضّال، عن حمّاد بن واقد

(١) نحله القول كنحله، نسبه إليه. ونحل فلاناً: سابّه. وفي بعض النسخ [نجلوكم] بالجيم وفي القاموس نجل فلاناً ضربه بمقدم رجله وتناجلوا: تنازعوا. (٢) إذاعة السرّ: إفشاؤه.

(٣) قوله عليه السلام: «والسيّئة» بعد قوله عزّ وجلّ: «ادفع بالّتي هي أحسن» تفسير له، لا أنّه في هذا الموضع من القرآن (في).

(٤) فصّلت: ٣٤. (٥) أي في دولة الباطل. (٦) الزنانير جمع زنّار.

اصل عبارت کا ترجمہ: ابوعبداللہ نے کہا: اپنے دین کے معاملے میں ڈرو اور اسے تقیہ کے ساتھ چھپاؤ کہ بے شک جو تقیہ نہیں کرتا، اس کا کوئی ایمان نہیں۔

شیعہ فرقے کی بنیادی کتاب "توضیح المسائل" سے ان کے بنیادی عقائد اور مسائل ملاحظہ ہوں

رسالہ

توضیح المسائل

(اردو)

مطابق فتاوی حضرت مستطاب حجۃ الاسلام والمسلمین استاذ الفقہاء والمجتہدین

رئیس الملۃ والدین الآیۃ العظمٰی مولانا الاعظم والاعلم

آقائی الحاج سید ابو القاسم الموسوی الخوئی

متع اللہ المسلمین والمومنین بطول بقاء وجودہ الشریف

توضیح المسائل کے صفحہ 1 پر امامت کے متعلق شیعہ فرقے کا عقیدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ امام تمام گناہوں سے معصوم (پاک) ہونا چاہیے، چاہے وہ گناہ عمدی ہو یا غلطی سے ہو یا سہواً ہو

بحث امامت

امامت دین و دنیا میں اس عمومی حکومت کو کہتے ہیں جو رسول اکرم کی نیابت میں ایک شخص کو حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ شریعت کی حفاظت کریں۔

س: نبی کے قائم مقام میں ایک امام کے نصب کرنا واجب ہونے پر کیا دلیل ہے؟

ج: وجوب نصب امام کے بارے میں سوائے چند کے باقی تمام مسلمانوں میں اتفاق ہے۔ بعض اہل سنت کہتے ہیں کہ نصب امام اللہ پر واجب ہے عقلاً۔ اور حق یہ ہے کہ نصب امام کا وجوب عقلی ہے اور یہ اللہ پر واجب ہے کیونکہ جیسا کہ ہم نے بحث نبوت میں کہا ہے کہ بشر کو دین اور تکلیف کی طرف دعوت دینا لطف ہے اور یہ اللہ پر واجب ہے لہذا لوگوں میں اصلاح اور رفع فساد کے لیے ایک نبی کا مبعوث ہونا ضروری ہے بالکل اسی طرح انہیں احکام کو ہر عصر ہر زمانے کے لوگوں تک پہنچانے اور لوگوں میں عدالت قائم رکھنے اور اسلامی حدود قائم کرنے اور دین اسلام کی حفاظت کرنے لوگوں کے درمیان حق و انصاف سے فیصلے کرنے اور ان کو عبادات، معاملات، سیاسیات کے احکام بتلانے کے لیے ایک امام کی بھی ضرورت ہے لہذا امام بھی ایک لطف ہے اور لطف اللہ پر واجب ہے لہذا نصب امام بھی اللہ پر بالکل اسی طرح واجب ہے جس طرح نبی کا مبعوث کرنا اللہ پر واجب ہے، اس سے واضح ہوا کہ امامت ایک بشری حکومت کا نام نہیں ہے جیسا کہ آجکل بعض حضرات کہتے ہیں بلکہ امامت ایک الہی منصب ہے جو حکمت الہیہ کی اساس پر قائم رہتی ہے۔

س: امام میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں؟

ج: امام تمام گناہوں سے معصوم ہونا چاہیئے چاہے وہ گناہ عمدی ہو یا غلطی سے ہو سہواً ہو چھوٹی ہو یا بڑی تمام گناہوں سے ابتداء زندگی سے لیکر آخر حیات تک پاک ہونا چاہیئے اور تمام عیوب و نقائص سے پاک اور تمام اوصاف کمالیہ سے متصف اور اپنے زمانے میں سب سے افضل اور منصوص من اللہ ہونا چاہیئے۔

س: امام کے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہونے پر کیا دلیل ہے؟

ج: بعینہٖ وہی دلیل جو ہم نے نبی کے معصوم ہونے کی ضرورت پر قائم کی ہے۔ کیونکہ اگر امام معصوم اور ان اوصاف سے جن کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے متصف نہ ہوں تو امام پر وثوق نہیں رہتا اور لوگ ان کے مطیع و [illegible] نہیں ہوتے پھر ان کے نصب کرنے کی غرض جو حفظ شریعت ہے حاصل نہیں ہوتی اور امام کا تمام نقائص و عیوب سے بھی منزہ ہونا اس لیے ضروری ہے تاکہ لوگ ان سے متنفر نہ ہوں ورنہ ان کے اوامر و نواہی قبول نہیں کریں گے۔ اور لوگوں میں سب سے افضل اس لیے ہونا چاہیئے کیونکہ مفضول کو افضل پر مقدم کرنا عقلاً قبیح ہے خداوند عالم سے ایسا کام صادر نہیں ہو سکتا۔

س: حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی امامت پر کیا دلائل ہیں؟

ج: ان کی امامت پر بے شمار دلائل موجود ہیں ان میں سے ایک یہ کہ: دعوت ذوالعشیرہ میں جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین (اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ)، تو حضور نے حضرت ابوطالب کو حکم فرمایا کہ بنی ہاشم کے لیے کھانا تیار کریں۔ اس موقع پر حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا: ھذا اخی ووصیی وخلیفتی بعدی ودامامی فاسمعوا

☆ جبکہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے، صحابہ کرام، اہلبیت اطہار اور اولیاء کرام معصوم نہیں مگر رب تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو گناہوں سے بچالیتا ہے

توضیح المسائل کے صفحہ 5 پر شیعہ عقیدہ تحریر ہے کہ امام کے لئے معصوم ہونا شرط ہے، بارہ اماموں کے علاوہ کوئی معصوم نہیں لہذا ان کے علاوہ کوئی امام بھی نہیں ہو سکتے

۵

میں مسلم اول ہیں۔ چنانچہ خود حضرت فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ دوشنبہ کو مبعوث برسالت ہوئے اور میں نے سہ شنبہ کے دن اسلام قبول کیا اور حضرت نے کبھی کسی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا، اما حضرت کے باقی اوصاف جو آپ کے افضل ہونے پر دال ہیں وہ مفصل کتابوں میں مندرج ہیں وہاں رجوع کیا جائے۔

س: باقی اماموں کی امامت پر کیا دلیل ہے!

ج: ۱۔ حضرت امیر المومنین نے امام حسنؑ کی امامت پر نص قائم فرمائی ہے اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ کی امامت پر نص قائم کی ہے اور اس کے بعد ہر امام دوسرے امام کی امامت پر نص قائم کرتے چلے آئے ہیں اور یہ بات شیعوں کے نزدیک بالتواتر ثابت ہے۔

۲۔ حدیث ثقلین ہے یہ حدیث بارہ اماموں کی امامت اور ان کی عصمت پر واضح دلیل ہے۔

۳۔ حضور کا فرمان: میرا یہ بیٹا (یعنی امام حسین) امام اور امام کا فرزند امام کے بھائی اور نو اماموں کے باپ ہیں۔

۴۔ ہم نے پہلے کہا کہ امام کے لیے معصوم ہونا شرط ہے اور حضرت علی اور ان کی اولاد کے سوا کسی نے عصمت کا دعویٰ نہیں کیا لہٰذا ان میں عصمت ثابت ہے اور جب جن میں عصمت ثابت ہوگی ان کا امام ہونا بھی ثابت ہے اور چونکہ وجوب نصب امام مسلمانوں کے درمیان مسلم ہے اور آیۂ لا ینال عہدی الظالمین، (میرا عہد ظالموں تک نہیں پہنچتا)، سے ثابت ہے کہ امام میں عصمت ہونا ضروری ہے اور چونکہ بارہ اماموں کے علاوہ کوئی معصوم نہیں لہٰذا ان کے علاوہ کوئی امام بھی نہیں ہو سکتے۔

۵۔ حدیث نبوی ہے ائمہ قریش میں سے ہوں گے یا بنی ہاشم میں سے ہوں گے اور وہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے سب کے سب قریش کے ہوں گے، یہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے اور حضور نے فرمایا جو مر جائے اس حالت میں کہ وہ اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے تو وہ جاہلیت کی موت مرا ہے، یہ حدیث اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اماموں کی تعداد بارہ میں منحصر ہے۔ یہ تعداد کسی دوسرے قریشی خلیفوں میں نہیں پائی جاتی لہٰذا بارہ معصومین کا امام متعین ہے۔

۶۔ حضرات ائمہ علیہم السلام اپنے زمانے میں صفات نفسیہ وکمالیہ کے اعتبار سے سب سے افضل تھے چنانچہ ان کی سیرت کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے چنانچہ وہ علم، عبادت، زہد، سخاوت، ورع، قوت رائے، بصیرت وغیرہ میں سب سے افضل تھے چنانچہ ان سے مختلف علوم معرض ایجاد میں آئے اور ان کے اصحاب نے مختلف علوم میں ان سے اخذ کردہ روایات سے چھ ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کیں ان میں سے چار سو کتابیں مشہور ہوئیں جو اصول اربعمائۃ سے مشہور ہیں۔ صرف ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیس ہزار احادیث نقل کی ہیں۔ حسن بن وشاء جو اصحاب امام رضا علیہ السلام میں سے ہیں کہتے تھے کہ میں نے اس مسجد (یعنی مسجد کوفہ) میں نو سو ایسے شیوخ سے ملاقات کی جن میں سے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ مجھے جعفر بن محمد نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے اور جب ائمہ زمانے میں سب سے افضل تھے وہ بلاشک امام بھی ہیں۔ اس لیے افضل پر غیر افضل کا مقدم عقلاً قبیح ہے۔

☆ شیعہ مولوی کی یہ شرط قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ امام کے لئے معصوم ہونا شرط نہیں، یہ شرط شیعہ مولوی کی خودساختہ ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بارہ اماموں کے علاوہ کوئی امام نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی من گھڑت عقیدہ ہے

توضیح المسائل کے صفحہ 3 پر لکھا ہے کہ تمام صحابہ حضرت علی کی طرف رجوع کرتے اور حضرت علی کبھی کسی صحابی کی طرف رجوع نہ کرتے

۳

کے معنی بھی اولیٰ ہے۔

ان دلائل میں سے ایک یہ کہ حضرت علی علم، شجاعت، جہاد فی سبیل اللہ، سخاوت، زُہد، عبادت، عدالت، فصاحت، خلق، حسن رائے، سیاست، اسلام میں سبقت وغیرہ کے لحاظ سے تمام صحابہ سے افضل ہیں اور افضل پر غیر افضل کو مقدم کرنا عقلاً قبیح ہے لہذا حضرت علی سب پر مقدم ہیں۔

س: مذکورہ صفات میں حضرت علی کے افضل ہونے کے کیا دلائل ہیں؟

ج: رسول کا ارشاد "اقضاکم علی" تم میں سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والا علی ہیں اور انا مدینۃ العلم و علی بابھا فمن اراد المدینۃ فلیأت الباب (میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں جو شہر میں داخل ہونا چاہے تو وہ دروازے پر آئے)

اور تمام صحابہ کا حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرنا اور حضرت علیؑ کا کبھی کسی صحابہ کی طرف رجوع نہ کرنا اور حدیث ثقلین بھی ان کی اور ان کی اولاد کے سب سے زیادہ عالم ہونے کی یقینی ثبوت ہے۔ اور حضرت کا بعض غیبی خبر کی پیش گوئی فرمانا جیسا کہ انہوں نے اپنی شہادت کی خبر پہلے ہی دی اور امام حسین کی شہادت کی خبر دینا اور واقعہ نہروان میں ہونے والے واقعات کی خبر دینا وغیرہ اور حضرت قوت حدس اور ذکاوت میں سب سے زیادہ تھے اور ہمیشہ رسول کریم کے ساتھ رہے اور ان کے آغوش میں پرورش پائی اور حضور سے وہ علوم حاصل کیے جو کسی دوسرے نے حاصل نہیں کیے اور ان کا شجاعت میں سب سے افضل ہونے کے لیے تو غزوات بدر، احد، احزاب، خیبر اور حنین کے واقعات شاہد ہیں جس میں کسی مسلم و غیر مسلم کو شک نہیں۔

ان کی سخاوت میں یہ تمری سواس پہ آیۂ یوفون بالنذر شاہد ہے کہ انہوں نے سائل کو اپنے نفس پر بھی ترجیح دی اور خود بھوکے رہ گئے اور کھانا سائل کو دیا، اور حضرت نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل کردہ ایک ہزار غلام آزاد کیے اور کبھی بھی کسی کو رد نہیں فرمایا۔ اس لیے حضرت کے بارے میں معاویہ تک نے یہ کہا: کہ اگر علی پاس ایک کمرے میں بھوسا اور ایک کمرے میں سونا ہوتا تو علی سونے کو بھوسے سے پہلے راہ خدا میں دیدیتے۔ اور آیۂ نجویٰ پر حضرت علی کے سوا کسی نے عمل نہیں کیا یہاں تک کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ حضرت کا سب سے زیادہ زاہد و عابد ہونا یہ تو ان کی سیرت سے واضح ہے کہ انہوں نے دنیا کو تین بار طلاق دیدی اور فرماتے تھے اے زرد اور سفید دنیا میرے سوا کسی اور کو دھوکہ دو۔ اور کھانے پہننے کے لحاظ سے سب سے زیادہ تقشف فرماتے تھے ان کا کھانا جو کی روٹی اس کے ساتھ نمک یا سرکہ استعمال فرماتے تھے اور ان کا لباس بہت سادہ ہوتے تھے۔

چنانچہ خود ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی قمیض کو اس قدر پیوند لگایا یہاں تک میں پیوند لگانے والے سے شرم کرتا تھا اور حضرت کا کفش اور نیام تلوار لیف خرما ہوتا تھا حالانکہ حضرت کے پاس سوائے شام کے تمام شہروں سے بے شمار مال آجاتے تھے لیکن ان کو لوگوں میں تقسیم فرماتے تھے اور جب جام شہادت نوش فرمائی تو وارثوں میں کوئی مال نہ تھا۔ آپ دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ کی پیشانی پر زخم پڑ گیا تھا اور حضرت حدوم

☆ کئی ایسے مواقع ہیں جن پر مولا علی رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے رجوع کیا

شیعہ مولوی لکھتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت پر اُمت کا اجماع تھا، جبکہ مولا علی سے پہلے خلفاء (ابوبکر و عمر و عثمان) کی خلافت پر اُمت کا اجماع نہیں ہوا تھا (معاذ اللہ)

۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن ملجم کی ضربت کے بعد حسنینؑ کو

حضرت علیؑ کی وصیت

شارح

آیت اللہ سید محمد حسین فضل اللہ

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

یکے از مطبوعات

دار الثقلین

پوسٹ بکس نمبر ۲۱۳۳-کراچی ۷۴۶۰۰-پاکستان

تمہید

یہ رمضان المبارک کے مہینے کی انیسویں شب ہے' اس رات عبدالرحمن ابن ملجم کے ہاتھوں ایک عظیم جرم سرزد ہوا تھا' اسی رات اُس نے حضرت علی علیہ السلام کو حالت نماز میں ضربت لگائی تھی' جس کے سبب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلامی معاشرے کی سب سے عظیم ترین شخصیت امت سے جدا ہوئی تھی' ایسی شخصیت جس کی اس وقت اسلامی معاشرے کو سخت ضرورت تھی۔

حضرت علی علیہ السلام کا قتل کوئی اتفاقی امر نہیں تھا' بلکہ اُن سازشوں کے سلسلے کا نتیجہ تھا جن میں نمایاں ترین سازش تحکیم تھی' اسی تحکیم کے سبب جنگ صفین بند ہوئی تھی' جو حضرت علیؑ پر معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے مسلط کی گئی تھی۔ کیونکہ معاویہ نے شرعی خلافت کے خلاف بغاوت کی تھی۔ حضرت علیؑ کی خلافت ہر اعتبار سے شرعی اور قانونی حیثیت کی حامل تھی۔ آپؑ کی خلافت پر امت کا اجماع تھا' جب کہ آپؑ سے پہلے خلفا کی خلافت پر امت کا اجماع نہیں ہوا تھا۔

جنگ صفین میں معاویہ نے حضرت عثمان کے خون کا انتقام لینے کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت عثمان کا قتل گویا اُن کے لئے حضرت علیؑ کی حکومت وخلافت کے غیر شرعی ہونے کی حجت بن گیا تھا' جبکہ حضرت عثمان کے قتل سے حضرت علیؑ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ "قمیص عثمان"

☆ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع کل صحابہ کرام علیہم الرضوان (مہاجرین وانصار) نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا، کسی ایک صحابی نے بھی آپ کی خلافت کا انکار نہ کیا۔ یہ بھی شیعہ فرقے کا پروپیگنڈہ ہے کہ وہ غاصب تھے۔

شیعہ مولوی نے اپنی کتاب میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کی

۳

ابن ملجم کی ضربت کے بعد حسنینؑ کو

حضرت علیؑ کی وصیت

شارح
آیت اللہ سید محمد حسین فضل اللہ

ترجمہ
نثار احمد زین پوری

یکے از مطبوعات
دار الثقلین
پوسٹ بکس نمبر ۲۱۳۲- کراچی ۷۴۶۰۰- پاکستان

۱۲

اسی زمانے سے ضرب المثل بن گئی۔ اور یہ مثل اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی شخص استحقاق کے بغیر اپنے موقف کو صحیح قرار دینے کے لئے ناحق شور مچاتا ہے۔

—— جنگ جاری تھی‘ اگر معاویہ کا فریب وحیلہ کارگر نہ ہوا ہوتا تو حضرت علیؑ کی فتح یقینی تھی‘ لیکن معاویہ کے مشیر عمرو بن عاص کے اشارے پر یہ چال چلی گئی کہ اہل شام نیزوں پر قرآن بلند کریں اور قرآن کو حکم بنانے کا مطالبہ کریں‘ تاکہ فریقین مسئلے کو حل کرنے کے لئے خدا کے اس قول: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ۔ (۱) کی بنیاد پر قرآن سے رجوع کریں۔

چنانچہ حضرت علیؑ کے لشکر میں سے بعض سادہ لوح لوگوں پر اس کا جادو چل گیا۔ وہ معاملے کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے‘ جبکہ حضرت علیؑ نے انھیں یہ بات سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ یہ لوگ دین اور قرآن کو نہیں مانتے۔ آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے یہ بھی فرمایا: انھوں نے نہ اس سے پہلے قرآن اٹھایا ہے اور نہ اس کے بعد اٹھائیں گے‘ اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔ انھوں نے تمھیں دھوکا اور فریب دینے کے لئے قرآن اٹھایا ہے۔ ان لوگوں نے حضرت علیؑ نے کہا: ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمیں قرآن کی طرف دعوت دی جائے اور ہم اسے قبول کرنے سے انکار کردیں۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے ان سے اسی لئے جنگ کی ہے کہ وہ اس کتاب کے مطابق عمل کریں‘ لیکن انھوں نے حکم خدا کی نافرمانی کی اور اس سے کئے ہوئے عہد کو بھول گئے اور کتاب خدا کو چھوڑ دیا۔ (تاریخ طبری۔ ج ۳۔ ص ۳۴)

معاویہ کی اس چال نے حضرت علیؑ کے لشکر میں اختلاف و انتشار پیدا کردیا‘ جس کی وجہ سے ان کے لئے جنگ کا جاری رکھنا دشوار ہوگیا۔ خود حضرت علیؑ کو ان لوگوں کی طرف

۱۔ پھر اگر آپس میں کسی بات پر اختلاف ہوجائے تو اسے خدا اور اس کے رسول کی طرف پلٹا دو۔ (سورۂ نساء ۴۔ آیت ۵۹)

شیعہ مولوی نے صحابی رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا کہ وہ قابل اعتماد نہیں تھے

۳

ابن ملجم کی ضربت کے بعد حسنین کو

حضرت علیؑ کی وصیت

شارح
آیت اللہ سید محمد حسین فضل اللہ

ترجمہ
نثار احمد زین پوری

یکے از مطبوعات
دار الثقلین
پوسٹ بکس نمبر ۲۱۲۳-کراچی ۷۴۶۰۰-پاکستان

۱۳

سے خطرہ لاحق ہو گیا جو بعد میں خوارج کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہی لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے آپ نے مالک اشتر کو جنگ بند کرنے کا حکم دیا جبکہ مالک کے ہاتھوں فتح ہونے ہی والی تھی۔

اس فتنے کے پیش نظر حضرت علی نے حکمیت کو قبول کر لیا۔ کیونکہ اس فتنے سے دوسرے مسلمانوں کی ذہنیت میں بھی کجی پیدا ہو سکتی تھی۔ پھر ان مسلمانوں میں سے اکثر لوگ سادہ لوح تھے۔

انہیں یہ سوچنا چاہئے تھا کہ کتاب خدا کو حکم قرار دینے کا جو نعرہ معاویہ نے بلند کیا ہے' اور مسلمانوں کے خلیفہ حضرت علی اس نعرے کو قبول نہیں کر رہے ہیں' آخر اسکی وجہ کیا ہے؟ جو چیز انہیں معاویہ کے راستے سے نزدیک اور حضرت علی کی نہج سے دور کر رہی تھی' وہ معاویہ کا کتاب خدا کو حکم بنانے کا نعرہ تھا۔ اکثر موقعوں پر انسان ایسے نعروں کے سامنے نہیں ٹھہر پاتا' خواہ اس کا غلط نتیجہ برآمد ہو۔

بہر حال نوبت مذاکرات اور گفتگو تک پہنچی۔ شام والوں نے اپنا نمائندہ عمرو بن عاص کو مقرر کیا اور خوارج نے ابوموسیٰ اشعری کو معین کیا۔ لیکن حضرت علی نے ابوموسیٰ اشعری کو اپنا نمائندہ بنانے کی ان کی اس تجویز کو مسترد کر دیا' کیونکہ ابوموسیٰ قابل اعتماد نہیں تھے۔ حضرت علی نے ابن عباس کو حکم کے عنوان سے پیش کیا' تو خوارج نے کہا: ہماری نظر میں آپ اور ابن عباس یکساں ہیں' ہم ایسے شخص کو حکم بنانا چاہتے ہیں' جو آپ کے اور معاویہ کے لئے برابر ہو۔ (تاریخ طبری۔ ج ۳۔ ص ۳۶) پھر انہوں نے ابوموسیٰ ہی کو مقرر کرنے پر اصرار کیا' تو آپ نے فرمایا: جس کو تم نے طے کر لیا ہے اسی کو بنا لو۔ (تاریخ طبری۔ ج ۳۔ ص ۳۷)

عمرو بن عاص اور ابوموسیٰ اشعری نے یہ طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے امیر کو معزول کر دے گا' اور اس کے بعد مسلمان جس کو چاہیں گے اپنا خلیفہ منتخب کر لیں گے۔ اس طرح سرے سے یہ جھگڑا ختم ہو جائے گا اور مسلمان سکون پائیں گے۔ ابوموسیٰ جوکہ

شیعہ حضرات کی عقائد پر مستند کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب خطبہ نقل کیا گیا ہے۔ جس میں مولا علی رضی اللہ عنہ کو ہر نعمت پیدا کرنے والا، مالک یوم قیامت اور انبیاء ورسل کو مبعوث کرنے والا لکھا ہے (معاذ اللہ)

یَاَ یُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْ اٰ اٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

۱۔ خطبۃ البیان

نہج الاسرار صفحہ ۱۳۶ بحوالہ بحرالمعارف اور مشارق الانوار" میں وہ ہوں جسکے پاس غیب کی کنجیاں ہیں (انا الذی عندی مفاتیح الغیب)۔ میں ہر شے کا علم رکھتا ہوں۔ (انا بکل شیئٍ علیم)۔ میں وہ ہوں جسکے ذمہ خلائق کے حسابات کئے گئے ہیں۔ میں لوگوں کی آنکھوں اور قلوب کو پھیرنے والا ہوں۔ انکی بازگشت ہماری طرف اور انکا حساب ہمارے ذمہ ہے۔ میں ہوں اسباب کا بنانے والا۔ میں ہوں بادلوں کا پیدا کرنے والا۔ میں ہوں درختوں میں پتے پیدا کرنے والا۔ میں ہوں پھلوں کا لگانے والا۔ میں ہوں چشموں کا جاری کرنے والا۔ میں ہوں زمینوں کا بچھانے والا۔ میں ہوں آسمانوں کو بلند کرنے والا۔ میں ہوں وحیِ خدا کا ترجمان۔ میں علم الٰہی کا خزانچی ہوں۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کسی قسم کا ریب نہیں۔ میں قبور سے لوگوں کو نکالنے والا اور مالکِ یوم قیامت ہوں۔ میں نے سات آسمانوں کو اپنے رب کے حکم اور اسکی قدرت سے قائم کیا۔ میں غفور ورحیم ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے عالمِ ملکوت پر نظر ڈالی اور اپنے سوا کوئی چیز نہ پائی۔ میں وہ ہوں جس نے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث کیا۔ میں نے تمام عالمین کو پیدا کیا۔ میں ہوں زمینوں کا بچھانے والا۔ میں ہوں امرِ خدا اور اسکی روح۔ میں وہ ہوں کہ خدا کے حکم سے تمام چیزوں کو تکوین کے بعد وجود میں لایا۔ میں ہی سورج کو روشنی دینے والا اور صبح کو طلوع کرنے والا اور ستاروں کو پیدا کرنے والا۔ میں قیامت برپا کروں گا۔ میں وہ ہوں کہ جسکو موت دی جائے تو نہ مروں گا اور اگر قتل کیا جاؤں تو قتل نہ ہوں گا۔ میں مومنین کی نماز و زکوٰۃ اور حج و جہاد ہوں۔ میں نشر اول و آخر کا مالک ومختار ہوں۔ میں پیدا کرنے والا ہوں اور ماداؤں کے رحموں میں صورتوں کا بنانے والا ہوں۔ میں مادر زاد اندھوں کو بینا اور مبروص کو اچھا کرتا ہوں اور جو کچھ دلوں میں ہے اس

۱۰۶

اس خطبہ کے بارے میں شیعہ حضرات لکھتے ہیں کہ یہ خطبہ ہمیشہ سے مومنین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور بنا رہا ہے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

(نساء،۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

سے واقف ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے منشاء قدرت سے ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا۔ میں ہی ملائکہ کو فرش پر بدلتا رہتا ہوں۔ میں وہ ہوں کہ اللہ نے جبرائیل اور میکائیل کو میری اطاعت کے لیے مخصوص کیا۔ میں اللہ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہوں جو اعظم و اعلیٰ ہے۔ میں ہی اولین و آخرین کو یوم قیامت اٹھاؤں گا۔ میں وہ ہوں کہ اللہ نے مجھ کو دین پر غالب کیا۔ میں ہی وہ ہوں جس کی طرف تمام امتوں کو دعوت دی گئی تا کہ میری اطاعت کریں۔ جس نے کفر کیا اور خلاف ورزی کی مسخ ہو گیا۔

پس جسکو چاہا اللہ نے میرا عارف بنایا اور جسکو نہ چاہا نہ بنایا۔ میں سبزی (یعنی ملکوت) میں کھڑا ہوں جہاں روحیں حرکت کرتی ہیں۔ وہاں میرے سوا کوئی سانس لینے والا نہ تھا۔ میں اللہ کی آیت۔ اللہ کی حجت اور اللہ کا امین ہوں۔ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور میں پیدا کرتا ہوں اور رزق دیتا ہوں اور میں سنتا ہوں اور ہر چیز کا عالم ہوں اور ہر چیز کو دیکھتا ہوں۔ میں وہ ہوں جسکی مثل کوئی شے نہیں۔ میں ہوں چیزوں کا ظاہر کرنے والا جس طرح چاہوں۔ میں وہ ہوں جسکی معرفت کے بغیر کسی عمل کرنے والے کا عمل بیکار ہے۔ میں خدا کی آیات کبریٰ ہوں۔ میں وہ ہوں جسکی ولایت کا ہزار امتوں نے انکار کیا تھا پس اللہ نے انھیں مسخ کر دیا۔ میں وہ ہوں جسکا ذکر زمانے سے پہلے کیا گیا اور آخری زمانے میں خروج کروں گا۔ میں وہ ہوں جسکے پاس اللہ کے اسماء اعظم سے بہتر ۷۲ اسماء ہیں۔ میں ہوں کعبہ اور بیت الحرام اور بیت العتیق۔ میں وہ ہوں جس پر کسی نام یا شبہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ سوائے خدائے علی و عظیم کے کوئی قوت نہیں۔ اللہ کی رحمت نازل ہو محمدؐ اور انکی آلؑ پر۔ تمام حمد اللہ کیلئے ہے جو پالنے والا ہے تمام عالمین کا"۔

مولائے کائنات کا یہ عظیم الشان خطبہ ہمیشہ سے مومنین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور بنا رہا ہے۔ یہ اسرار و رموز ولایت کا ایسا سمندر ہے جس

۱۰۷

☆ مسلمانو! ذرا سوچو کیا ایسا خدائی دعویٰ والا خطبہ مولا علی رضی اللہ عنہ کبھی دے سکتے ہیں جو کہ صرف اور صرف شیعہ حضرات کی کتابوں میں ملتا ہے

دوسری جانب شیعہ حضرات کی مستند کتاب ''حق الیقین'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ منکر نکیر صرف کافر کے پاس قبر میں آئیں گے۔ مومنین کی قبر میں دو فرشتے ''مبشر اور بشیر'' آئیں گے،

عقائد کے معاملے میں اتنا بڑا تضاد کیوں؟

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید ماقر نثار زیدی

آگ کا گرز ہوگا۔ آواز ایسی ہوگی جیسے بجلی کی کڑک جسے سن کر صاحب قبر وہ سب کچھ بھول جائے گا جو تلقین کرنے والوں نے بتایا تھا۔

یہ سب کچھ اسی غلط تصور کا شاخسانہ ہے کہ قبر کی کیفیات ہر شخص کے لئے ایک جیسی ہونگی۔ ہر شخص کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ منکر نکیر صرف کافر کے پاس آئیں گے۔ مومن کے پاس نہیں۔ مومنین سے سوال کرنے کے لئے جو دو فرشتے آتے ہیں وہ ''مبشر'' اور ''بشیر'' ہیں۔ (حق الیقین ج ۲ صفحہ ۶۹)۔

چوتھا مقدمہ

قیامت کا چوتھا مقدمہ برزخ ہے۔ برزخ موت کے وقت سے لے کر قیامت تک کے وقفے کو کہتے ہیں۔ اعمال کا تعلق اسی برزخ سے ہے۔ قیامت سے اعمال ظاہرہ کا کوئی تعلق ہے ہی نہیں جیسا کہ ہم ثابت کریں گے۔ لہٰذا اگر اعمال کی صحیح سمت متعین کرنا ہے تو آدمی کو چاہئے کہ برزخ کے بارے میں غور کرے کہ نیک اعمال ساتھ نہ ہونے سے وہاں کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں گی۔ اور یہ کوئی مختصری مدت ہے بھی نہیں بلکہ ایک طویل مدت ہے لہٰذا آدمی کو سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہئے اور نیک اعمال کا ذخیرہ لے کر ہی برزخ میں قدم رکھنا چاہئے۔ اعمال نیک کی بجا آوری اور اعمال بد سے پرہیز ہی عالم برزخ میں امن و آرام و سکون مہیا کر سکتے ہیں۔ ائمہ نے آخرت کے بارے میں ہمیں اطمینان دلایا ہے۔ برزخ کے بارے میں نہیں۔ یہاں ہمیں خود ہی بھگتنا ہے۔ ہم تک برزخ کی تفصیلات نہیں پہنچیں یا ہم ان تک نہیں پہنچ پائے اس لئے فی الحال اسکی تفصیلات بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ انسان کی ظاہری ہیئت کے بارے میں اتنا جانتے ہیں کہ مومنین کی روحیں انھی بدنوں کے شکل ہونگی جو وہ دنیا میں رکھتے ہونگے۔ وہ آپس میں ملاقاتیں کریں گے۔ علامہ مجلسی حق الیقین ج ۲ صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں۔ ''بہت سی حدیثوں میں مذکور ہے کہ روح بدن سے علیحدہ ہونے کے بعد ایک لطیف دنیا کے بدن کے مانند بدن میں نیا تعلق حاصل کرتی

شیعہ حضرات نے اس کتاب میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا علم مولا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں صرف قطرہ اور ذرہ ہے

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

امور کا والی بنایا ہے۔

۲۸۔ پس وہی اللہ کے پوشیدہ راز ہیں اور اسکے اولیاء مقرب ہیں اور کاف ونون کے درمیان اسکے امر ہیں بلکہ وہی کاف ونون ہیں۔

۲۹۔ تمام انبیاءؑ کا علم انکے علم کے مقابلے میں اور تمام اوصیاء کا راز انکے راز کے مقابل اور تمام اولیاء کی عزت انکی عزت کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے سمندر کے مقابلے میں قطرہ اور صحرا کے مقابلے میں ایک ذرہ۔

۳۰۔ تمام زمین وآسمان امام کے نزدیک اسکے ہاتھ اور ہتھیلی کے مانند ہیں۔ وہ اسکے ظاہر وباطن کو پہچانتا ہے اور نیک وبد کو جانتا ہے۔

۳۱۔ وہ ہر رطب ویابس کا عالم ہے۔ جو اس بات سے انکار کرے وہ بد بخت اور ملعون ہے۔ اس پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

۳۲۔ بہ تحقیق کہ آلِ محمدؐ کی شان میں ایک ایک لفظ ستر ستر توجیہیں رکھتا ہے اور سب کے لئے ذکرِ حکیم اور کتاب کریم اور کلام قدیم میں ایک آیت ضرور موجود ہے (یعنی ہر لفظ کے لئے ایک آیت ضرور موجود ہے) جس میں صورت۔ آنکھ۔ ہاتھ اور پہلو کا ذکر ہے۔ پس ان سب سے مراد یہی ولی ہے کیونکہ وہ جنب اللہ۔ وجہ اللہ یعنی حق اللہ وعلم اللہ۔ عین اللہ اور ید اللہ ہے۔

۳۳۔ گویا کہ انکا ظاہر صفات ظاہرہ کا باطن ہے (یعنی اللہ کی جتنی بھی صفاتِ ظاہرہ ہیں ان سب کی حقیقت امام ہوتا ہے) اور انکا باطن صفات باطنی کا ظاہر ہے (یعنی باطنِ امامت صفاتِ وحدت کا حامل ہوتا ہے)۔ پس وہ باطن

شیعہ حضرات کا عقیدہ: عرش قائم نہ ہوا جب تک اس پر نور سے "لا الہ الا اللہ" محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ نہ لکھا گیا

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

کے ظاہر اور ظاہر کے باطن ہیں۔

۳۴۔ وہ مبداء و منتہائے وجود اور غایت وقدرت پروردگار اور اسکی مشیت ہیں اور یہی ام الکتاب اور خاتمۃ الکتاب اور اسکی دلالت اور وحی کے خزانہ دار و محافظ ہیں (یعنی وحی انہی سے جاری ہوتی ہے جیسا کہ سورۂ شوریٰ ۵۱ میں ارشاد ہوتا ہے" اور کسی بشر کے لئے یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ اس سے کلام کرے سوائے وحی کے یا "حجاب" کے پیچھے سے یا کوئی رسول بھیجتا ہے پس وہ اسکے اذن سے جو وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ یقیناً وہ علی حکیم ہے) اور اسکے ذکر کے امین و مترجم اور معدنِ تنزیل ہیں (یعنی جو کچھ بھی نازل ہوتا ہے انہی کے وسیلے سے ہوتا ہے)۔

۳۵۔ یہی وہ اسرار الٰہی ہیں جو صورتِ بشریہ میں ودیعت کیے گئے ہیں۔

۳۶۔ اسکے نام پتھروں پر۔ درختوں کے پتوں پر۔ پرندوں کے پروں پر۔ جنت وجہنم کے دروازوں پر۔ عرش اور آسمانوں پر۔ فرشتوں کے بازوؤں پر اور حجاب ہائے عظمت وجلال الٰہی پر اور عز وجمال الٰہی کے سراپردوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ انہی کے نام سے پرندے تسبیح کرتے ہیں اور اسکے شیعوں کے لئے مچھلیاں سمندر میں استغفار کرتی ہیں۔

۳۷۔ اللہ نے اپنی مخلوق کو پیدا نہیں کیا جب تک اس سے اپنی وحدانیت اور اس ذریتِ ذکیہ کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے برات کا عہد نہ لے لیا۔ اور عرش قائم نہ ہوا جب تک کہ اس پر نور سے "لا الٰہ الا اللہ۔ محمد الرسول اللہ۔ علی" ولی اللہ "نہ لکھا گیا۔

شیعہ حضرات کی اس کتاب میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی شان اس قدر بیان کی گئی کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو مالک الملک لکھا، تمام انبیاء ورسل کو مولا علی رضی اللہ عنہ کا تعارف کرانے کے لئے بھیجا گیا، دنیا کے آغاز پر تمام عالم ملکوت سے مولا علی کو سجدہ کرایا گیا تھا اور اختتام پر بھی سجدہ کرایا جائے گا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(نساء۔۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

شان ولایت ۔ قیامت

جناب امیرؑ نے ایک بار حضرت سلمانؓ سے کہا تھا۔ "اے سلمان! میں کیا ہوں یہ تم کو اس وقت معلوم ہوگا جب تم محشر میں آؤ گے"۔ روز قیامت ہی وہ دن ہے جب حجابات اٹھا دیے جائیں گے اور ہر شخص جان لے گا کہ جس کا میثاق روز الست لیا گیا۔ جسکو توحید مجسم بنا کر بھیجا گیا اور ہم پر واجب قرار دیا گیا کہ اسکی معرفت حاصل کر کے موحد بنیں۔ جسکے وجود کا گواہ کائنات کے ذرے ذرے کو بنایا گیا۔ جسکا تعارف کرانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کا سلسلہ جاری کیا گیا وہ کون تھا۔ جسکو دنیا کے آغاز پر تمام عالم ملکوت سے سجدہ کرایا گیا تھا دنیا کے اختتام پر بھی اسی کو سجدہ کرایا جائے گا مگر اس شان سے کہ آنکھیں خیرہ ہو رہی ہوں گی مگر سر کے ساتھ ساتھ دل بھی جھکتے چلے جائیں گے اور تب ہی یہ بھید کھلے گا کہ دنیا میں لوگ جسکو خدا سمجھتے رہے وہ تو یہ ہے جسکے سر پر تاج ولایت چمک رہا ہے اور پورا عرصہ محشر اسکی چکا چوند سے جگمگا رہا ہے۔ لہٰذا مانو کہ علی مظہر تامہ وحدت ہے۔ علی خالق کل اور مقصد کائنات ہے۔ علی ہی مالک الملک ہے جسکی بادشاہت ازل سے ابد تک پھیلی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کا بھی حکمران ہے اور آخرت کا بھی شہنشاہ ہے۔ اسی کی جنبش ابرو پر جنت و جہنم تقسیم ہوتے ہیں لہٰذا مانوس کرو خود کو علی سے اور اسکی عظمتوں سے تاکہ میدان حشر تمھارے لئے جشن گاہ بن جائے۔ حیف ہے اس شخص پر جس نے زندگی بھر اپنی عبادتوں پر بھروسہ کیا اور عبادت حقیقی و وجودی سے غافل رہا۔

قیامت کے بارے میں جو کچھ عرض کیا گیا اس سے مومنین کے دلوں کو یقیناً ٹھنڈک پہنچی ہوگی لیکن ستم یہ ہے کہ اسی قیامت کو ایک ایسی ڈراؤنی اور بھیانک چیز بنا دیا گیا ہے جسکے ذریعے ہر خاص و عام کو خوف زدہ کرنے کا کام لیا

۲۳۳

شیعہ حضرات کا عقیدہ: سفرِ آخرت کا پہلا سوال موت کے وقت کیا جاتا ہے اور وہ سوال ولایت علی کے متعلق ہوتا ہے۔ موت کے وقت مومن کو پنجتن پاک کے سامنے تین شہادتیں دینی پڑتی ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
(نساء ۱۳۶)
(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

(مومن) بہ توفیق کہے گا کہ وہ کیا ہے؟ فرشتہ کہے گا کہ "وہ ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے"۔

۴۔ حق الیقین (اردو) ج ۲ صفحہ ۶۵۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔
"جب مومن کا وقت ہوتا ہے تو اسکے پاس رسولؐ خدا۔ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ آتے ہیں اور اسکے ساتھ مقرب فرشتے ہوتے ہیں۔ اس وقت اگر خدا نے اسکی زبان کو توحید الٰہی و نبوت و رسالت اور اہلِ بیت کی ولایت کی شہادت کے لئے گویا کیا تو وہ رسولِ خدا اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اسکے مقرب فرشتوں کے لئے گواہی دیتا ہے اور اگر اسکی زبان بند ہوئی تو اللہ چونکہ اسکے دل کے عقائد کو جانتا ہے اس لئے اپنے پیغمبر کو مخصوص کرتا ہے کہ آنحضرتؐ اسکی طرف سے شہادت دیں"۔

۵۔ حق الیقین (اردو) ج ۲ صفحہ ۶۷۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔
"جو شخص تم میں سے ہماری ولایت کے اعتقاد پر مرتا ہے وہ شہید ہے اگرچہ اپنے بسترِ خواب پر مرے"۔ اس حدیث کی وضاحت انشاء اللہ پانچویں مقدمے میں آئے گی۔

مندرجہ بالا احادیث سے چند قیمتی نتائج حاصل ہوتے ہیں:۔

۱۔ مومن کی روح قبض کرنے کے لئے فرشتگانِ رحمت آتے ہیں اور کافر کے لئے فرشتگانِ عذاب۔

۲۔ سفرِ آخرت کا پہلا سوال موت کے وقت کیا جاتا ہے اور وہ سوال ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے متعلق ہوتا ہے۔

۳۔ موت کے وقت مومن کو پنجتنؑ پاک کے سامنے تین شہادتیں دینی پڑتی ہیں۔

۴۔ ان شہادات کا تعلق دل کے اعتقاد سے ہے نہ کہ رٹنے رٹانے

شیعہ حضرات کا عقیدہ: چار حرمت والے مہینوں سے مراد مولا علی، امام حسن، امام حسین اور امام مہدی رضی اللہ عنہما ہیں

یَآ یُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡآ اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ

(نساء ۱۳٦)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

سے سلسلۂ تکوین جاری ہوا ہے انہی بارہ کا نام دین قیم ہے۔

اب آپ مجھے ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک کوئی قوم۔ کوئی ملت۔ کوئی امت۔ کوئی خطہ۔ کوئی علاقہ ایسا بتا دیجئے کہ جس کے کیلنڈر میں مہینوں کی تعداد بارہ سے کم یا زیادہ ہو۔ اگر انہی ظاہری مہینوں کو پکا دین مانا گیا تو ہر مذہب وملت وقوم وقبیلہ کے لئے پکا دین ثابت ہوتا ہے کیونکہ مہینوں کی تعداد ہر ایک کے کیلنڈر میں بارہ ہی ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ان بارہ مہینوں سے مراد جو پکا دین ہیں یہ ظاہری مہینے نہیں بلکہ کوئی اور بارہ ہیں اور ہمارے لئے ان بارہ کو جاننے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہم اس سلسلے میں معصومؑ کی طرف رجوع کریں۔

مناقب ابن شہر آشوب (اردو) ج ۱ صفحہ ۲۳۹۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "چار حرمت والے مہینوں سے مراد علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور قائمؑ ہیں (کیونکہ یہ چاروں صاحب سیف ہیں) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دین قیم کا ذکر کیا ہے جس کا اختیار کرنا واجب اور ترک کرنا کفر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مہینوں اور سالوں کی معرفت ماہِ رمضان اور ذی الحجہ کے سوا واجب نہیں اور جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ اسے مہینوں اور سالوں کی معرفت نہیں تھی تو وہ قابلِ مذمت نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ائمہؑ کی معرفت کے بغیر مر گیا تو جاہلیت کی موت مرے گا"۔

اسی پکے دین کا ذکر اللہ نے سورۂ روم ۳۰ میں یوں فرمایا ہے کہ خود رسولؐ کو تاکید کی ہے کہ وہ اپنا رخ اسی پکے دین کی طرف کئے رہیں۔ ارشاد ہوتا ہے "پس (اے رسولؐ) تم خالص دل سے دین کی طرف اپنا رخ کئے رہو۔ یہی اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی دین قیم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

۱۸۷

☆ جبکہ اسلامی عقائد کے مطابق حرمت والے مہینوں سے مراد رجب المرجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں

شیعہ حضرات کا عقیدہ: حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت علی سے حسد کیا تھا

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْ آ اٰ مِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

عہد لیا۔

۲۔اس عہد کے بارے میں ہر نبی سے سوال کیا جائے گا۔

۳۔اس عہد سے روگردانی کرنے والے پر کفر کا فتویٰ لگا ہوا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاءؑ کو جس معیار پر جانچا جائے گا وہ امور شرعی نہیں بلکہ کوئی پکا عہد و میثاق ہے۔ ضرورت صرف یہ جاننے کی ہے کہ یہ کون سا عہد تھا۔

انوار نجف ج ۱۱ صفحہ ۱۶۱۔۱۶۲۔ تفسیر قمی ج ۲۔ تفسیر صافی۔ تفسیر برہان اور دیگر تمام تفاسیر میں اس آیت کے بارے میں قولِ معصومؑ موجود ہے کہ" یہ میثاق جس میں ہمارے رسول بھی شامل ہیں یہ ولایت علیؑ اور تمام ائمۂ طاہرین کا عہد لیا گیا تھا"۔ (اکمال الدین بولایت امیر المومنین صفحہ ۳۸۱)۔ اسی طرح شہادت ولایت علیؑ صفحہ ۹۶ پر امام محمد باقرؑ کی یہ حدیث موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا۔

"خدا نے انبیاءؑ سے ولایت علیؑ کا میثاق لیا تھا"۔

اصول کافی میں یہ روایت موجود ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ وہ کون سا شجر تھا جسکے بارے میں آدمؑ کے لئے ممانعت وارد ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا۔ "وہ شجر حسد تھا"۔ راوی نے پوچھا "آدمؑ نے کس سے حسد کیا تھا؟" آپ نے جواب دیا۔ "آدمؑ نے علیؑ سے حسد کیا تھا۔ انکے دل میں یہ خیال گذرا تھا کہ کاش میں بھی عالین میں سے ہوتا یا پھر عالین بھی مجھے سجدہ کرتے"۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ علیؑ کی برابری کا گمان بھی دل میں گذر جانا انبیاءؑ کے لئے معصیت کا درجہ رکھتا ہے۔

دلیل قاطع

اب ہم ایک ایسی دلیل پیش کرتے ہیں جس کے بعد کوئی حجت باقی نہیں رہتی اور بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ مناقب ابن شہر آشوب (اردو) ج ۲ صفحہ ۳۱۰۔

۱۷۶

عبارت : حضرت آدم نے علی سے حسد کیا تھا۔ ان کے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ کاش میں بھی عالین میں سے ہوتا یا پھر عالین بھی مجھے سجدہ کرتے۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ علی کی برابری کا گمان بھی دل میں گزر جانا انبیاء کیلئے معصیت کا درجہ رکھتا ہے (معاذ اللہ)

شیعہ حضرات کا عقیدہ: جس نے مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا انکار کیا، اُس نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کیا

یٰأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

وحدت کا نام ہے۔ پروردگار عالم نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا ہے "کنت کنزاً مخفیاً"۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ لہٰذا وحدت مقام خفی ہے جس تک رسائی محال ہے کیونکہ خود اللہ نے اسے مخفی کہا ہے۔ یہ "کنزاً مخفیا" جب مقام ظہور پر آتا ہے تو ولایت کہلاتا ہے اور یہ خفی جب لباسِ جلی میں آتا ہے تو علیؑ کہلاتا ہے۔ اسلئے کتاب سلیم بن قیس صفحہ ۱۷۲ پر رسول اللہ کا ارشاد ہے۔ "اے علیؑ جس نے تمھاری ولایت کا انکار کیا اس نے اللہ کی ربوبیت کا انکار کیا"۔ اللہ کی تمام صفات تحتِ ولایت ہیں اور ہر صفت اپنے وجود میں محتاج ولایت ہے۔ ولی وہ خلیفۃ اللہ علی الاطلاق ہے جس کی حکومت اللہ کے سوا ہر شے پر جاری ہے اور کوئی شے اسکے دائرۂ اطاعت سے باہر نہیں۔ اسی اقتدار مطلقہ کا نام ولایت مطلقہ ہے۔ تمام نبوتیں اور رسالتیں اسی ولایتِ مطلقہ کے ماتحت ہیں۔ ولایت پر قلم اٹھانا اپنے عجز و جہالت کا اعتراف کرنا ہے اور اگر خود اللہ کا ولی مطلق کچھ توفیق دے بھی دے تو ایسے دل نہیں ملتے جو ان حقائق کو برداشت کر سکیں۔ امور اسراریہ مخفویہ باطنیہ کا نہ تو سمجھنا آسان ہے اور نہ ہی ان سے حجاب اٹھانا آسان ہے اور نہ ہی پردہ اٹھانے کی اجازت ہے۔

ہم تری مدح کے آداب کہاں جانتے ہیں
ہم تو گونگے ہیں اشاروں کی زباں جانتے ہیں

ابوذرؓ عارف مستبصر اور اسرار ولایت کے حامل اور حضرت سلمانؓ کے دینی بھائی تھے لیکن اسکے باوجود حضرت سلمانؓ اس مقام پر پہنچے ہوئے تھے جو حضرت ابوذرؓ کی قوتِ برداشت سے باہر تھا اسلئے جس سے فضائلِ ولایت برداشت نہ ہو سکیں اسکو جبرئیل کی طرح اعترافِ عجز کر لینا چاہیے نہ کہ اپنی علمیت کی لاج رکھنے کے لیے ان فضائل کا انکار کر دیا جائے۔ آنجنابؑ ستر ہزار حجابات سے گذر کر عالم بشریت میں تشریف لائے تھے اسکے باوجود بھی ان پر خدائی کا گمان

شیعہ حضرات کا عقیدہ: جبرئیل علیہ السلام جب بھی خالق بے مثل کی جانب سے نازل ہوتے تھے تو آتے تو محمد ﷺ کے پاس تھے لیکن ان کے آنے کا مقصد و مقصود مولا علی رضی اللہ عنہ ہوتے تھے

یَا یُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوۤا اٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

آیا ہر وحی جبرئیل ہی لایا کرتے تھے یا یہ کہ صرف وہی وحی لاتے تھے جو ولایت علیؑ سے متعلق ہوتی تھی۔

۲۔ شعراء ۱۹۳۔۱۹۴۔ ''روح الامین (جبرئیل) اسے صاف عربی زبان میں لیکر تمھارے قلب پر اترا ہے تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ''۔ کافی اور البصائر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جو کچھ لے کر آتے تھے اس سے مراد حضرت امیرؑ المومنین کی ولایت ہے۔ تفسیر قمی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ولایت امیرؑ المومنین ہے جو خم غدیر کے دن نازل ہوئی۔ اسی مفہوم کو شمس تبریزؒ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

جبرئیل چو آمد ز بر خالق بے چوں
در پیش محمدؐ شد و مقصود علیؑ بود

یعنی جبرئیل جب بھی خالق بے مثل کی جانب سے نازل ہوتے تھے تو آتے تو محمدؐ کے پاس تھے لیکن انکے آنے کا مقصد و مقصود علیؑ ہوتے تھے۔

حق

قرآن میں ولایت کا ایک نام حق بھی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوگا۔ ۱۔ سبا ۶۔ ''اور جو لوگ علم دئے گئے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تیری طرف نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے......الخ''
تفسیر صافی صفحہ ۴۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہاں ''حق'' سے مراد جناب امیرؑ المومنین ہیں۔

۲۔ محمدؐ ۲۔۳۔ ''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمدؐ پر نازل کیا گیا اور وہ انکے پروردگار کی طرف سے حق ہے اس نے ان سے انکی برائیاں دور کر دیں اور انکا حال اچھا کر دیا اس لیے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انھوں نے باطل کی پیروی کی اسطرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے

شیعہ حضرات کا عقیدہ: بسم اللہ سے مراد علی رضی اللہ عنہ ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

" بِبِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ أَسْتَدْفِعُ كُلَّ مَكْرُوهٍ......الخ"

ترجمہ:۔ "بسم اللہ کے واسطے سے جو تمام ناموں سے بہتر نام ہے (وہ) بسم اللہ جو زمین و آسمان کا رب ہے۔ میں تمام ناپسندیدہ (مکروہ) چیزوں کا دفعیہ چاہتا ہوں"۔

یہاں سے پتہ چلا کہ "بسم اللہ" ایک شخصیت کا نام ہے جو زمین و آسمان کا رب ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ "بسم اللہ" اللہ نہیں ہے بلکہ اسکی ذات کا غیر ہے کیونکہ اللہ کو اس "بسم اللہ" کا واسطہ دیا جا رہا ہے۔

اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ یہ شخصیت کون ہے اور اسکے لیے ہم اصول کافی۔ کتاب توحید۔ باب ۱۵ کی پہلی حدیث پیش کرتے ہیں جس میں معصومؑ فرماتے ہیں۔

"بسم اللہ سے مراد علیؑ ہیں"

اقرار ولایت ہر مرحلے پر لیا گیا

اقرار ولایت سلسلۂ وجود پر احاطہ رکھتا ہے اور اس معاملے میں اللہ نے مخلوق کیلئے کوئی حجت نہیں چھوڑی۔

پہلا موقعہ وہ تھا جب سلسلۂ وجود کی ابتدا ہوئی جس کے بارے میں معصومؑ فرماتے ہیں۔ "روز الست ولایت کے اقرار کی بہت تاکید تھی"۔ (اصول کافی۔ کتاب توحید۔ باب ۲۰۔ حدیث ۷)۔ یعنی وجود کی ابتداہی اقرار ولایت سے ہوئی۔

دوسرا موقعہ وہ تھا جب آپ لباس بشریت میں زمین پر تشریف لائے۔ ساری دنیا اپنے آپ کو زمین کا بیٹا کہتی ہے لیکن یہ آنے والا زمین کا بیٹا نہیں بلکہ زمین کا باپ (ابوتراب) تھا۔ جو اقتباس ہم پیش کرنے جا رہے ہیں وہ ہم نے مناقب ابن شہر آشوب (اردو) ج ۱ صفحہ ۳۲۱ سے اخذ کیا ہے۔

شیعہ حضرات کا عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو وہ علم دیا جو انبیاء سے بھی پوشیدہ رکھا ہے، سوائے رسول اللہ ﷺ کے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

جا چکا کہ برزخ کبریٰ اور حجاب اکبر کوئی نہیں سوائے ذات علیؑ ابن ابی طالبؑ کے۔

میں ہی عابد و معبود ہوں

اللہ کی ہر صفت ایک مظہر چاہتی ہے ورنہ اسکی معرفت نہ ہو سکے گی۔ معبودیت بھی ایک صفت ہے جسکا مظہر ہونا لازمی ہے۔ یہ مظہر اللہ کا غیر ہوگا مگر اسکے سر پر جلال معبودیت کا پرچم لہراتا ہوگا۔ وہ بندہ ہوگا مگر اس پر خدائی کا گمان گذرے گا۔ اسی حقیقت کو میرے مولا نے بیان فرمایا ہے کہ میں مظہر معبود ضرور ہوں لیکن معبود حقیقی نہیں ہوں کیونکہ میں خود کسی کی عبادت کرتا ہوں اور میں عبدیت کی اس منزل پر ہوں جہاں عبد و معبود میں تمیز کرنا محال ابدی ہے۔

میں ہی صاحب کتاب و قوس (قاب قوسین) ہوں

یہ معراج رسول کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ نے سورۂ نجم میں ارشاد فرمایا تھا کہ ہم اپنے بندے کو اس لیے لے گئے تھے کہ اسے اپنی آیات میں سے سب سے بڑی آیت یعنی آیت کبریٰ دکھائیں۔ جناب امیرؑ کے ارشاد سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ آیت کون تھا۔

۳۔ خطبۃ التطنجیہ

نہج الاسرار ج ۱ صفحہ ۱۴۴ بحوالہ بحر العارف۔ مشارق الانوار" بیشک میں ان عجائبات خلق خدا کو جانتا ہوں جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بیشک میرے لیے پردے اٹھا دئے گئے اور میں نے معرفت حاصل کی اور میرے رب نے مجھے تعلیم دی اور میں نے اس سے سیکھا۔ آگاہ ہو جاؤ۔ یاد رکھو اور تنگ دل نہ ہو اور مت گھبراؤ۔ اگر تم سے مجھے خوف نہ ہوتا کہ تم کہو گے کہ علیؑ کو جنون ہو گیا ہے یا وہ حق سے ہٹ گیا ہے تو میں اس علم کے ذریعے جو میرے رب نے مجھے عنایت فرمایا ہے تم کو جو کچھ واقعات گذر چکے ہیں اور گذر رہے ہیں اور قیامت تک

شیعہ حضرات کا عقیدہ: مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا علم انبیاء کرام کو دیا اور انبیاء کرام نے اپنا علم مولا علی رضی اللہ عنہ کو دیا

یَاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

(نساء۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

گذرنے والا ہے سب سنا دیتا۔ یہ وہ علم ہے جسے خدا نے تمام انبیاء سے بھی پوشیدہ رکھا ہے سوائے تمھارے نبی کے۔ پس میں نے اپنا علم انکو دیا اور انھوں نے اپنا علم مجھ کو دیا۔ بیشک میں جانتا ہوں کہ فردوسِ اعلیٰ کے اوپر کیا ہے اور ساتویں طبق کے نیچے کیا ہے۔ یہ سب علمِ احاطی سے جانتا ہوں نہ کہ علمِ اخباری سے۔ میں اوّل ہوں میں آخر ہوں۔ میں ہی ظاہر ہوں اور میں باطن ہوں۔ میں عالمِ اوّل کا مدبّر تھا جبکہ نہ یہ تمھارے آسمان تھے اور نہ یہ زمین۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے ضعیف الایمان لوگ کہتے ہیں کہ جان لو علیؑ ابن ابی طالبؑ اپنے لیے کیا دعویٰ کرتے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ اور خوش ہو کہ کل روزِ قیامت مخلوق کے معاملات حکمِ رب سے میرے سپرد رہیں گے۔ پس جو کچھ میں نے کہا ہے اسکو بڑی بات نہ سمجھو۔ میں خدائے علیم وحکیم کے حکم سے اقالیمِ عالم کا جاننے والا ہوں۔ میں ہی وہ کلمۃ اللہ ہوں، جس سے تمام امور مکمل ہوتے ہیں اور ادوارِ زمانہ چلے ہیں۔ گویا میں منافقین کو دیکھتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ علیؑ نے اپنے لیے ربوبیت کی نص قرار دی ہے۔ خبردار ایسی گواہی دو جو وقتِ ضرورت تم سے پوچھی جائے گی۔ بیشک علیؑ ایک نورِ مخلوق اور رزق پانے والا بندہ ہے۔ جو اسکے خلاف کہے گا اس پر خدا کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے"۔

۴۔ خطبۂ نورانیہ

اس خطبہ کا شمار جناب امیرؑ کے مشہور ترین خطبات میں ہوتا ہے اور یہ اکثر کتب معتبرۂ شیعہ میں پایا جاتا ہے۔ ہم اسے "العلیّ سلطاناً نصیراً" کے صفحہ ۱۱۸ سے اخذ کر رہے ہیں۔ انھوں نے اسے البرہان جلد ۱۴ مضمون "معرفۃ الائمۃ بالنورانیۃ" از مولوی نبی بخش مشہدی سے نقل کیا ہے۔ ہم نے گذشتہ تین خطبات کا خلاصہ پیش کیا تھا لیکن یہ خطبہ چونکہ اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں حصولِ معرفتِ نورانیہ کیلئے مومنین کی تربیت کی گئی ہے اس لیے ہم مومنین کی ضرورت سمجھتے ہوئے پورا خطبہ نقل کر رہے ہیں۔ مولوی نبی

۱۱۴

قبر کے سوالات کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد ونظریات انہی کی کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

سوال کس سے ہوگا؟

نہج الاسرار ج ۲ صفحہ ۳۸۰۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ "قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا مگر اس سے جو خالص مومن ہوگا یا خالص کافر ہوگا"۔ راوی نے عرض کیا۔ "دوسروں کے متعلق کیا ہوگا؟" فرمایا۔ "انھیں بالکل مہمل چھوڑ دیا جائے گا"۔

مومن اور کافر کے درمیان جو طبقہ ہے اسے ذہن میں محفوظ رکھئے کیونکہ قیامت میں جو کچھ ہوگا اسکا براہ راست تعلق اسی طبقے سے ہے۔

سوال کیا کیا جائے گا؟

۱۔ فروع کافی ۔ کتاب جنائز۔ باب ۸۶۔ حدیث ۹۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس سے عقیدے کا سوال ہوتا ہے۔ اگر عقیدہ صحیح ثابت ہوتا ہے تو قبر کو بقدر سات ہاتھ کشادہ کیا جاتا ہے اور جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ سکون کے ساتھ دلہنوں کی طرح سو رہو"۔

۲۔ اسی باب کی حدیث ۸ میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "قبر میں محض ایمان اور محض کفر کے متعلق پوچھا جاتا ہے اور باقی باتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر امام زمانہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے"۔

۳۔ حق الیقین ج ۲ صفحہ ۵۷۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا۔ "قبر میں اور آخرت میں جو کچھ اس سے سوال کیا جاتا ہے وہ عقائد ایمان کا سوال ہوتا ہے۔ خصوصاً ائمہ کی امامت کا سوال"۔ اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ قبر میں ولایت علی ابن ابی طالبؑ کا سوال کرتے ہیں۔

سوال کرنے والے کون ہونگے؟

اگر کسی شیعہ بچے سے بھی یہ سوال کیا جائے تو وہ فوراً جواب دے گا کہ "منکر نکیر"۔ جن کے لمبے لمبے بال ہونگے۔ آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ ہونگی۔ ہاتھ میں

۲۳۲

☆ شیعہ مولوی لکھتا ہے کہ قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا مگر اس سے جو خالص مومن ہوگا یا خالص کافر ہوگا۔ دوسروں کو بالکل مہمل چھوڑ دیا جائے گا جبکہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ قبر میں ہر شخص سے تین سوالات کیے جائیں گے۔

☆ شیعہ مولوی لکھتا ہے کہ قبر میں محض ایمان کفر کے متعلق پوچھا جاتا ہے اور باقی باتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر امام زمانہ (امام مہدی) کے بارے میں (قبر میں) پوچھا جائے گا

شیعہ حضرات کا عقیدہ: امام مہدی علیہ السلام انبیاء و رسل سے بھی زیادہ علم کو پھیلائیں گے، عبارت ملاحظہ فرمائیں

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(نساء ۱۳۶)

(اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولؐ پر)

کشف العقائد

شیعہ عقائد کے موضوع پر متنازعہ امور سے پاک تحریر

سید باقر نثار زیدی

امام زمانہ پر ایک کتاب جدید اور شریعت جدید نازل ہوگی

یہ کل پانچ احادیث ہیں جو تمام بحار الانوار کی مختلف جلدوں سے اخذ کی گئی ہیں:۔

۱۔ جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۹۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکن و مقام کے درمیان لوگوں سے کتاب جدید پر بیعت لے رہا ہے"۔

۲۔ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۳۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک امر جدید و کتاب جدید اور سلطانِ جدید کے لئے بجکم و اعلانِ آسمانی لوگ بیعت کر رہے ہیں"۔

۳۔ جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۷۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "علم ۲۷ حروف پر مشتمل ہے۔ تمام انبیاء اور رسل جو کچھ لائے وہ صرف دو حروف ہیں اور تمام لوگ دو حروف سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ جب امام قائمؑ ظہور کریں گے تو باقی ۲۵ حروف کو ظاہر کریں گے اور اسے دو حرفوں میں ملا دیں گے اور پورے ۲۷ حروف کے علم کو پھیلائیں گے"۔

۴۔ جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۳۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "جب امام قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو جس طرح حضرت رسولؐ اللہ نے ابتدائے اسلام میں جدید احکامات جاری کئے تھے آپ بھی اسی طرح جدید احکام بیان کریں گے"۔

۵۔ جلد ۷ صفحہ ۱۱۷۔ ایک راہب نے امام موسیٰ کاظمؑ سے مختلف سوالات کئے جنکے شافی جوابات پا کر وہ اسلام لے آیا۔ ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ "وہ آٹھ حروف بتائیں جن میں سے چار تو زمین میں ظاہر ہوئے اور چار ہوا میں معلق رہ گئے۔ یہ بتایئے کہ وہ چار جو ہوا میں معلق رہ گئے وہ پھر کس پر نازل ہوئے اور ان حروف کی تفسیر کون کرے گا؟"۔ آپ نے فرمایا۔ "وہ ہمارے قائم آلِ محمدؐ ہونگے جن پر وہ چار حروف نازل ہونگے اور وہی انکی تفسیر

☆**اصل عبارت**: علم 27 حروف پر مشتمل ہے۔ تمام انبیاء اور رسل جو کچھ لائے وہ صرف دو حروف ہیں اور تمام لوگ دو حروف سے زیادہ کچھ نہیں جانتے، جب امام قائم (امام مہدی) ظہور کریں گے تو باقی 25 حروف کو ظاہر کریں گے اور اسے دو حرفوں میں ملا دیں گے اور پورے 27 حروف کے علم کو پھیلائیں گے۔

شیعہ حضرات کے ترجمہ قرآن وحاشیہ سے شیعہ عقیدہ کا ثبوت مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے بارے میں ان سے قبروں میں سوال ہوگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

القرآن الکریم

بلاغ القرآن

ترجمہ وحواشی

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محسن علی نجفی مدظلہ العالی

ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ (لاہور)

۸۰۱   النبا ۷۸

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
تَّقِيْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝
كِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ
مَلُوْنَ ۝
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝
يْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ
جْرِمُوْنَ ۝
يْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا
يَرْكَعُوْنَ ۝
يْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
بِاَیِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝
عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝
الَّذِیْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝
كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝
ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝
وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝

۴۰۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔
۴۱۔ تقویٰ اختیار کرنے والے یقیناً سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔
۴۲۔ اور ان پھلوں میں جن کی وہ خواہش کریں گے۔
۴۳۔ اب تم اپنے اعمال کے صلے میں خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو۔
۴۴۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔
۴۵۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔
۴۶۔ کھاؤ اور تھوڑے دن مزے کرو، یقیناً تم مجرم ہو۔☆
۴۷۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔
۴۸۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے۔
۴۹۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔
۵۰۔ پس اس (قرآن) کے بعد کس کلام پر ایمان لائیں گے؟

سورہ النباء۔ مکی۔ آیات ۴۰

بنام خدائے رحمٰن رحیم

۱۔ یہ لوگ کس چیز کے بارے میں باہم سوال کر رہے ہیں؟☆
۲۔ کیا اس عظیم خبر کے بارے میں؟☆
۳۔ جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں؟☆
۴۔ (جیسے مشرکین سوچتے ہیں ایسا) ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔
۵۔ پھر (کہتا ہوں ایسا) ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (کہ قیامت برحق ہے)۔
۶۔ کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا؟☆
۷۔ اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟☆

۴۶۔ مجرموں کے لیے اللہ کی طرف سے سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ ان کو ان کے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ مجرم ظاہر بین کے لیے کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا "کھاؤ اور مزے اڑاؤ" نہایت پرکشش ہے، لیکن حقیقت میں یہ ان کے لیے بڑی سزا ہے۔

سورہ نباء

۱ تا ۳ ابتدائے بعثت میں نازل ہونے والی آیات میں قرآن قیامت کو سب سے زیادہ اہمیت دے کر بیان کرتا ہے، کیونکہ مشرکین قیامت کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے تھے۔ کبھی ناممکن و محال قرار دیتے، کبھی اسے نامعقول قرار دیتے ہوئے سوال کرتے تھے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ گل سڑ کر خاک ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ ہو جائیں؟ منکروں پر رسول کی ہر خبر گراں گزرتی تھی۔ یہی حالت کچھ ایسے لوگوں کی بھی تھی جن پر عند اللہ عند الرسول حضرت علی علیہ السلام کے مقام و منزلت کی ہر حدیث گراں گزرتی تھی۔ چنانچہ امامیہ مصادر میں تواتر سے ثابت ہے کہ اس کے مصداق میں علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔ چنانچہ شعراء نے بھی اپنے اشعار میں اسے ایک مسلمہ امر کے طور پر ذکر کیا ہے:

هو النباء العظيم و فلك نوح
و باب الله و انقطع الخطاب

(الصراط المستقیم ۱: ۲۵۹)

غیر امامیہ مصادر میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو ابوبکر بن مومن شیرازی کی کتاب الاعتقادات میں سدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ولاية على يتساء لون عنها في قبورهم... علی کی ولایت کے بارے میں ان سے قبروں میں سوال ہو گا۔ ملاحظہ ہو حاشیہ احقاق الحق ۳: ۴۸۵۔

۶۔ زمین کو گہوارہ بنایا اور اسے حرکت کے باوجود پرسکون اور زندگی کے لیے سازگار فضا میں سامان زیست سے سرشار بنایا۔

۷۔ ارضیاتی ماہرین کے مطابق زمین کی پچاس کلومیٹر کی گہرائی میں درجہ حرارت ۱۵۰۰ سینٹی گریڈ ہے۔ جہاں پتھر پگھل جاتے ہیں، مگر اوپر کے دباؤ کی وجہ سے سیال نہیں ہوتے۔ ۳۰۰۰ کلومیٹر کی گہرائی سے زمین کا آہنی مرکزی حصہ شروع ہوتا ہے۔ اس

☆ جبکہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ قبر میں تین سوالات ہوں گے۔
1۔ تیرا رب کون ہے؟ 2۔ تیرا دین کیا ہے؟ 3۔ اس ہستی (سرور کونین ﷺ) کے بارے میں دنیا میں کیا کہا کرتا تھا۔
یہ چوتھا سوال ولایت ولی کے بارے میں کہاں سے آ گیا......!!!

شیعہ مولوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھا کہ وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ سے ٹکراتے رہے (معاذ اللہ)

شیعہ ہی اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارادر ۔ کراچی

تعاون ـــــــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

احکام کی اطاعت کررہے تھے اور وہ آپ کے کل اقوال و افعال کو واجب الاتباع سمجھتے تھے بالکل ایسے ہی جیسے کتابِ خدا کو واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

"یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول"
"ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔" (نساء)

عمر بن خطاب کی عادت کو تو سارے مسلمان جانتے ہی ہیں کہ وہ ہمیشہ رسولؐ سے ٹکراتے رہے (اہل ذکر میں ہم نے نبیؐ سے عمر کی مخالفت کو تفصیل سے بیان کیا ہے) زبانِ حال کہتی ہے کہ عمر بن خطاب سنت نبویؐ کی قید کو برداشت نہیں کرتے تھے اور یہ بات قارئین ان کی خلافت کے زمانہ میں صادر ہونے والے احکام سے بخوبی سمجھ لیں گے وہ نص نبویؐ کے مقابلہ میں اجتہاد کرتے تھے (صرف یہی نہیں ہے) بلکہ خدا کی روشن نص کے مقابلہ میں بھی اجتہاد کرلیتے تھے اور حلالِ خدا کو حرام اور حرام خدا کو حلال قرار دیتے تھے۔ (مولفۃ القلوب کا حصہ اور متعہ حج و متعہ نساء کو حرام قرار دیا۔ جبکہ خدا نے انھیں حلال کیا تھا۔ تین طلاقوں کو ایک طلاق کے ذریعہ حلال کردیا جبکہ خدا نے اسے حرام قرار دیا تھا۔)

اور زبان حال یہ بھی بتا رہی ہے کہ صحابہ میں سے عمر کی تائید کرنے والوں کا بھی وہی مسلک تھا اور ان کے چاہنے والوں میں سلف و خلف نے بدعت حسنہ میں ان کی تقلید کی ہے جیسا کہ انھوں نے خود اسے (مثلاً تراویح کو) بدعت حسنہ کہا۔ آئندہ بحثوں میں اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ صحابہ نے سنتِ نبیؐ کو چھوڑ دیا تھا۔ اور عمر بن خطاب کی سنت کا اتباع کرنے لگے تھے۔

اصل عبارت: علی علیہ السلام سنت نبی ﷺ کے نفاذ کے لئے خلافت کو ٹھکرا دیتے ہیں اور دوسرے خلافت کی طمع میں سنت نبی کو ٹھکرا دیتے ہیں

شیعہ مولوی نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر الزام لگایا کہ انہوں نے خلافت کی لالچ میں سنت نبی کو ٹھکرا دیا (معاذ اللہ)

یہاں مختصر وقفہ کے لئے سہی لیکن اس خلق عظیم کا جائزہ لینا ضروری ہے
جو کہ علیؑ کو مصطفےٰؐ سے ورثہ میں ملا تھا
علی علیہ السلام سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کے لئے خلافت
کو ٹھکرا دیتے ہیں اور دوسرے خلافت کی طمع میں سنت نبیؐ کو ٹھکرا دیتے
ہیں۔

شیعہ ہی اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارادر ۔ کراچی

تعاون ـــــــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

۳۷

شیعہ مولوی نے جنت کی بشارت پانے والے
صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سنت نبی ﷺ کا منکر لکھا (معاذ اللہ)

شیعہ
ہی
اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارادر ۔ کراچی

تعاون ـــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

لوگ اس وقت لوٹ پائیں گے جب حضرت علیؑ کی خلافت مستحکم ہو چکی ہوگی، خلافت کے بارے میں یہ تھا خدا اور رسولؐ کا ارادہ، لیکن قریش کے زیرک وچالباز افراد اس بات کو سمجھ گئے اور انھوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ ہم مدینہ سے باہر نہ جائیں گے چنانچہ انھوں نے اتنی سستی کی کہ رسولؐ کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہو گئے اور رسولؐ کی خواہش کو ٹھکرا دیا یا دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ انھوں نے سنتِ رسولؐ کا انکار کر دیا۔

— اس واقعہ سے یہ بات بھی ہم پر عیاں ہو جاتی ہے کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف ابو عبیدہ، عامر بن جراح سنتِ نبیؐ کے منکر تھے۔ وہ دنیوی اور خلافت کی مصلحت کی خاطر بے دھڑک اجتہاد کر لیا کرتے تھے۔ اور اس سلسلہ میں خدا اور رسولؐ کی معصیت سے بھی نہیں ڈرتے تھے۔

لیکن علیؑ اور ان کا اتباع کرنے والے سنتِ نبیؐ کے پابند تھے اور جہاں تک ممکن ہوتا تھا وہ سنت پر عمل کرتے تھے۔ چنانچہ ان سنگین حالات میں بھی ہم علیؑ کو وصیتِ رسولؐ پر عمل پیرا دیکھتے ہیں۔ جب کہ تمام صحابہ رسولؐ کو بے غسل وکفن چھوڑ کر امر خلافت طے کرنے کے لئے سقیفہ پہونچ گئے تھے۔ علیؑ رسولؐ کے غسل اور تجہیز وتکفین اور تدفین کے کاموں میں مصروف تھے۔ علیؑ رسولؐ کے ہر حکم پر عمل کرتے رہے اور اس سے انھیں کوئی چیز باز نہیں رکھ سکتی تھی اگرچہ آپؑ بھی سقیفہ میں جا سکتے تھے۔ اور صحابہ کے منصوبے کو خاک میں ملا سکتے تھے لیکن آپ کے پیشِ نظر سنتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام اور اس کے مطابق عمل کرنا تھا۔

لہٰذا آپؑ اپنے ابن عم کے جنازہ کے پاس رہے۔ ہر چند کہ خلافت سے دست بردار ہونا پڑا۔

٣٦

اصل عبارت: ابوبکر، عمر، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ، عامر بن جراح سنت نبی کے منکر تھے۔ وہ دنیوی اور خلافت کی مصلحت کی خاطر بے دھڑک اجتہاد کر لیا کرتے تھے اور اس سلسلہ میں خدا اور رسول کی معصیت سے بھی نہیں ڈرتے تھے۔

شیعہ مولوی نے یہودیوں سے بھاری رقم لے کر یہ من گھڑت کہانی گھڑی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کو جلانے پہنچے اور سیدہ کو ڈرایا دھمکایا (معاذ اللہ)

شیعہ
ہی
اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارادر ۔ کراچی

تعاون ———— انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

بھی جو رسولؐ نے فاطمہؑ کی فضیلت و شرافت اور طہارت کے بارے میں فرمائی تھیں۔

لیکن ابوبکر و عمر نے لوگوں کے دلوں سے یہ احترام نکال کر پھینک دیا۔ اب عمر ابن خطاب بے دھڑک خانہ فاطمہؑ پر آگ اور لکڑیاں لے کر پہونچ گئے اور قسم کھا کر کہا اگر ابوبکر کی بیعت نہیں کرو گے تو میں گھر کو رہنے والوں سمیت پھونک دوں گا۔ علیؑ و عباسؓ اور زبیر جناب فاطمہؑ کے گھر میں تھے کہ ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا کہ ان کو فاطمہؑ کے گھر سے نکال لاؤ۔ اگر وہ آنے سے انکار کریں تو ان سے جنگ کرو، عمر حکم سنتے ہی آگ لے کر پہونچ گئے تاکہ گھر کو اس کے رہنے والوں سمیت جلا دیں، فاطمہ زہراؑ لب در آئیں اور کہا خطاب کے بیٹے کیا ہمارے گھر کو آگ لگانے آئے ہو؟

عمر نے جواب دیا۔ ہاں یا تم بھی وہی کرو جو اُمت نے کیا ہے (یعنی ابوبکر کی بیعت کرو) (العقد الفرید۔ ابن عبد ربہ ج ۴)

جب فاطمہ زہراؑ عالمین کی عورتوں کی سردار، جیسا کہ صحاح اہل سنّت میں منقول ہے اور ان کے فرزند حسنؑ و حسینؑ سید شباب اہل الجنۃ، ریحانۂ نبیؐ کو بھی وہ حقیر و پست تصور کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عمر ابن خطاب نے لوگوں کے سامنے قسم کھا کر کہا اگر یہ لوگ ابوبکر کی بیعت سے انکار کر دیں گے تو میں گھر کے ساتھ ان کو بھی پھونک دوں گا۔ اس واقعہ کے بعد لوگوں کے قلوب میں ان معزز افراد (فاطمہ، حسن، حسین) کے احترام کا باقی رہنا یا حضرت علیؑ کی عظمت کا سمجھنا مشکل تھا۔ پھر یہ کہ لوگ علیؑ سے پہلے ہی سے بغض رکھتے تھے۔ مزید براں وہ حزب مخالف کے رئیس بھی تھے اور پھر آپ کے پاس مال دنیا میں سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے لوگ آپ کی طرف مائل ہوتے۔

بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نقل کی ہے کہ:

فاطمہؑ نے ابوبکر سے اپنے والد رسول اللہؐ کی اس میراث کا مطالبہ کیا جو خدا نے رسولؐ کو مدینہ، فدک اور خیبر کے خمس کی فی عطا کی تھی ابوبکر نے میراث دینے سے منع

۱۴۱

اصل عبارت: لیکن ابوبکر و عمر نے لوگوں کے دلوں سے یہ احترام نکال کر پھینک دیا۔ اب عمر ابن خطاب بے دھڑک خانہ فاطمہ پر آگ اور لکڑیاں لے کر پہنچ گئے اور قسم کھا کر کہا، اگر ابوبکر کی بیعت نہیں کرو گے تو میں گھر میں رہنے والوں سمیت پھونک دوں گا۔

شیعہ مولوی نے صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پر الزام لگایا کہ ان کے دل میں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی نفرت وحسد تھی (معاذ اللہ)

شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماویؒ

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار - کھارا در - کراچی

تعاون ——— انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

اور اس حدیث کی رد ہے کہ جس میں رسولؐ کو رائے دینے کا بھی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں ان کا کوئی کردار ہے، بلکہ یہ عبداللہ بن عمر کی ایجاد ہے۔ جس کی علیؑ سے عداوت و حسد مشہور ہے۔ اہل سنت والجماعت کے مذہب کی بنیاد ہی حضرت علیؑ کی خلافت کے نہ ماننے پر استوار ہے۔

ایسی احادیث کی بنا پر بنی اُمیہ نے علیؑ پر سب وشتم اور لعنت کرنے کو مباح قرار دیا اور معاویہ کے زمانہ سے مروان بن محمد بن مروان کے زمانہ یعنی ۱۳۲ھ تک حکام کا وتیرہ تھا کہ وہ منبروں سے علیؑ پر لعنت کرتے اور ان کے شیعوں کو تہ تیغ کرتے تھے (صرف عمر بن عبدالعزیز کی دو سالہ خلافت کے دوران لعنت بند رہی لیکن عمر بن عبدالعزیز کے قتل کے بعد یہ سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور اس پر اکتفا نہیں کی تھی۔ بلکہ علیؑ کی قبر کھود ڈالی تھی اور ان کے نام پر نام رکھنے کو حرام قرار دیدیا تھا۔)

پھر ۱۳۲ھ میں حکومت بنی عباس کے ہاتھوں میں آئی اور متوکل کے زمانہ یعنی ۲۴۷ھ تک اسی خاندان میں رہی۔ بنی عباس کی حکومت کے دوران بھی مختلف طریقوں سے حضرت علیؑ اور انکے شیعوں سے مخفی طور پر برائت کا اظہار کیا جاتا رہا کیونکہ بنی عباس کو حکومت اہلبیتؑ اور ان کے شیعوں سے ہمدردی کے طفیل میں نصیب ہوئی تھی اس لئے وہ اور ان کے حکام کھلا علیؑ پر لعنت نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ حکومت کی مصلحت کا تقاضا یہی تھا لیکن خفیہ طور پر یہ بنی اُمیہ سے کہیں زیادہ کھیل کھیل رہے تھے۔ اہلبیتؑ اور ان کے شیعوں کی مظلومیت آشکار ہو چکی تھی اور فطری طور پر لوگوں میں ان سے ہمدردی کا جذبہ بیدار ہو چکا تھا۔ لہٰذا حکام نے مکاری و چالاکی سے کام لے کر ائمہ اہل بیتؑ کا تقرب ڈھونڈا ورنہ انھیں اہل بیتؑ سے کوئی محبت تھی اور نہ ہی ان کے حق کا اعتراف کرتے تھے بلکہ ان کی خاموشی اس اٹھنے والی شورش کے سبب تھی جو کہ ان کی حکومت کے لئے چیلنج بن سکتی تھی۔ چنانچہ مامون رشید نے بھی امام رضاؑ کو ولی عہد بنایا تھا۔ لیکن جب داخلی حالات سے مطمئن ہو گیا

شیعہ مولوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے انہیں جاہل لکھا (معاذ اللہ)

شیعہ
ہی
اہلِ سنّت ہیں

مؤلف
ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ
نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار - کھارادر - کراچی

تعاون ——— انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

بخاری نے الجامعہ نامی صحیفہ کے متعلق امام جعفر صادقؑ کا قول نقل نہیں کیا کہ اس میں کل حرام وحلال، انسانوں کی ہر ضرورت، یہاں تک کہ ارش خدش بھی تحریر ہے۔ یہ رسول اللہؐ کا املاء ہے، جسے علیؑ نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے۔

بخاری اسے ایک مرتبہ ان الفاظ میں مختصر کرتے ہیں۔ اس میں عقل (سے مربوط باتیں) قیدی کی رہائی، اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا۔ دوسری جگہ کہتے ہیں اسے علیؑ نے ظاہر کیا تو اس میں اونٹ کی عمر مرقوم ہے۔ جبکہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ایک پناہ گاہ ہے۔ اور یہ بھی تحریر تھا کہ جو کسی قوم کا ولی بنے درحالانکہ اس قوم کی اجازت نہ ہو۔

یہ حقائق کی پردہ پوشی ہے ورنہ یہ بات باور کی جاسکتی ہے کہ علیؑ ایک صحیفہ میں چار جملے لکھیں اور اسے تلوار میں لٹکائیں اور جہاں بھی خطبہ دیں اس کو ساتھ رکھیں اور کتابِ خدا کے بعد اسے دوسرا مرجع بتائیں، چنانچہ فرماتے ہیں: ہم نے نبیؐ سے قرآن اور اس صحیفہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں لکھا؟

کیا ابو ہریرہ کی عقل حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کی عقل سے بڑی تھی؟ کیونکہ ابو ہریرہ کو بغیر لکھے ہوئے رسولؐ کی ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں!

قسم خدا کی ان لوگوں کا عجیب معاملہ ہے۔ یہ ابو ہریرہ سے تو بغیر لکھے ہوئے ایک لاکھ حدیثیں قبول کر لیتے ہیں جو کہ صرف نبیؐ کے ساتھ تین سال رہے اور پڑھنے لکھنے سے بھی جاہل تھے۔ اور جس علیؑ کو علم کا سرچشمہ، صحابہ کو معارف کی تعلیم دینے والا تصور کرتے ہیں، اسے ایک صحیفہ اٹھائے ہوئے دکھلاتے ہیں کہ جس میں چار حدیثیں ہیں اور زمانہ رسولؐ سے اپنی خلافت کے زمانے تک اسے اٹھائے ہوئے پھرتے ہیں۔ اگر منبر پر تشریف لے جاتے ہیں تو وہ تلوار میں لٹکا ہوا صحیفہ بھی ساتھ ساتھ ہوتا ہے؟ یہ سب افترا اور جھوٹ ہے۔

۳۵

اصل عبارت: قسم خدا کی ان لوگوں کا عجیب معاملہ ہے۔ یہ ابو ہریرہ سے تو بغیر لکھے ہوئے ایک لاکھ حدیثیں قبول کر لیتے ہیں جو صرف نبی کے ساتھ تین سال رہے اور پڑھنے لکھنے سے بھی جاہل تھے۔

شیعہ مولوی نے اس کتاب میں اپنا عقیدہ لکھا کہ ہمارے نزدیک بارہ امام یعنی مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام مہدی تک سب معصوم ہیں (یعنی ان میں سے کسی سے بھی گناہ ہو ہی نہیں سکتا)

شیعہ ہی اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارا در ۔ کراچی

تعاون ———— انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

شیعوں کے ائمہؑ کی تعریف

شیعہ اہلِ بیتؑ میں سے بارہؑ اماموں کی امامت کے قائل ہیں، ان میں سے اول علیؑ ابن ابی طالبؑ پھر ان کے بیٹے حسنؑ ان کے بعد حسینؑ اور پھر امام حسینؑ کی نسل سے نو معصوم امام ہیں۔

رسولؐ نے متعدد بار ائمہ کی امامت پر واضح اور اشارے وکنایہ میں نص فرمائی ہے۔ بعض روایات میں ناموں کے ساتھ ائمہ کا تذکرہ ہے۔ یہ روایات شیعہ سُنّی علمانے نقل کی ہیں۔

بعض اہلِ سنّت ان روایات پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسولؐ ان امور کے متعلق کیسے کچھ فرما سکتے ہیں جو عدم کی منزلوں میں ہیں؟ جبکہ قرآنِ مجید میں خدا فرماتا ہے،

"اگر میرے پاس علمِ غیب ہوتا تو بہت سی نیکیاں جمع کرلیتا
اور مجھے کوئی تکلیف چھو کے نہ جاتی" (اعراف آیت ۱۸۸)

ان لوگوں کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ (مذکورہ) آیت رسولؐ کے علمِ غیب کی نفی

91

شیعہ مولوی نے اپنی کتاب میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کی (معاذ اللہ)

شیعہ ہی اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار۔ کھارا در۔ کراچی

تعاون ———— انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

ابوبکر میں سنتِ نبیؐ کی طاقت کیوں نہیں تھی؟ کیا نبیؐ کی سنت کوئی امر محال تھا جو ابوبکر کی طاقت سے باہر تھا؟

اور پھر اہلِ سنّت یہ دعویٰ کیسے کرتے ہیں کہ ہم سنتِ نبیؐ سے متمسک ہیں جبکہ ان مذہب کے موسس و موجد میں اس پر عمل پیرا ہونے کی طاقت نہیں تھی؟

کیا خداوندِ عالم نے یہ نہیں فرمایا تھا، تمھارے لئے رسولؐ خدا میں اسوہ حسنہ ہے۔ (احزاب ۲۱)

نیز فرمایا:

خدا کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے۔ (طلاق ۷)

پھر فرماتا ہے:

ہم نے تمھارے لئے دین میں کوئی زحمت نہیں رکھی ہے۔ (حج ۷۸)

کیا ابوبکر اور ان کے دوست عمر یہ سمجھتے ہیں کہ رسولؐ نے خدا کا دین نہیں پیش کیا بلکہ اس کی جگہ اپنی طرف سے کوئی چیز پیش کر دی ہے؟ اور پھر مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا جبکہ ان میں اس کی سکت نہیں ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے۔

بلکہ آپؐ اکثر فرمایا کرتے تھے: بشارت دو متنفر نہ کرو آسانیاں اختیار کرو زحمتوں سے بچو، بے شک خدا نے تمھیں چھوٹ دی ہے اب تم کسی چیز کو اپنے اوپر زبردستی نہ لادو، ابوبکر کو یہ اعتراف ہے کہ ان میں سنتِ نبیؐ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے انھوں نے اپنی خواہشِ نفس سے ایسی بدعت نکالی جو ان کی حکومت کی سیاست سے سازگار اور ان کی طاقت کے مطابق تھی۔

دوسرے نمبر پر شاید عمر نے بھی یہ محسوس کیا کہ مجھ میں بھی احکامِ قرآن وسنت پر

111

اصل عبارت: ابوبکر کو یہ اعتراف ہے کہ ان میں سنت نبی کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنی خواہش نفس سے ایسی بدعت نکالی جو ان کی حکومت کی سیاست سے سازگار اور ان کی طاقت کے مطابق تھی۔

شیعہ مولوی نے صحابہ کرام حضرت کعب الاحبار، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کی (معاذ اللہ)

شیعہ ہی اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارادر ۔ کراچی

تعاون ———— انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

نہیں کی اور نہ ان کے نور سے فیضیاب ہوئے ان سے ان کے جد رسولؐ کی احادیث ہی نقل نہیں کیں بلکہ اس کے برخلاف کعب الاحبار یہودی اور ابوہریرہ کی دوسی سے رسولؐ کی احادیث لیں اسی ابوہریرہ کے بارے میں امیر المومنین علیؑ نے فرمایا ہے۔

ابوہریرہ نے رسولؐ پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھا ہے اور بالکل یہی بات عائشہ بنت ابوبکر نے بھی کہی ہے۔

اہلِ سنّت نے اہلِ بیت نبیؐ پر عبداللہ بن عمر ایسے ناصبی دشمنِ علیؑ کو مقدم کیا ہے جس نے علیؑ کی بیعت سے انکار کر دیا تھا جبکہ حجاج بن یوسف ایسے گمراہ کی بیعت کر لی تھی۔

اور اسی طرح معاویہ کے وزیر عمرو بن العاص ایسے دھوکہ باز کو اہلِ بیتؑ پر مقدم کرتے ہیں۔

کیا آپ کو ان ائمہ پر تعجب نہیں ہوتا جنھوں نے دینِ خدا میں اپنے نفسوں کے لئے حق تشریع اور اجتہاد کو مباح کر لیا تھا یہاں تک کہ انھوں نے سنّتِ نبویؐ کو چھوڑ دیا تھا اور خود قیاس و استصحاب سدباب الذرائع اور مصالح المرسلہ ایسے قواعد ایجاد کر لئے تھے۔ اس کے علاوہ اور نہ جانیں کتنی بدعتیں ہیں جن کے لئے خدا نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ہے۔ کیا خدا اور اس کا رسولؐ اکمال دین سے غافل تھے اور انکے لئے یہ مباح کر دیا تھا کہ وہ اپنے اجتہادات کو کامل کریں اور جس چیز کو چاہیں حرام کریں جس کو چاہیں حلال قرار دیں۔ کیا ان مسلمانوں پر تعجب نہیں ہوتا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم تو سنّت کا اتباع کرتے ہیں۔ اور پھر ایسے ائمہ کی تقلید کرتے ہیں کہ جو نبیؐ کی معرفت نہیں رکھتے تھے اور نہ نبیؐ ہی انھیں جانتے تھے؟

کیا اس سلسلے میں ان کے پاس کتاب خدا سے کوئی دلیل موجود ہے یا مذہب کے موجد ائمہ اربعہ کی تقلید کے اوپر سنّت رسولؐ دلالت کر رہی ہے؟!

مَیں انسانوں اور جنات دونوں کو چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کتاب خدا یا

118

1۔ اصل عبارت: ابوہریرہ نے رسول پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھا ہے

2۔ اصل عبارت: اور اسی طرح معاویہ کے وزیر عمرو بن العاص ایسے دھوکہ باز کو اہلبیت پر مقدم کرتے ہیں

شیعہ مولوی نے اپنی کتاب میں صحابی رسول کاتب وحی حضرت امیر معاویہ کو فرعون زمانہ لکھا (معاذ اللہ)

شیعہ ہی اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر مُحمّد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار - کھارادر - کراچی

تعاون ــــــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

رہتا ہے۔

—— کیا (فرعون زمانہ) معاویہ نے علیؑ پر لعنت نہیں کی اور ان کو، ان کی اولاد کو اور ان کے شیعوں کو قتل نہیں کیا؟

کیا علیؑ کی کسی بھی فضیلت کے بیان کرنے کو حرام قرار نہیں دیا تھا؟ کیا اس نے اپنی پوری کوشش سے نورِ خدا کو بجھا دینے کی کوشش نہیں کی اور لوگوں کو جاہلیت کی طرف پلٹانا نہیں چاہا تھا؟ لیکن خیر الماکرین نے علیؑ کے ذکر کو بلند کیا باوجودیکہ معاویہ اور اس کی پارٹی ناک رگڑ کر مر گئی اور آج تمام شیعہ و سنّی مسلمانوں کی زبان پر نام علیؑ ہے بلکہ یہود و نصاریٰ کی زبان پر بھی نام علیؑ کا ورد ہے آج قبر رسولؐ کے بعد علیؑ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام بنی ہوئی ہے۔ لاکھوں مسلمان قبر کا طواف کرتے ہیں عقیدت کے آنسو بہاتے ہیں اور آپؑ کے ذریعہ خدا کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔

آپ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں، آپ کا قبہ اور گلدستہ اذان سونے کا ہے جو کہ آنکھ کو خیرہ کرتا ہے۔

جب کہ معاویہ جیسے بادشاہ کا نام مٹ گیا جس نے زمین پر بادشاہت کی۔ اور اس میں فساد پھیلایا، کیا آج کہیں اس کا نام و نشان ہے؟ کیا کہیں اس کا ایسا مزار ہے؟

ایک تاریک و متروک مقبرہ ہے بے شک باطل کے لئے قرار نہیں ہے اور حق کے لئے ثبات و قرار ہے۔

پس صاحبانِ عقل عبرت حاصل کریں۔

حمد ہے اس خدا کی جس نے ہماری ہدایت کی حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمیں اس بات کی شناخت کرائی کہ شیعہ ہی سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہیں اور وہی اہل سنّت ہیں کیوں کہ وہ اہل بیتؑ کی اقتدا کرتے ہیں لہ

۱۲۶

۶

شیعہ مولوی نے اپنی کتاب میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سنت نبی کا مخالف لکھا اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کو خیر تصور کیا

شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار۔ کھارادر۔ کراچی

تعاون ــــــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

بہ نسبت نبیؐ سے قریب تھا اور طاقت و نفوذ میں زیادہ اور حسب و نسب میں بلند تھا۔

لیکن صحابہ نہ صرف یہ کہ ابوبکر و عمر پر اعتراضات نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی سنت کی اقتدا بھی کرتے تھے اور سنتِ نبیؐ سے یکسر نگاہ موڑلی تھی تو عثمان پر (سنت کے سلسلہ میں) تنقید نہیں کرتے تھے۔

اس بات کی دلیل یہ ہے کہ یہی صحابہ ایسی بہت سی مجلسوں میں شریک رہتے تھے جن میں عثمان سنتِ نبیؐ کو بدل دیتے تھے جیسے سفر میں پوری نماز پڑھنا، تلبیہ سے منع کرنا، نماز میں تکبیر نہ کہنا اور حج تمتع سے منع کرنا۔ ان موقعوں پر حضرت علیؑ کے علاوہ کسی نے بھی عثمان پر اعتراض نہ کیا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم اسے بیان کریں گے۔

صحابہ سنتِ نبیؐ سے واقف تھے اور خلیفہ عثمان کو راضی رکھنے کے لئے سنتِ نبیؐ کی مخالفت کو برداشت کرتے تھے۔

بیہقی نے اپنی سنن میں عبدالرحمٰن بن یزید سے بروایت نقل کی ہے کہ انھوں نے کہا: ہم عبداللہ بن مسعود کے ساتھ تھے۔ پس جب ہم مسجد منیٰ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا: امیرالمومنین (یعنی عثمان) نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ لوگوں نے بتلایا چار رکعت تو انھوں نے بھی چار رکعت نماز ادا کی۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا: کیا آپ نے ہم سے نبیؐ کی یہ حدیث بیان نہیں کی تھی کہ نبیؐ دو رکعت پڑھتے تھے اور ابوبکر بھی دو رکعت پڑھتے تھے؟!

ابن مسعود نے کہا: جی ہاں اور اب بھی تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں۔ لیکن عثمان امام ہیں اس لئے میں ان کی مخالفت نہیں کر سکتا اور پھر اختلاف میں شر ہے۔ (السنن الکبریٰ جلد ۳ ص ۱۴۴)

پڑھیے اور عبداللہ بن مسعود ایسے عظیم صحابی پر تعجب کیجئے کہ جنھوں نے عثمان کی مخالفت کرنے کو شر سمجھا اور رسولؐ کی مخالفت کو خیر تصور کیا۔

کیا اس کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ نے سنتِ نبیؐ ترک کر دینے کی بنا

۲۳۶

1۔ اصل عبارت: صحابہ سنت نبی سے واقف تھے اور خلیفہ عثمان کو راضی رکھنے کیلئے سنت نبی کی مخالفت کو برداشت کرتے تھے

2۔ اصل عبارت: پڑھیے اور عبداللہ ابن مسعود ایسے عظیم صحابی پر تعجب کیجئے کہ جنھوں نے عثمان کی مخالفت کرنے کو شر سمجھا اور رسول کی مخالفت کو خیر تصور کیا

شیعہ مولوی نے اپنی کتاب میں صحابی رسول حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا کہ ان کے سینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے عداوت، حسد اور تعصب تھا (معاذ اللہ)

شیعہ
ہی
اہلِ سنّت ہیں

مؤلف
ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ
مختار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارادر ۔ کراچی

تعاون ــــــــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

لیکن بعد میں ہم ان کو خاموش اور نئے خلیفہ سے راضی دیکھتے ہیں اور ان کے انصار میں نظر آتے ہیں اور اموال جمع کرنا اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ خصوصاً اس وقت تو اور خیر خواہ بن گئے جب عمر نے انھیں خلیفہ ساز چھ رکنی کمیٹی کا رکن بنا دیا اور جناب کو بھی اس کی طمع ہونے لگی۔

یہ وہی طلحہ ہے جس نے علیؑ کو حقیر تصور کیا اور عثمان کے طرف داروں میں ہو گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت عثمان ہی کو ملے گی اور پھر اگر علیؑ کو خلافت مل بھی جاتی تو ان کی طمع پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے: ان میں سے ایک تو بغض اور کینہ کی وجہ سے ادھر جھک گیا اور دوسرا دامادی اور دیگر ناگفتہ بہ باتوں کی وجہ سے ادھر چلا گیا......

شیخ محمد بن عبدہ اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ طلحہ عثمان کی طرف زیادہ مائل تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے درمیان قرابت تھی جیسا کہ بعض راویوں نے نقل کیا ہے اور عثمان کی طرف ان کے میلان اور علیؑ سے منحرف ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ تیمی ہیں اور جب سے ابوبکر خلیفہ بنے تھے اس وقت سے بنی ہاشم اور بنی تیم کے درمیان رسہ کشی چل رہی تھی۔ (شرح نہج البلاغہ محمد عبدہ جلد ۱، ص ۸۹، خطبۂ شقشقیہ۔)

اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے غدیر میں بیعت کرنے والے صحابہ میں یہ بھی شامل تھے۔ اور انھوں نے بھی رسولؐ کی زبان سے "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ" سنا تھا۔

بے شک انھوں نے رسولؐ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ خیبر میں بھی آپ اس وقت موجود تھے جب رسولؐ نے حضرت علیؑ کو علم دیا تھا اور فرمایا تھا: علیؑ خدا اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتے ہیں اور خدا و رسولؐ انھیں دوست رکھتے ہیں۔ طلحہ یہ بھی جانتے تھے کہ علیؑ نبیؐ کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے اور اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں جانتے تھے۔

لیکن طلحہ کے سینے میں بغض کی آگ دبی ہوئی تھی، حسد سے دل لبریز تھا وہ جو بھی دیکھتے خاندانی تعصب کی نظر سے دیکھتے تھے پھر اپنی چچازاد بہن عائشہ کی طرف مائل تھے جس سے نبیؐ

اصل عبارت: لیکن طلحہ کے سینے میں بغض کی آگ دبی ہوئی تھی، حسد سے دل لبریز تھا، وہ جو بھی دیکھتے، خاندانی تعصب کی نظر سے دیکھتے تھے، پھر اپنی چچازاد بہن عائشہ کی طرف مائل تھے۔

شیعہ مولوی نے اپنی کتاب میں صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو سنت رسول چھپانے والا اور بدعت سے بدلنے والا لکھا (معاذ اللہ)

نہ کیا اور اپنے جنازہ پر نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی۔

اس مختصر بحث سے ہم پر یہ بات بھی آشکار ہو جاتی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف قریش کے ان لوگوں کے راس و رئیس تھے جنہوں نے سنت رسول کو چھپایا اور اسے خلفا کی بدعت سے بدل دیا۔ جیسا کہ ہم پر یہ بھی عیاں ہو چکی ہے کہ امام علیؑ تنہا وہ ہیں جنھوں نے خلافت اور اس کے فوائد کو سنتِ محمدیؐ کی حفاظت پر قربان کر دیا۔ جو کہ آپؑ کے ابن عم محمد بن عبداللہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین لائے تھے۔

قارئین محترم بے شک آپ اہل سنت والجماعت کی حقیقت سے واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل سنت کون ہیں۔ بس مومن دھوکا کھا سکتا ہے لیکن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جا سکتا۔

۲۷۲

شیعہ ہی اہلِ سنّت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار ۔ کھارادر ۔ کراچی

ناشر: انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

اصل عبارت: عبدالرحمٰن بن عوف قریش کے ان لوگوں کے راس و رئیس تھے جنہوں نے سنت رسول کو چھپایا اور اسے خلفاء کی بدعت سے بدل دیا۔

شیعہ مولوی نے صحابی رسول حضرت کعب الاحبار کو یہودی لکھا اور حضرت ابو ہریرہ پر الزام لگایا کہ انہوں نے اسلام میں یہودیوں کے عقائد داخل کیئے (معاذ اللہ)

شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نثار احمد زین پوری

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار۔ کھارادر۔ کراچی

متعاون ــــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

ہیں۔

اہلِ سنت اس شخص سے کیسے مطمئن ہو گئے جس کی عدالت کو حضرت علی بن ابی طالب نے مخدوش قرار دیا اور اسے جھوٹا بتایا اور فرمایا وہ (ابو ہریرہ) رسولؐ پر جھوٹ باندھتا ہے اس طرح عمر بن خطاب نے بھی اس پر تہمت لگائی اور مارا اور شہر بدر کرنے کی دھمکی دی، اسے عائشہ نے بھی مطعون کیا اور متعدد بار جھٹلایا؛ متعدد بار صحابہ نے اسکی تکذیب کی اور اسکی متناقض حدیثوں کو رد کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ تو ابو ہریرہ نے اس کا اعتراف کیا اور دوسری مرتبہ حبشی زبان میں بڑبڑانے لگے، بہت سے علمائے اسلام نے بھی اس کو مطعون کیا ہے اور اس پر جھوٹ اور تدلیس اور معاویہ کے دسترخوان اور چاندی سونے کا حریص بتایا ہے۔

ان تمام چیزوں کے باوجود ابو ہریرہ کیسے راوئ اسلام بن گئے اور کہاں انسے دینی احکام لیتے رہیں۔؟!

بعض علماء محققین نے تاکید کی ہے کہ ابو ہریرہ ہی نے اسلام میں یہودیوں کے عقائد داخل کئے ہیں اور اسرائیلیات کو اسلام میں شامل کر دیا ہے جن سے حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں، یا کعب الاحبار یہودی نے ابو ہریرہ کے ذریعہ ایسا کیا ہے، اسی لئے تو ایسی روایات اسلامی کی کتابوں میں آ گئی ہیں جن سے خدا کا مجسم ہونا اور حلول کرنا معلوم ہوتا ہے اور انبیاءؑ کے بارے میں جتنے بھی منکر اقوال ہیں وہ سب ابو ہریرہ کے بیان کئے ہوئے ہیں۔

کیا اہلِ سنت والجماعت اپنے راستہ سے ہٹ سکتے ہیں تاکہ وہ اس شخص سے واقف ہو سکیں جن سے انہوں نے سنت لی ہے اور جب وہ ہم سے سوال کریں گے تو ہم کہیں گے، باب مدینۃ العلم اور ان کی ذریت سے ہونے والے ائمہؑ کے دروازہ پر آؤ، وہی سنت کی حفاظت کرنے والے، امت کے لئے باعث امان، سفینۃ النجات، ائمہ ہدیٰ، مصابیح الدجیٰ، عروۃ الوثقیٰ اور حبل اللہ ہیں۔

٣٠٢

اصل عبارت: بعض علماء محققین نے تاکید کی ہے کہ ابو ہریرہ ہی نے اسلام میں یہودیوں کے عقائد داخل کئے ہیں اور اسرائیلیات کو اسلام میں شامل کر دیا جن سے حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں یا کعب الاحبار یہودی نے ابو ہریرہ کے ذریعہ ایسا کیا ہے

یہ شیعہ فرقے کا ماہنامہ "طاہرہ" ہے جس کی فہرست صفحہ کا اصل عکس آپ کے سامنے ہے

ABC CERTIFIED

آڈٹ بیورو آف سرکولیشن سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

خواتین کا منفرد اور پاکیزہ جریدہ

ماہنامہ طاہرہ کراچی

REG. S.S No.1034

اس شمارے میں 2006ء شوال

۱۔ عدل و انصاف۔ اردو ادب/ محمد قریشی ۳
۲۔ حق عبادت ادا کرنے۔ از ماشیاء/ احتجاج ایمن ۳
۳۔ اہل دنیا کی چار قسمیں اور ان سے نصیحت/ انجلا ۳
۴۔ کچھ توجہ طلب باتیں/ مدیر ادارہ ۵
۵۔ طاہرہ کے نام/ مدیرہ/ خطوط ۷
۶۔ حکایات/ آئینہ تاریخ/ انتخاب بتول ۷
۷۔ دہیس پر دہیس/ امالی قربی/ اکبر رضوی ۸
۸۔ امام جعفر صادق کی سیرت۔ امامت/ اکمل شہاروی ۱۰
۹۔ بی بی معصومہ قم۔ از اکرمی ۱۵
۱۰۔ آپ وقت ضائع/ انگلش ملک ۱۸
۱۱۔ معاشرتی اتحاد/ طوبیٰ رانا ۲۰
۱۲۔ حقوق والدین۔ اماثیہ ۲۲
۱۳۔ مختلف پکوان/ پکوان/ اسد ۲۳
۱۴۔ زرارہ بن اعین شیبانی/ ایمان کامل/ محمد نوری ۲۶
۱۵۔ بچوں کو اپنا دوست بنائیں/ تربیت ۲۹
۱۶۔ عالمی اسلامی انقلاب۔ امامیات ۳۲
۱۷۔ احکام دین/ فقہی مسائل/ آیت اللہ خامنہ ای ۳۸
۱۸۔ مہری ٹلاری/ سکول/ اکبر ۳۸
۱۹۔ کیسی آزادی/ افسانہ/ حسین علی ۴۰
۲۰۔ شادی کی تیاری/ گھریلو/ انیس ۴۲
۲۱۔ منفی جذبات پر قابو پائیں/ انور ۴۳
۲۲۔ صرف ایک جملہ/ کہانی/ فرح ۴۴
۲۳۔ قرآن کوئز/ قرآنی معلومات/ ادارہ ۴۸

مدیر اعلیٰ:
حیدر عباس عابدی

مدیرہ:
کردانہ حیدر

نائب مدیرہ:
زینب بتول

شعبہ ادارت:
فرح ناز، فرزانہ جوہر
مختار فاطمہ

کمپوزنگ:
حسین عباس

تزئین و آرائش:
اکبر رضوی

سرکولیشن انچارج:
سجاد حسین

اسسٹنٹ انچارج:
محمد عارف

○ جلد: ۹
○ شمارہ: ۱۱
○ قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
○ زرسالانہ: ۳۳۰ روپے

شمارہ نمبر 86

○ زرسالانہ:
طاہرہ: =/330 روپے
طاہرہ + بچوں کا طاہرہ: =/500 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے
طاہرہ: =/500 روپے
طاہرہ + بچوں کا طاہرہ: =/700 روپے

○ متحدہ عرب امارات، ایران، مصر،
○ بھارت، عمان، قطر، لبنان،
○ کویت، جرمنی، یونان، بنگلہ دیش
○ امریکا، ڈنمارک، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ
○ ہانگ کانگ، نیپال، سری لنکا

پوسٹ بکس: 2157 ناظم آباد کراچی فون: 6622656
E-mail:info@tahera.org Website: www.tahera.org

پبلشر حیدر عباس نے ... پریس ... سے چھپوا کر E-31 ... ناظم آباد کراچی سے شائع کیا۔

اس ماہنامہ کے صفحہ 13 پر شیعہ مولوی نے حضرت امام جعفر صادق کا جھوٹا حوالہ دے کر گناہوں سے پاک نبی حضرت یونس علیہ السلام کو گناہ کا مرتکب لکھا (معاذ اللہ)

امام جعفر صادق ۳۱ سال (۱۱۴ ہجری) تک اپنے بابا امام محمد باقر کے ساتھ تھے اور پانچویں امام کی شہادت کے بعد ۳۴ سال تک آپ نے امامت و ولایت کا عہدہ سنبھالا۔

اَقَلَّ مِن ذٰلِکَ وَلَا اَکثَر
اے پروردگار! مجھے پلک جھپکنے کی مدت بلکہ اس سے کم یا زیادہ بھی اپنے حال پر نہ چھوڑ۔

آپ کے ایک شاگرد ابن ابی یعفور کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ امام صادق ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر اور آنسو بہاتے ہوئے یہ دعا پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا: اللہ نے ایک پلک جھپکنے کی مدت حضرت یونس کو ان کے حال پر چھوڑا تھا اور وہ اس گناہ (ترک اولیٰ، اپنی قوم سے دوری اختیار کرنا) کے مرتکب ہو گئے تھے۔

میں نے پوچھا: کیا ان کا عمل کفر کی حد تک پہنچ گیا تھا؟

فرمایا: نہیں، لیکن جو شخص ایسی حالت میں (بغیر توبہ کیے) مر جائے تو وہ ہلاک ہو گیا۔

امام نے اپنی انگشتری کے لئے یہ نقش کھدوایا تھا: اللہ خالق کل شیء۔ خدا ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ ایک دوسری انگوٹھی کے نگینے پر تحریر تھا: یا ثقتی قِنی شرَّ خلقک۔ اے وہ ذات جس پر میرا اعتماد ہے، مجھے اپنی مخلوق کے شر سے محفوظ فرما۔

حفص بن غیاث کہتا ہے: ایک دن میں نے امام صادق کو ایک کھجور کے درخت کے پاس دیکھا۔ آپ نے وہاں وضو کیا اور نماز ادا کی۔ پھر آپ سجدے میں گئے اور عالم سجدہ میں پانچ سو مرتبہ کہا سبحان اللہ۔ اس کے بعد اس درخت کے تنے پر تکیہ دیا اور خدا کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہو گئے۔

عذاب الٰہی کا خوف اور جذب کی کیفیت

ایک دن امام صادق کھانا تناول کرنے کے لئے دسترخوان پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے سامنے گوشت کا سالن رکھا گیا۔ سالن گرم تھا۔ جب امام نے لقمہ سالن میں ڈبویا تو دیکھا کہ سالن بہت گرم ہے۔ آپ اس وقت آتش جہنم کی گرمی کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔ پھر چند بار فرمایا:

نستجیر باللہ من النار، نعوذ باللہ من النار

ہم خدا سے جہنم سے پناہ کی درخواست کرتے ہیں، ہم خدا سے آتش جہنم سے پناہ چاہتے ہیں۔

جب امام صادق نماز ادا کرتے تو اس قدر خوف زدہ اور مضطرب ہو جاتے کہ چہرے کا رنگ سرخ اور زرد ہو جاتا، گویا براہ راست کسی کے سامنے کھڑے ہو کر اس سے مخاطب ہیں۔

ایک دن نماز میں آیات کی اس طرح تلاوت کر رہے تھے کہ گویا آپ کی روح جسم سے نکل کر عالم ملکوت کی سیر کر رہی ہے۔ آپ ان آیات کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنی حالت پر لوٹ آئے۔ وہاں موجود لوگوں نے پوچھا: آپ پر کیسی حالت طاری ہو گئی تھی؟ فرمایا:

میں قرآنی آیات کو مسلسل دہرا رہا تھا یہاں تک کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ گویا میں ان آیات کو اس کے نازل کرنے والے خدا سے براہ راست سن رہا ہوں۔

مومن کی دلجوئی اور اس کی پریشانی کو دور کرنا:

ایک مومن اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر سفر پر گیا ہوا تھا۔ اس کا سفر طویل ہو گیا۔ ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ سینگوں والا ایک بکرا اس کی بیوی کے دامن پر حملہ کر رہا ہے۔ وہ نیند سے بیدار ہوا تو بہت پریشان تھا۔ اس کے دل میں اپنی بیوی سے بھی بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ اسی پریشانی کے عالم میں امام صادق کے پاس پہنچا اور اپنے خواب کے بارے میں بتایا۔ امام نے خوش دلی کے ساتھ اس کی دلجوئی کی اور فرمایا:

ان دو سینگوں سے اشارہ قینچی کے دو پھلوں کی طرف ہے۔ تمہاری بیوی تم سے بہت محبت کرتی ہے اور اس نے تمہارا استقبال کرنے کے لئے قینچی سے اپنے بدن کے بال ہٹائے ہیں تاکہ صاف ستھری ہو کر اپنے شوہر کا استقبال کرے۔

امام کی اس نرم و ملائم گفتگو نے اس مومن کی پریشانی کو بالکل دور کر دیا اور وہ خوش و خرم اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی بے تابی کے ساتھ اس کا انتظار کر رہی ہے اور خواب کی تعبیر وہی ہے جو امام نے بیان کی تھی۔

مسائل کو حل کرنا:

امام صادق معاشرے کے مختلف افراد خصوصاً غریبوں کی فکر میں رہتے اور اپنی پوری توانائی کے ساتھ ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آپ اپنی محبت بھری باتوں سے ان کو تسلی دیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے ایک صحابی مفضل کو رقم دی ہوئی تھی کہ اگر کبھی مسلمانوں کے درمیان جھگڑا فساد ہو جائے اور مالی امداد سے مصالحت ہو سکتی ہو تو ان کی مالی امداد کرے اور اصلاح احوال اور ان کی پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کرے۔

امام کا مطیع کون ہے؟

امام کے ایک مخلص صحابی کا نام "عبداللہ بن ابی یعفور" تھا۔ وہ معرفت کے ایسے مقام پر تھا کہ اطاعت امام کے علاوہ کسی اور چیز کے بارے میں سوچتا بھی نہیں تھا۔ ایک دن اس نے امام صادق سے عرض کیا: اگر آپ ایک انار کے دو ٹکڑے کریں اور فرمائیں کہ ان میں سے ایک حلال اور دوسرا حرام ہے تو جسے آپ نے حلال کہا ہے میں اسے حلال سمجھوں گا اور آپ نے جسے حرام جانا ہے میں اسے حرام جانوں گا۔

امام صادق نے دو بار فرمایا: رحمک اللہ، خدا تم پر رحمت نازل کرے۔

ایک مرتبہ عبداللہ بیمار ہو گئے اور ان کی بیماری شدت اختیار کر گئی۔ طبیبوں نے ان کے درد میں کمی کے لئے شراب تجویز کی۔ وہ امام صادق کی خدمت میں آئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ امام نے فرمایا: ہرگز شراب نہ پینا۔

وہ کوفہ لوٹ آئے اور ان کی تکلیف میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"جعفر بن محمد علیہ السلام بہت گفتگو فرماتے تھے، محفل کی جان تھے، آپ کے حضور سے فیض جاری ہوتا تھا۔ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا کوئی قول نقل کرتے تو حضورؐ کے نام کے احترام میں آپ کے چہرے کا رنگ اس طرح سے سبز اور زرد ہو جایا کرتا کہ جاننے والوں کے لئے بھی آپ کا چہرہ اجنبی ہو جایا کرتا۔"

(۱۳)

☆ شیعہ فرقے کی عجیب منطق بارہ امام معصوم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے معصوم نبی گناہ کے مرتکب ہو گئے

شیعہ فرقے کی جانب سے متنازع کتاب جس میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار کی تصاویر کارٹون نما شائع کی گئیں

روزنامہ جنگ کراچی　　بانی : میر خلیل الرحمٰن

ہفتہ 27 / شعبان المعظم 1432ھ 30 / جولائی 2011ء

متنازع کتاب چھاپنے کے خلاف برنس روڈ کے علاقے میں لوگ سڑک پر احتجاج کر رہے ہیں (جنگ فوٹو)

برنس روڈ، متنازع کتاب چھاپنے پر لوگوں کا احتجاج، ٹریفک معطل

سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے، دکانیں بند، پرنٹنگ پریس، مالک اور کتاب چھپوانے والا گرفتار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) آرام باغ کے علاقے میں متنازعہ کتاب چھاپنے پر مشتعل افراد نے ہنگامہ آرائی کی اور پرنٹنگ پریس کے مالک کی موٹر سائیکل کو نذر آتش کر دیا۔ مشتعل افراد نے سڑکوں پر ٹائر جلائے اور دھرنا دے کر ٹریفک معطل کر دیا۔ پولیس نے پرنٹنگ پریس کے مالک اور کتاب چھپوانے والے شخص کو گرفتار کر کے مقدمہ درج کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق آرام باغ تھانے کی حدود فریسکو چوک شارع لیاقت برنس روڈ پر واقع اے کے پرنٹنگ پریس میں متنازعہ مذہبی کتاب چھاپنے کی اطلاع پر مشتعل افراد کی بڑی تعداد موقع پر جمع ہو گئی اور ہنگامہ آرائی شروع کر دی۔ مشتعل افراد نے پرنٹنگ پریس مالک

باقی صفحہ 10 نمبر 9

برنس روڈ

کے خلاف نعرے بازی کی اور پریس کے باہر کھڑی پرنٹنگ پریس کے مالک امان کی موٹر سائیکل کو نذر آتش کر دیا۔ مشتعل افراد نے سڑکوں پر ٹائر جلائے اور نعرے بازی کی۔ اس موقع پر اطراف میں موجود نوجوانوں نے علاقے کی دکانیں اور مارکیٹیں بند کرادیں اور جس سے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر پرنٹنگ پریس کے مالک امان اور کتاب چھپوانے والے شخص حیدر کو گرفتار کرلیا اور ان کے خلاف زیر دفعہ 293 اور 295/C/A ایف آئی آر نمبر 181/2011 کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی ہے۔

☆ متنازع کتاب برنس روڈ کراچی کے ایک دکاندار نے "عترت فاؤنڈیشن" کے نام سے شائع کروائی۔ رضا حیدر نامی شخص نے یہ کتاب برنس روڈ کے ایک پریس سے شائع کروایا۔ کسی گزرنے والے کی نظر پڑنے پر احتجاج شروع ہوگیا۔ یہ کتاب ایران کے کسی شیعہ نے لکھی ہے۔ جس میں صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی اور اہلبیت اطہار کے فرزندوں کی کارٹون نما تصاویر شائع کی گئیں اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ بڑی بے ادبی سے شائع کیا گیا۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ آخر بدعقیدہ، بے ادب اور گستاخ فرقے کے لوگ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ان کارناموں کے بعد بھی ان پر کسی قسم کا بھروسہ کیا جاسکتا ہے؟

آغاخانی (اسماعیلی) فرقے کے عقائد ونظریات

آغاخانی (اسماعیلی) فرقے کے باطل عقائد پر مبنی پمفلٹ (یہ پمفلٹ منظر عام پر نہیں لایا جاتا)

مولانا شاہ کریم الحسینی الامام الحاضر الموجود ارحمنا واغفرلنا

دی ایچ آر ایچ پرنس آغاخان فیڈرل کونسل برائے پاکستان

رجسٹرڈ (افادہ کمیٹی) نیو جماعت خانہ برنس روڈ۔ کراچی ۳

آغاخانی مذہبی عبادات کا پیغام

حقیقی مومنوں کو یا علی مدد!

بیان یہ ہے کہ ہم لوگ آغاخانی ہیں۔ ہمارا آفاقی اسماعیلی تنظیم سے ہے جس کی ذمہ داری لوگوں کو مذہبی معلومات فراہم کرنا ہے۔ ہمیں جماعت خانوں میں مکھی صاحب کی زیر سرپرستی جو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے اس کی روشنی میں امام آغاخانی بندگی، عبادت جو جماعت خانوں میں کرتے ہیں اس کی وضاحتی تفصیل ہم تحریر کرتے ہیں۔

- سلام ہمارا ہے "یا علی مدد" اور ہمارے سلام کا جواب ہے "مولا علی مدد"۔
- کلمہ ہمارا ہے: اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ واشہد ان علی اللہ
- وضو کی ہمیں ضرورت نہیں اس لئے کہ ہمارے دل کا وضو ہوتا ہے۔
- نماز کی بجائے ہر آغاخانی پر فرض ہے تین وقت کی دعا جو جماعت خانے میں جا کے پڑھے پانچ وقت فرض نماز کے بدلے میں۔ ہماری دعا میں قیام اور رکوع کی ضرورت نہیں ہے ہمیں قبلہ رخ کی ضرورت نہیں ہے ہم ہر سمت رخ کر کے پڑھ سکتے ہیں جس کیلئے دعا میں حاضر امام کا تصور لانا بہت ضروری ہے (ہم دعا کی کتاب اس پیغام کے ساتھ بھیج رہے ہیں۔ آپ خود بھی پڑھیں اور دوسرے روحانی بھائیوں کو بھی دیں)
- روزہ تو اصل میں آنکھ، کان اور زبان کا ہوتا ہے۔ کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہمارا روزہ سوا پہر کا ہوتا ہے جو صبح دس بجے کھول دیا جاتا ہے۔ وہ بھی اگر مومن رکھنا چاہے ورنہ روزہ فرض نہیں ہے۔ البتہ سال بھر میں جس مہینے کا چاند جب بھی جمعہ کے دن کا ہو تو اس دن ہم روزہ رکھتے ہیں۔
- زکوٰۃ کی بجائے ہم آمدنی پر روپیہ پر دو آنہ (دسوند) ہم فرض سمجھ کر جماعت خانے میں دیتے ہیں۔
- حج ہمارا حاضر امام کا دیدار ہے (وہ اس لئے کہ زمین پر خدا کا روپ صرف حاضر امام ہے)
- ہمارے پاس تو بولتا قرآن یعنی حاضر امام موجود ہے۔ مسلمانوں کے پاس تو خالی کتاب ہے۔
- ہمارے صبح و شام مکھی کے گناہ بھی جیسے بیٹا والد سے معاف کرواتا ہے اسی سے اگر کوئی آدمی روز جماعت خانہ جانے کے تو وقت نکالے تو پیسے دے کر چھینٹا ڈلوا کر اور آب شفا یعنی گھٹ پاٹ پی کر اپنے گناہ معاف کرا سکتا ہے اور اگر کوئی جمعہ کے روز بھی جماعت خانہ نہ جا سکے تو پیسہ بھیج کر گناہ جاندرات کو پیسے دے کر چھینٹا ڈلوا کر آب شفا گھٹ پاٹ پی کر گناہ معاف کرا سکتا ہے۔
- ہماری بندگی و عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ:

حاضر امام ہمیں ایک بول یا اسم اعظم دیتے ہیں جس کے عوض ہم ۵ روپے ادا کرتے ہیں جس کی بندگی و عبادت ہم رات کے آخری حصے میں ادا کرتے ہیں۔ ۵ سال کی بندگی و عبادت معاف کرانے کے ہم ۵ سو روپے اور ۱۲ سال کی بندگی و عبادت معاف کرانے کے ۱۲ سو روپے اور لائف ممبر (پوری لائف دفتر) کی بندگی معاف کرانے کے ۵ ہزار روپے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں۔ نورانی، حاضر امام کے نور کو حاصل کرنے کے لئے ۵ ہزار روپے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں جس سے ہمیں حاضر امام کا نور حاصل ہوتا ہے۔ فدائین: قیامت کے روز حاضر امام سے ہم اپنے آپ کو بخشوانے یعنی حاضر امام کے نور کے ساتھ اپنے نور کو ملانے جانے کا خرچہ پچیس ہزار روپے ہم جماعت خانے میں دیتے ہیں۔ نانذی: ہم نانذی خیرات کو کہتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں بہترین قسم کے پکنے والے کھانے، عمدہ قسم کے کپڑے، زیورات ہم جماعت خانوں میں خیرات کے طور پر نانذی دیتے ہیں۔ جماعت خانے والے اس نانذی کو نیلام کر کے اس کی رقم جماعت خانے میں جمع کر دیتے ہیں۔

ایک اہم وضاحت کرنا بہت ضروری ہے کہ ہمارا مذہب صدیوں پرانا ہے آج تک اس پر کسی نے تنقید نہیں کی۔ اگر ہمارا مذہب غلط ہوتا تو کب کا ختم ہو جاتا۔ اب اگر مسلمانوں کو یا ان کے علماء کو ہمارے مذہب میں کوئی خامی نظر آتی ہے یا کوئی اعتراض ہے تو وہ ہمارے عہدیداروں برائے ایچ آر ایچ پرنس آغاخان فیڈرل کونسل برائے پاکستان سے وضاحت کیوں طلب نہیں کرتے۔ مسلمانوں کے علماء بھی تنقید کرتے ہیں لیکن ہمارے حاضر امام سے وضاحت طلب کرنے میں کیوں ہچکچاتے ہیں؟ کیا وہ ہمارے حاضر امام سے ڈرتے ہیں؟ اصل بات [illegible] مسلمانوں کے علماء نے ہمارے مذہب پر کبھی تنقید نہیں کی تو یہ پندرھویں صدی کے علماء آخر کہاں سے پیدا ہو گئے ہم پر تنقید کرنے لگے؟ ہر دور میں حکومت وقت کی تائید ہمیں حاصل رہی ہے یہی ہمارے مذہب کے حق ہونے کی علامت ہے۔

حقیقی مومنو! تم لوگ اپنے مذہب پر ثابت قدم رہو اگر تم سچے ہو۔ دنیا میں تو اسی طرح کے فتنے اور الزامات تو آتے جاتے رہتے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو نور مولانا حاضر امام، خوشی اور آباد رکھے اور اس کا دیدار بھی نصیب ہو (آمین)

آخری کلمہ، یا شاہ کریم الحسینی انت الامام الحاضر الموجود مسجود، اللھم لک سجودی وطاعتی

نوٹ: اس پیغام کی نقل سارے جماعت خانوں کو روانہ کر دی گئی ہیں۔

دستخط عاشق علی (پریذیڈنٹ)
دی ایچ آر ایچ پرنس آغاخان فیڈرل کونسل برائے پاکستان
ریلیجس (مذہبی) کمیٹی

آغا خانی فرقے کے عقائد جو کہ اس پمفلٹ میں ہیں اس کے متعلق تفصیلی فتویٰ

الاستفتاء : کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ آغا خانی نام کا فرقہ جن کے عقائد کا خلاصہ ''آغا خانی مذہبی عبادات کا پیغام'' سوال کے ساتھ منسلک ہے۔ جس میں:

1۔ سلام ''یاعلی مدد'' اور سلام کا جواب ''مولا علی مدد'' بتایا گیا ہے۔

2۔ کلمہ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله واشهد ان علی الله بتایا گیا ہے

3۔ وضو کو غیر ضروری گردانتے ہوئے کہتے ہیں کہ وضو اعضاء کا نہیں دل کا ہوتا ہے۔

4۔ نماز کا بھی انکار کر رہے ہیں اور اس کا نعم البدل تین وقت کی جماعت خانہ کی دعا لکھتے ہیں۔

5۔ قیام و رکوع کو غیر ضروری قرار دیا۔

6۔ قبلہ رو ہونا بھی غیر ضروری تحریر کیا۔

7۔ روزہ کا انکار بھی کر دیا اور یہ لکھا کہ کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور روزہ کا وقت سوا پہر بتاتے ہیں اور اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ صبح دس بجے افطار کر لیا جائے۔

8۔ زکوٰۃ کا نعم البدل جماعت خانہ میں پیسے جمع کرانے کو قرار دیا۔

9۔ حج کو غیر ضروری جان کر محض اپنے ''حاضر امام'' کے ''دیدار'' پر کفایت کی تاکید کی گئی۔

10۔ قرآن کے انکار کے بھی مرتکب ہوئے اور فقط ایک کتاب گردانا اور لکھا کہ ''ہمارے پاس تو بولتا قرآن ہے یعنی حاضر امام موجود ہے، مسلمانوں کے پاس تو خالی کتاب ہے''

11۔ گناہوں کی معافی کے متعلق لکھا ہے کہ ''مکھی صاحب چھینٹا ڈال کر معاف کرتے ہیں''

آخر میں لکھا کہ ''صدیوں سے ہم پر کسی مسلمان نے تنقید نہیں کی تو یہ پندرہویں صدی کے علماء آخر کہاں سے بیدار ہو کر ہم پر تنقید کرنے لگے؟'' اور یہ بھی لکھا کہ ''مسلمانوں کے امام بھی تنقید کرتے ہیں ہمارے حاضر امام سے وضاحت طلب کرنے میں کیوں ہچکچاتے ہیں؟ کیا وہ ہمارے حاضر امام سے ڈرتے ہیں؟''

آپ سے گزارش ہے کہ وضاحت فرمائیں کہ یہ اپنے دعوؤں میں کس حد تک سچے ہیں؟ اور مسلمانوں کا ان سے میل جول، ساتھ کھانا اور دیگر مراسم شرعاً کیسے ہیں؟

(السائل: محمد حنیف، قادر منزل، باغ جامی، کراچی)

باسم اللہ الذی انزل علی حبیبہ القرآن والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الذی علمہ البیان و علی الہ و اصحابہ الذین شہر الاسلام و کسر الاصنام و علی اہل بیتہ و علماء ملتہ الذین رتب الاحکام

الجواب: آپ کے فراہم کردہ آغا خانیوں کی مذہبی عبادات کے پیغام کی کاپی میں مذکورہ عقائد و معمولات کے علاوہ آخر میں یہ لکھا ہے کہ "ہم پر کسی مسلمان نے تنقید نہیں کی" یہ قول ہی ان کے کفر کی بین دلیل ہے کہ جب یہ خود اپنے آپ کو مسلمان کا غیر جانتے ہیں یعنی غیر مسلم سمجھتے ہیں اور صراحتاً اس کا اقرار بھی کرتے ہیں اور اس کی تشہیر و اشاعت بھی کررہے ہیں تو کافروں کی عبادات اور ان کے معاملات سے مسلمانوں کو کیا غرض کہ ان کے فاسق و فاجر اور نرے کافر، امام سے وضاحت طلب کریں۔ معلوم ہونا چاہئے کہ تشریح اور وضاحت اس بات کی ہوتی ہے کہ جس میں ابہام ہو۔ جب آغا خانیوں کے کفر و اتداد میں کسی قسم کا شک وشبہ ہی نہیں تو وضاحت طلب کرنے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ **اذا فات الشرط، فات المشروط**۔ یعنی جب شرط فوت ہوجائے تو مشروط بھی فوت ہوجاتا ہے۔

مگر فی زمانہ دیکھا یہی گیا ہے کہ بھولے بھالے مسلمان ان کے منافقانہ رویہ سے ان کے جھانسے میں آجاتے ہیں اور انہیں مسلمان سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کو لفظ "السلام علیکم" سے سلام بھی کرلیتے ہیں اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے ہیں لہٰذا مسلمانوں پر ان کے ساتھ میل جول سے احتراز اور ان کے ساتھ کھانے پینے سے اجتناب لازم ہے۔

اور آغا خانیوں کے عقائد و معاملات بھی تعلیمات اسلامیہ سے بالکل جدا ہیں۔

1۔ سلام

سلام کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے۔

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا (النساء۴:۸۶)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو (کنزالایمان)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حق المسلم علی المسلم ست، قیل: ما ھن یا رسول اللہ؟ قال: اذا لقیتہ فسلم علیہ، واذا دعاک

فاجبه واذا استنصحک فانصح له، واذا عطس فحمدالله، فشمته، واذا مرض فعده، واذا مات فاتبعه
(صحیح مسلم، کتاب ۳۹، السلام، باب (۳) من حق المسلم للمسلم رد السلام، ص ۸۵۷، رقم الحدیث ۵ (۲۱۶۲) مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱ء)

یعنی فرمایا "ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں" عرض کی گئی وہ کون سے یارسول اللہ ﷺ" فرمایا "جب کسی مسلمان سے ملو تو اسے سلام کرو اور جب وہ بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو اور جب تیری نصیحت چاہے تو اسے نصیحت کر اور جب وہ چھینکے اور اللہ کی حمد کرے تو اسے جواب دو (یعنی یرحمک اللہ کہو) اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

ماقبل آیت کی تفسیر میں صحابی رسول ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(واذا حییتم بتحیة) اذا سلم علیکم بسلام (فحیوا باحسن منها) فردوها بافضل منها فی الزیادة علی اهل دینکم و ملتکم (او ردوها) مثل ما سلم علیکم علی غیر اهل دینکم (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما، النساء ۸۶، ص ۱۰۰، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۲ء)

یعنی (اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے) مثلاً جب تمہیں کوئی لفظ سلام کے ساتھ کرے (تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو) تو اپنے دین وملت والوں کو اس سے افضل، زیادتی کے ساتھ جواب دو (یا وہی کہہ دو) اپنے دین والوں کے غیر کو جیسا اس نے سلام کیا ویسا ہی لوٹا دو یعنی بغیر اہل دینکم کے۔

اور سلام کے بارے میں امام ابوزکریا یحیی بن شرف متوفی ۶۸۶ھ لکھتے ہیں:

واقل السلام ان یقول: السلام علیکم الخ (المنہاج شرح صحیح مسلم بن حجاج للنووی، المجلد (۷) کتاب (۳۹) السلام، باب (۱) یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر، ص ۲۶۱، حدیث ۲۱۶۰ مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی: کم از کم سلام "السلام علیکم" کہنا ہے۔

اور امام المحققین قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی متوفی ۷۹۱ھ مذکورہ آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

الجمهور علی انه فی السلام، ویدل علی وجوب الجواب اما باحسن منه و هو ان یزید علیه و رحمة الله، فان قاله المسلم زاد و برکاته واما یرد مثله لما روی ان رجلاً قال لرسول الله ﷺ، السلام

علیکم، فقال: وعلیک السلام و رحمتہ اللہ" وقال آخر: السلام علیک و رحمتہ اللہ. فقال:
"وعلیک السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ"

(تفسیر البیضاوی، المجلد (۱) النساء:۸۶، ص ۲۲۸، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی، جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت سلام کی مشروعیت میں نازل ہوئی ہے اور جواب سلام کے وجوب (یعنی واجب ہونے) پر دلالت کرتی ہے۔ یا تو اس سے اچھا جواب دے اور وہ یہ ہے کہ جواب میں "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" کہے اور جب سلام کرنے والا "رحمۃ اللہ" کے اضافہ کے ساتھ سلام کرے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو اچھا جواب، اس پر مزید "وبرکاتہ" کا اضافہ یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اور یا اس کی مثل لوٹا دے (مثلاً "السلام علیکم" کے بدلے صرف "وعلیکم السلام" کہہ دے) اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے سلام عرض کیا "السلام علیک" تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ" ایک اور شخص حاضر ہوا اور سلام عرض کیا "السلام علیک ورحمۃ اللہ" تو آپ ﷺ نے اسی "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کے ساتھ جواب ارشاد فرمایا۔

امام جلال الدین محمد بن احمد بن المحلی متوفی ۸۶۴ھ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(واذا حییتم بتحیۃ) کان قیل لکم سلام علیکم (فحیوا) المحیی (باحسن منھا) بان تقولوا لہ: علیک السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ (او ردوھا) بان تقولوا لہ: کما قال، ای الواجب احدھما والاول افضل

(تفسیر الجلالین، ص 91، مطبوعۃ دار ابن کثیر، بیروت، الطبعۃ التاسعۃ ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء)

یعنی (اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے) مثلاً یہ کہ تمہیں کہا جائے سلام علیکم (تو تم کہو) سلام کرنے والے کو (جواب اس سے بہتر لفظ میں) بایں طور کہ تم اسے کہو علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (یا وہی کہہ دو) بایں طور پر کہ ویسے ہی بلا زیادتی الفاظ کہہ دو جیسا سلام کرنے والے نے سلام کیا، یعنی السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام، یعنی دونوں میں سے کسی بھی ایک طریقہ سے جواب دینا واجب ہے اور پہلا طریقہ یعنی اضافہ کے ساتھ افضل ہے۔

اور علامہ صاوی متوفی ۱۲۱۴ھ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والتحیۃ فی الاصل الدعاء بطول الحیاۃ، وکانت العرب اذا لقی بعضھم بعضاً یقول لہ حیاک اللہ، ثم استعملت فی الاسلام و انما اختیر لفظ السلام علی لفظھا الاصلی لانہ اتم وانفع، لان معناہ السلامۃ من الآفات الدنیویۃ والاخرویۃ، ورحمۃ اللہ انعامہ واحسانہ و برکاتہ حفظہ من الزوال

(حاشیۃ العلامۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین، المجلد (۲) ص ۴۹-۵۰، مطبوعۃ داراحیاء التراث العربی، بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی سلام دراصل درازی عمر کی دعا ہے۔ عربوں میں (قبل از اسلام رواج تھا کہ جب کوئی کسی سے ملتا تو کہتا حیاک اللہ (یعنی اللہ تجھے زندہ رکھے) پھر اسلام میں استعمال کیا گیا اور اس کے لئے صرف لفظ "سلام" ہی کو اپنی لفظ اصل پر اختیار کیا گیا کیونکہ یہ اتم (یعنی زیادہ اتمام کا حامل) اور بہتر نفع بخش ہے۔ اس لئے کہ اس کے معنی دنیوی اور اخروی آفات سے سلامتی کے ہیں اور لفظ "رحمۃ اللہ" (اللہ تعالیٰ کی رحمت) انعام اور احسان فرمانا ہے اور لفظ "وبرکاتہ" (اور اس کی برکتیں) زوال سے حفاظت ہیں۔

فخر الاسلام والمسلمین علامہ فخر الدین الرازی متوفی ۶۰۶ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

تحیۃ النصاری وضع الید علی الفم، وتحیۃ الیھود بعضھم لبعض الاشارۃ بالاصابع، وتحیۃ المجوس الانحناء، و تحیۃ العرب بعضھم لبعض ان یقولوا: حیاک اللہ، و للملوک ان یقولوا: انعم صباحاً و تحیۃ المسلمین بعضھم لبعض ان یقولوا: السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ، ولاشک ان ھذہ التحیۃ اشرف التحیات و اکرمھا

یعنی، نصاریٰ کا طریقہ سلام ہاتھ کا منہ پر رکھنا ہے اور یہودیوں کا سلام کرنے کا طریقہ ایک دوسرے کو انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور مجوسیوں (یعنی آتش پرستوں) کا طریقہ سلام جھکنا ہے اور عربوں کا سلام (قبل از اسلام) یہ تھا وہ کہتے حیاک اللہ اور بادشاہوں کو کہتے انعم صباحا (یعنی صبح بخیر Good Morning اور مسلمانوں کا سلام آپس میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہنا ہے اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ یہ طریقہ سلام دوسرے طریقوں سے زیادہ شرف والا اور مکرم ہے۔

مزید لکھتے ہیں: **ان السلام من شعائر اھل الاسلام، واظھار شعائر الاسلام واجب**

(التفسیر الکبیر، المجلد (۴) النساء ۸۶، المسئلۃ الثانیۃ، الوجہ الثالث، ص ۱۶۳، مطبوعۃ دارالحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی، سلام (السلام علیکم) کہنا اسلام کے شعائر سے ہے اور شعائر اسلام کا اظہار واجب ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ تمام ادیان عالم کے اپنے اپنے وضع کردہ طریقے ہیں اور اسلام میں سلام کا طریقہ "السلام علیکم" کہنا ہے لہذا "السلام علیکم" کو چھوڑ کر دوسرا اسلام وضع کرنا اسلامی طرز عمل نہیں۔

"یا علی مدد" کہنا ہرگز کفر وشرک نہیں مگر اسے سلام قرار دینا اور سلام کے طور پر استعمال کرنا سراسر قرآن وسنت کے خلاف اور بدعت سیئہ ہے۔

2۔کلمہ:

ان کا کلمہ **اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ و اشھد ان علی اللہ** بتایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اللہ ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) اس کلمہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اللہ بتایا گیا ہے۔ **نعوذ باللہ من ذلک** اور یہ سراسر کفر ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ لہٰذا ایسا کہنے والا صریح کافر ومرتد ہے۔

قرآن میں ہے: **ء الہ مع اللہ بل ھم قوم یعدلون** (النمل:۲۷/۶۰)

ترجمہ: کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں (کنزالایمان)

یعنی "جو اس کے لئے شریک ٹھہراتے ہیں" (خزائن العرفان)

3۔وضو:

وضو کو غیر ضروری جاننا اور فقط "دل کے وضو" پر اکتفاء کرنا اور ظاہری اعضاء کے وضو کا انکار کفر ہے اس لئے کہ ظاہر اعضاء کے وضوء کا حکم صراحت کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یاایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برء سکم وارجلکم الی الکعبین (المائدۃ ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ (کنزالایمان)

اور تکذیب قرآن کفر ہے لہٰذا ایسے عقیدے کا حامل کافر ہے۔

4۔نماز:

نماز دلیل قطعی (نص قرآن) سے ثابت ہے اور اسلام کا رکن ہے اور رکن کے معنی ستون کے ہیں۔ یعنی اسلام کی عمارت کے ستونوں میں سے ایک ستون نماز ہے اور ہر شخص بداہۃً اس بات کو سمجھتا ہے کہ بغیر ستون کے عمارت قائم نہیں رہ

سکتی۔ اور صرف دعا کا نام نماز نہیں بلکہ افعال مخصوصہ کا نام نماز ہے چنانچہ علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم متوفی ۱۰۰۵ھ لکھتے ہیں:

وشرعاً الافعال المخصوصة (النہر الفائق، المجلد (۱) کتاب الصلاۃ، ص ۱۵۶، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت الطبعۃ الاولی ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۲ء)

یعنی، شرعاً افعال مخصوصہ کا نام نماز ہے۔

فرض کا منکر کافر ہے

نص قطعی سے جو امر ثابت ہو وہ فرض ہوتا ہے اور فرض کو جھٹلانے والا کافر ہے۔ جیسا کہ فرض کی تعریف سے ثابت ہے

الفرض: ماثبت بدليل قطعي لاشبهة فيه، ويكفر جاحده ويعذب تاركه

(کتاب التعریفات، باب الفاء، رقم: ۱۰۸۰، ص ۱۱۸، مطبوعۃ دار المنار)

یعنی فرض اسے کہتے ہیں جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کی فرضیت میں کوئی شک نہ ہو اور اس کو جھٹلانے والا کافر قرار دیا جائے اور اس کو (فرض جانتے ہوئے) چھوڑنے والا عذاب دیا جائے۔

لہذا نماز کی فرضیت کا منکر بھی کافر ہے اور فرض کا بدل دعا تو کجا، نوافل یہاں تک کہ واجبات بھی نہیں ہو سکتے۔

5۔ قیام ورکوع:

قیام ورکوع قرآن سے ثابت ہیں

وقوموا لله قانتين (البقرۃ ۲/۲۳۸)

ترجمہ: اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے (کنز الایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

واركعوا مع الراكعين (البقرۃ ۲/۴۳)

ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (کنز الایمان)

اور فرمایا: **اركعوا** (الحج: ۲۲/۷۷) ترجمہ: رکوع کرو

6۔ استقبال قبلہ:

استقبال قبلہ بھی قرآن سے ثابت ہے:

وحیث ماکنتم فولوا وجوھکم شطرہ(البقرۃ۲/۱۵۰)

ترجمہ: اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہوا اپنا منہ اسی (یعنی کعبہ) کی طرف کرو (کنزالایمان)

7۔روزہ:

روزہ ہر مومن مرد و عورت، عاقل و بالغ، پر پورے رمضان المبارک کے صبح صادق سے غروب آفتاب تک فرض ہے اور اس میں کھانا پینا اور جماع مطلقاً منع ہے۔ جو شخص روزے کو فرض مانتے ہوئے ترک کرے، سخت گنہ گار ہے اور جو اس کی فرضیت کا انکار کردے وہ کافر ہے، کیونکہ روزہ بھی نماز کی طرح فرض اور دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

چنانچہ روزے کی فرضیت کے متعلق قرآن میں ہے:

یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرۃ ۱۸۳/۲)

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے (کنزالایمان)

اور رمضان میں روزے کی فرضیت کے متعلق ارشاد باری تعالٰی ہے:

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمه(البقرہ:۲/۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے (کنزالایمان)

اور روزے کا وقت بھی قرآن ہی سے ثابت ہے:

وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل (البقرۃ۲/۱۸۷)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کا ڈورے سے پو پھٹ کر، پھر رات آنے تک روزے پورے کرو (کنزالایمان)

لہذا روزہ میں کھانا، پینا اور سوا پہر کا روزہ (یعنی صبح دس بجے تک) رکھنا سراسر حکم قرآن سے عدول ہے۔ جیسا کہ قرآن

میں صراحۃً روزہ کا ذکر اوراس کا وقت اس میں کھانے پینے وغیرہ کا ترک، اور غروب آفتاب تک اسے پورا کرنے کا حکم موجود ہے۔

8۔ زکوۃ:

زکوۃ کا حکم نماز کے ساتھ کئی مقامات پر آیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکواۃ (البقرۃ:۲/۴۳)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو (کنزالایمان)

اور قرآن میں ہے:

ومما رزقنٰھم ینفقون (البقرۃ:۲/۳)

ترجمہ: اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں (کنزالایمان)

لہٰذا زکوۃ بھی فرض قطعی ہے اوراس کا ادا کرنا ہر صاحب نصاب عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے اوراس کا بدل کچھ نہیں۔ زکوۃ کی فرضیت کا انکار بھی کفر ہے۔

اوراس کے مصارف بھی بیان کردیئے گئے چنانچہ قرآن میں ہے:

انما الصدقت للفقراء والمسٰکین والعملین علیھا والمولفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغرمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل، فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (التوبۃ:۹/۶۰)

ترجمہ: زکوۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج، نرے نادار اور جو اسے تحصیل کرکے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام کی طرف الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم وحکمت والا ہے (کنزالایمان)

ان میں مؤلفۃ القلوب باجماع صحابہ ساقط ہوگئے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی یہ اجماع زمانہ صدیق میں منعقد ہوا (خزائن العرفان)

9۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور حج اللہ کے لئے مخصوص جگہ کی خاص وقت میں خاص افعال کے ساتھ زیارت کرنے کا نام ہے کمافی الکنز وغیرہ۔ کسی بھی شخص کے دیدار سے نہ ہی حج ادا ہوتا ہے اور نہ اس کی فرضیت ساقط ہوسکتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا صحابہ کرام علیہم الرضوان، جن کا زمانہ بہترین زمانہ تھا اور جن کی صحبت بہترین صحبت تھی، ہر وقت جلوۂ رسول ﷺ سے

متمتع ہوتے، ہر آن محبوب کے دیدار سے اپنی آنکھیں منور کرتے، وہ کبھی بھی بیت اللہ کے حج کو نہ جاتے کہ انہوں نے تو بہترین کائنات سید السادات صاحب خوارق عادات ﷺ کے رخ پُر انوار کی زیارت کی۔ جب انہوں نے بہترین کائنات کی زیارت کی اور اس زیارت کو حج نہ جانا اور اس زیارت کو فرضیت کا ساقط نہ مانا تو ماننا پڑے گا حج کسی شخص کی زیارت کر لینے کا نام نہیں ہے اور کسی کے دیدار سے حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔ جب بہترین کائنات کا دیدار حج کی فرضیت کا مسقط نہ ہوا چہ جائیکہ کسی فاسق و فاجر امام کے دیدار سے ہو، لہذا حاضر و فاجر امام کا دیدار حج نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (ال عمران:۳/۷۸)

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج ہے جو اس تک چل سکے (کنزالایمان)

اور منکر کے لئے قرآن مجید وعید سناتا ہے۔

ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین (ال عمران:۳/۹۸)

ترجمہ: اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے (کنزالایمان)

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ بیان مذکور سے معلوم ہوا کہ یہ گروہ پانچوں ارکان اسلام سے کسی پر بھی قائم نہیں۔

10۔ قرآن (کتاب اللہ) ہے اور اسے صحیفہ (کتابی یعنی لکھی ہوئی صورت) میں مدون فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذلک الکتاب لاریب فیہ (البقرۃ۲/۲)

ترجمہ: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں (کنزالایمان)

اور فرمایا:

وھذا کتٰب انزلنٰہ (الانعام:۶/۹۲)

ترجمہ: اور یہ برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری (کنزالایمان)

اور فرمایا:

وھذا ذکر مبٰرک انزلنٰہ، افانتم لہ منکرون (الانبیاء:۲۱/۵۰)

ترجمہ: اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا تو کیا تم اس کے منکر ہو (کنزالایمان)

اور فرمایا:

کتٰب انزلنٰہ الیک (ص:۳۸/۲۹)

ترجمہ: یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری

اور یہ کہنا "ہمارے پاس تو بولتا قرآن یعنی حاضر امام ہے مسلمانوں کے پاس تو خالی کتاب ہے" اگر ایسا ہی ہوتا کہ کسی شخص کی موجودگی قرآن سے بے نیاز کر دیتی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے ایسا ہوتا کہ ان میں بہترین کائنات اور وہ ذات جس کی ہر گفتار وحی خدا ہوا کرتی، خود قرآن شاہد ہے کہ:

وما ینطق عن الھوٰی، ان ھوا الا وحی یوحیٰ (النجم:۵۳/۳-۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (کنزالایمان)

جب ایسا نہ ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار نے سرکار دو عالم ﷺ کی موجودگی کو قرآن سے بے نیازی کا سبب نہ جانا تو کسی اور بولنے والے کی موجودگی کسی کو قرآن سے کیسے بے نیاز کر سکتی ہے؟ سرکار ﷺ کا کلام وحی خدا ہے، اس کے باوجود صدیاں گزر گئیں کہ امت قرآن وحدیث میں فرق کرتی آئی ہے، جبکہ وہ شخص جس کا کلام وحی شیطان ہو، اس کا کلام اور قرآن کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ لہذا یہ ان کی حماقت اور قرآن سے جہالت ہے کہ اہل اسلام کے علاوہ نصاری، یہود و ہنود وغیرہم اس بات کو جانتے ہیں کہ قرآن ہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر نازل ہوا ہے اور صحیفہ کی صورت میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی قرآن نہیں۔

11۔ مکھی صاحب کے چھینٹے:

مکھی کے چھینٹے جہنم میں دکھی ہونے میں اضافہ کا باعث تو بن سکتے ہیں، دکھی ہونے سے نہیں بچا سکتے کیونکہ کافر کی مغفرت نہیں ہوتی، وہ آتش جہنم کا ایندھن ہیں اور دوزخ میں خلود ان کا مقدر ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے:

لہذا مسلمانوں کو ان سے اجتناب چاہئے اور ان سے دوستی، رشتہ داری، مراسم، ساتھ کھانا پینا و دیگر تعلقات سے گریز کریں۔

قرآن مجید میں ہے:

واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین (الانعام:۶/۶۸)

ترجمہ: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ (کنزالایمان)

وصلی اللہ علی رسولہ الکریم والحمدللہ رب العالمین

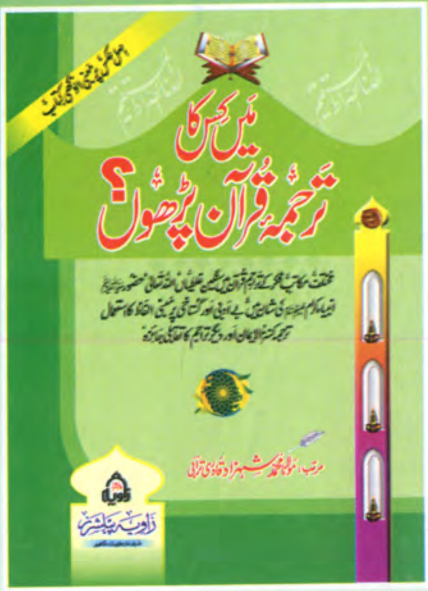

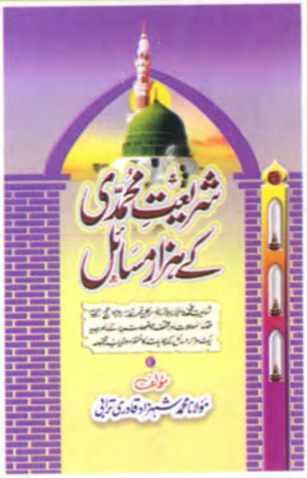

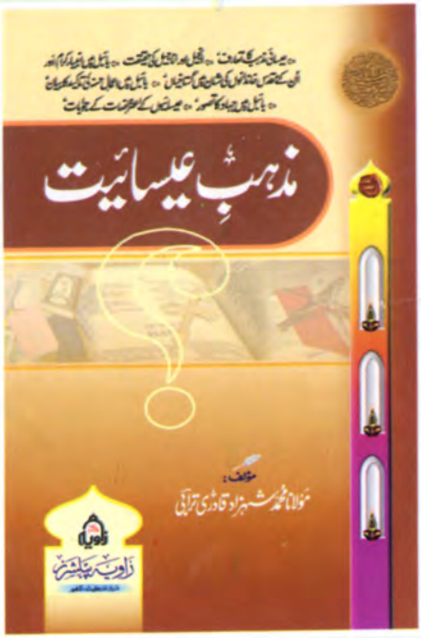

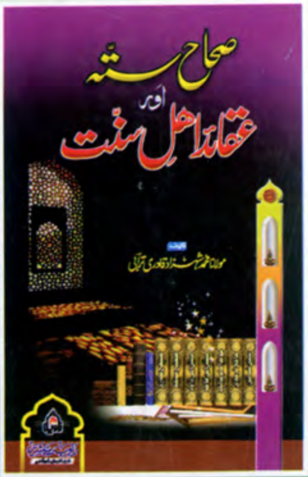

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ ۔ لاہور

Voice:042-37248657 Fax:042-37112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@gmail.com

Design by: Qazi Graphics Lahore Pakistan.